اس کتاب میں رضاخانی یتیم قادری کی کتاب میں متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ
پر بے بنیاد الزامات کے مدلل محقق و الزامی جوابات اس طور پر دئے گئے ہیں کہ قیامت تک
ان کا جواب کسی رضاخانی سے نہ ہو سکے گا (ان شاء اللہ)

متکلم اسلام

حضرت مولانا

محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ

پر

الزامات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ



حضرت مولانا

دوست محمد

قندھاری حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

متکلمِ اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب پر الزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

کتاب کانام.......................متکلّمِ اسلام حضرت مولانا الیاس گھمّن صاحب
پر الزامات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مؤلّف...................................مولانا دوست محمّد قندھاری صاحب حفظہ اللہ

صفحات.......................240

طباعت..............................ربیع الاوّل ۱۴۴۲ھ، مطابق اکتوبر ۲۰۲۰ء

قیمت....................................

فہرستِ مضامین

۱	مقدّمۃ الکتاب	۱۱
۲	کتاب لکھنے والے رضاخانی کا اپنا حال	۱۳
۳	رضاخانی کتاب کا جواب ہوگیا	۱۷
۴	اس بات کا جواب دیا جائے گا تب کوئی بات ہوگی	۱۸
۵	میثم کی بغیر داڑھی والی ’’ہیجڑوانہ شکل‘‘ ملاحظہ ہو	۱۸
۶	رضاخانی کی اس کتاب کی کوئی حیثیت نہیں	۱۹
۷	پہلی وجہ متکلم اسلام کی شخصیت رضاخانیوں کو مسلّم ہے	۱۹
۸	خود رضاخانی مؤلّف کو بھی مسلّم ہے، حضرت متکلّمِ اسلام غوث وقطب وابدال ہیں، الحمدللہ!	۱۹
۹	دوسری وجہ اس سے زیادہ باتیں آپ کے گھر میں علی وجہ الاتمّ موجود ہیں	۲۰
۱۰	بنیادی سوال	۲۵
۱۱	کتاب نہیں، بلکہ فراڈ!	۲۵
۱۲	آپسی اختلاف پر رضاخانی طرزِ فکر	۲۶
۱۳	رضاخانی کی کتاب کا جواب صرف چند سطروں میں کہ ’’علماء کی رائے علماء کے بارے میں قبول ہی نہیں کی جائے گی‘‘	۲۸
۱۴	حسد نے اپنے ہی مولوی کو مرتد بنادیا	۴۲
۱۵	علماء کا آپسی حسد اور رضاخانی فاروق خان رضوی کا بیان	۴۲
۱۶	حاسدین کی کارستانیاں	۴۴
۱۷	ذاتیات میں نہ پڑنا بہتر ہے	۴۵
۱۸	علماء کی کردارکشی رضاخانیوں کی پرانی عادت ہے	۴۵

۱۹	رضاخانی کتاب رضاخانی فقیہ النفس کی عبارت کی روشنی میں	۴۸
۲۰	رضاخانی کی طرف سے پیش بندی کی ناکام کوشش	۴۹
۲۱	الزامی جوابات کی حیثیت رضاخانیوں کے ہاں	۵۰
۲۲	آمدم برسرِ مطلب	۵۲
	باب اوّل	
۲۳	چند اہم اصول	۵۳
	باب دوّم	
۲۴	ہم عصر کی جرح کا حکم	۵۸
۲۵	ہم عصر کی جرح قابل قبول ہی نہیں، رضاخانی فاضل جلیل	۶۱
۲۶	رضاخانی خوش نہ ہوں!	۶۱
	باب سوّم	
۲۷	کیا مولانا گھمن صاحب زید مجدہم کے خلاف شرعی شہادتیں پیش کی گئیں؟؟	۶۳
	باب چهارم	
۲۸	کیا مولانا گھمن صاحب زید مجدہم واحد شخص ہیں جن پر اعتراضات ہوئے؟؟	۶۶
۲۹	امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بدعتی کہنا	۶۷
۳۰	امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ناراضگی	۶۸
۳۱	ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ولی کامل پر کفر کا فتویٰ لگانا	۶۹
۳۲	منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کا فتویٰ	۶۹
۳۳	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وسخاوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے کو کیا کچھ کہہ گئے؟	۷۰
۳۴	خان صاحب بریلوی کی اپنے ہی لوگوں نے مٹی پلید کی!	۷۲

۳۵	رضا خانی مولویوں کو اپنوں نے رگڑا لگایا	۷۲
۳۶	کیا متقی پرہیز گار گناہ نہیں کرسکتا؟	۷۳
۳۷	شیخ ابوعبداللہ اندلسی کا لڑکی کے عشق میں مبتلا ہوکر مرتد ہو جانا	۷۴
۳۸	ہمارے حضرات ذرا اس کا بھی جواب دیں	۷۹
۳۹	رضا خانی خوش نہ ہو	۸۱
۴۰	ایک ممکنہ سوال کا جواب	۸۱
	باب پنجم	
۴۱	رضا خانیوں کا دست وگریباں	۸۲
۴۲	رضا خانی مولوی اپنے کردار کے آئینے میں	۸۳
۴۳	جامع مسجد علی حسین صاحبزادہ مفتی محمد ارشد بخاری	۸۴
۴۴	مرکزی دفتر تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان	۸۴
۴۵	خان صاحب کے پیرو مرشد آستانے کا اعلان	۸۵
۴۶	جلالی رضا خانیت سے خارج ہے	۸۷
۴۷	جلالی کی طرف سے اس کا جواب	۹۰
۴۸	مسئلہ باغِ فدک اور موجودہ صورتِ حال	۹۱
۴۹	جلالی کے خلاف ارشد سعید کاظمی کی تحریر	۹۳
۵۰	اظہارِ مذمّت	۹۵
۵۱	رضا خانی حجۃ الاسلام کی طرف سے فتوے	۹۶
۵۲	جلالی کی مخالفت کرنے والے بریلویت سے خارج رافضی ہیں	۹۶
۵۳	رضا خانیوں کی سرپرستی کرنے والا منور حسین جماعتی رافضی ہے	۹۷
۵۴	اشرف سیالوی کا اپنے مشائخ کو گالیاں	۹۸

۵۵	میرے قتل کا ذمّہ دار مفتی حنیف قریشی ہوگا، غفران سیالوی	۹۸
۵٦	خلاصہ کلام	۱۰۲
۵۷	رضاخانی کنز العلماء کفر بک چکا ہے، توبہ لازم!	۱۰۲
	باب ششم	
۵۸	متکلم اسلام علمائے دیوبند کی نظر میں!	۱۰۴
۵۹	متکلمِ اسلام مولانا محمّد الیاس گھمن مدّظلہ، چند معاصرین کی نظر میں	۱۰۵
٦۰	1-حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری رحمہ اللہ	۱۰۵
٦۱	2-حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزّاق اسکندر مدظلہ	۱۰٦
٦۲	3-حضرت مولانا مفتی محمّد زرولی خان صاحب مدّظلہ	۱۰٦
٦۳	4-حضرت مولانا صوفی محمّد سرور دامت برکاتہم	۱۰۷
٦۴	5-فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکّی رحمہ اللہ	۱۰۷
٦۵	6-حضرت مولانا محمّد عزیز الرحمٰن ہزاروی رحمہ اللہ	۱۰۸
٦٦	7-حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی دامت برکاتہم	۱۰۸
٦۷	8-حضرت مولانا ارشاد احمد زید مجدہٗ	۱۰۹
٦۸	9-حضرت مولانا عبدالغفور مدظلہ، ٹیکسلا	۱۰۹
٦۹	10-حضرت مفتی نعیم صاحب رحمہ اللہ	۱۱۰
۷۰	11-حضرت پیر ذوالفقار نقشبندی صاحب زید مجدہم	۱۱۱
۷۱	12-متکلمِ اسلام اور ان کی کتب کے بارے میں دارالعلوم دیوبند کے فتاویٰ	۱۱۱
۷۲	13-دارالعلوم دیوبند کی ویب سائٹ سے مزید تائیدات	۱۱۳

۷۳	دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ	۱۲۰
باب ہفتم		
۷۴	رضاخانی الزامات کا جائزہ	۱۲۲
۷۵	متکلم اسلام صاحب پر الزامات کا فرداً فرداً جائزہ	۱۲۳
۷۶	پہلا اعتراض، جماعت سے نکالے جانے کا الزام	۱۲۳
۷۷	کارروائی اجلاس شوریٰ مرکزی اتحّاد اہل السنّۃ والجماعۃ پاکستان	۱۲۴
۷۸	تحریک لبّیک کی صورتحال	۱۲۶
۷۹	ڈاکٹر جلالی کو تو مسلک سے ہی بے دخل کردیا	۱۲۷
۸۰	دوسرا اعتراض، مولوی عزیز الرحمن عظیمی دیوبندی کا انکشاف	۱۳۰
۸۱	اعتذار	۱۳۱
۸۲	اکابر کے حکم پر عقائد کی اصلاح شروع کی	۱۳۲
۸۳	تیسرا اعتراض، کتب سے سرقہ کرنے کا الزام	۱۴۰
۸۴	رضاخانی شیخ الحدیث کا سرقہ رضاخانی قلم سے	۱۴۳
۸۵	رضاخانی مصنف کا متکلم اسلام صاحب کے نوٹس سے سرقہ	۱۴۴
۸۶	اہلِ بدعت کی طرف سے ایک بدترین علمی سرقہ کی نشاندہی	۱۴۴
۸۷	حسن علی رضوی رضاخانی کا سرقہ	۱۴۹
۸۸	چوتھا اعتراض، Search اور Re-Search کے حوالے سے جاہلانہ اعتراض	۱۵۰
۸۹	الیاس قادری عطاری کی ’’رضاخانی انگریزی‘‘	۱۵۳
۹۰	جلالی کی گلابی انگریزی	۱۵۴
۹۱	رضاخانی مولویوں کی جہالتیں رضاخانیوں کے قلم سے	۱۵۴
۹۲	مفتی اعظم ہند کو عربی نہیں آتی	۱۵۴

۹۳	تاج الشریعہ کو عربی نہیں آتی	۱۵۵
۹۴	اعلیٰ حضرت کی جہالت بقلم رضا خانی شیخ الحدیث	۱۵۵
۹۵	رضا خانی ائمہ ومدارس کی جہالت	۱۵۵
۹۶	رضا خانی جاہل	۱۵۶
۹۷	رضا خانی مناظر اعظم کی جہالتیں	۱۵۶
۹۸	رضا خانیوں کے نزدیک معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جاہل ہیں	۱۵۶
۹۹	پانچواں اعتراض، مولانا الیاس گھمن صاحب پر مناظرے سے فرار کا الزام	۱۵۶
۱۰۰	مماتیوں سے کون بھاگا؟	۱۶۲
۱۰۱	چھٹا اعتراض ، مولانا ابو بکر غازی پوری صاحبؒ کی طرف منسوب جرح کا جواب	۱۶۵
۱۰۲	مالی کرپشن میں کون ملوث ہے؟	۱۶۸
۱۰۳	خادم حسین کرپٹ آدمی ہے	۱۶۸
۱۰۴	حامد سعید کاظمی کی کرپشن	۱۶۹
۱۰۵	خدارا! حاجیوں کو تو معاف کر دیتے!	۱۶۹
۱۰۶	رضا خانی اصول	۱۷۵
۱۰۷	ساتواں اعتراض، وفاق المدارس کے اشتہار کا جواب	۱۷۶
۱۰۸	وفاق کے عاملہ کے رکن کی بھرپور حمایت	۱۷۶
۱۰۹	صدر وفاق المدارس کا وفاق کو اشتہار جاری کرنے کا حکم	۱۷۷
۱۱۰	ایک ممکنہ سوال کا جواب	۱۷۸
۱۱۱	رضا خانی اس کا جواب دیں	۱۷۸
۱۱۲	آٹھواں اعتراض، حضرت مولانا احمد لدھیانوی صاحب کا لیٹر پیڈ	۱۷۸

۱۱۳	نواں اعتراض، مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ کی سرپرستی سے محروم ہونے کا الزام	۱۷۹
۱۱۴	دسواں اعتراض، حافظ ریاض دیوبندی	۱۸۰
۱۱۵	گیارہواں اعتراض، مولانا فضیل احمد ناصری صاحب	۱۸۱
۱۱۶	اس سے یہ بھی معلوم ہوا	۱۸۲
۱۱۷	جدید دور میں ایسا کیسے ممکن ہے؟	۱۸۲
۱۱۸	رجوع پر ممکنہ اعتراض	۱۸۳
۱۱۹	بارہواں اعتراض، ذکر بالجہر کا مسئلہ	۱۸۵
۱۲۰	مولانا عبدالرحیم چار یاری صاحب اس کا بھی جواب دیں	۱۸۷
۱۲۱	رضاخانیوں کی طرف سے اکابر پر کفر کے فتوے	۱۸۷
۱۲۲	رضاخانی مؤلّف اپنے مفتی اعظم ہند کے فتوے سے حرام کار	۱۹۰
۱۲۳	دعوتِ اسلامی والے پکے بدعتی ہیں	۱۹۱
۱۲۴	تیرہواں اعتراض، قاضی طاہر الہاشمی ناصبی یزیدی	۱۹۲
۱۲۵	چودہواں اعتراض، ٹیلی فون کال ریکارڈنگس	۱۹۲
۱۲۶	پندرہواں اعتراض، ایک مماتی مولوی کا بیان	۱۹۳
۱۲۷	سولہواں اعتراض، مدرسے کی بچّی	۱۹۵
۱۲۸	کذاب کی ایک اور کذب بیانی	۱۹۶
۱۲۹	رضاخانی شکوہ	۱۹۷
۱۳۰	آخری سترہواں اعتراض، حضرت کی سابقہ زوجہ کی طرف منسوب خط	۱۹۸
۱۳۱	علمائے دیوبند نے اس بہتان کو ردّ کیا	۱۹۹
۱۳۲	گواہ طلب کرنے پر رضاخانی کا تلملانا	۲۰۲

۱۳۳	رضا خانی اعلیٰ حضرتی فتوے کی زد میں	۲۰۳
۱۳۴	الیاس عطاری کی رضا خانی کو تنبیہ	۲۰۶
۱۳۵	صحافیوں کی علماء و مشائخ سے دشمنی	۲۰۶
۱۳۶	صحافیوں کو کسی کے ذاتی معاملات کی جستجو میں نہیں لگنا چاہیے	۲۰۷
۱۳۷	اس موقع پر رضا خانی کو کیا کرنا چاہیے تھا؟	۲۰۸
۱۳۸	علّامہ ساجد صاحب سے سوقیانہ سوال اور رضا خانی زبان میں منہ توڑ جواب	۲۰۸
۱۳۹	میثم قادری گانڈو ہے	۲۱۱
۱۴۰	مفتی حنیف قریشی حرام کی پیداوار	۲۱۲
۱۴۱	مفتی حنیف قریشی صاحب کا شجرہ نسب	۲۱۲
۱۴۲	رضا خانی شیخ الحدیث کی ماں ساری زندگی کتّوں تلے پڑی رہی	۲۱۳
۱۴۳	رضا خانی حجۃ الاسلام کے مدرسے میں عورتوں کے ساتھ گینگ ریپ	۲۱۴
۱۴۴	رضا خانی امام المناظرین اور ابوالخیر کے چسکے	۲۱۴
۱۴۵	فاضل بریلوی آخر کیوں خاموش رہے؟	۲۱۵
۱۴۶	اگر اب بھی سمجھ نہیں لگی تو پھر یوں سمجھو	۲۱۶
۱۴۷	چلو یوں سمجھ لو!	۲۱۶
۱۴۸	قارئین سے بہت معذرت	۲۱۷
۱۴۹	ان کے مفتیوں نے تو صحابہ تک پر معاذ اللہ......	۲۱۷
۱۵۰	تاریخ امت مسلمہ کا حوالہ اور ہمارا جواب	۲۱۸
۱۵۱	کیا محض خبر مشہور ہونے پر اسے چھاپ دیا جائے؟	۲۲۰
۱۵۲	آخری بات	۲۲۱
۱۵۳	حوالہ جات کے اسکین	۲۲۴



مقدّمۃ الکتاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم!

قارئین کرام! آپ کے علم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اہلِ باطل و اعتزال کا مقابلہ کرنے کیلئے امام اشعری جیسے رجال کار پیدا کئے، اس دور میں بھی اہل باطل کی ناک میں نکیل ڈالنے کیلئے اللہ پاک کی طرف سے امتِ مسلمہ کو متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہم کی صورت میں ایک تحفہ دیا گیا ہے جن کی دینی خدمات کے اپنے پرائے سب معترف ہیں!

جنہوں نے نہ صرف خود بلکہ ان کے لاکھوں شاگردوں و متعلقین نے پوری دنیا میں اہل السنت والجماعت کی حقانیت کا ڈنکا بجایا، ظاہر ہے کہ ایسی شہرت بعض ہم عصر علماء کو کب ہضم ہو؟ لہذا بعض اپنوں نے بھی مخالفین کے پروپیگنڈے میں آ کر یا پھر ہم عصر ہونے کی وجہ سے حسد میں حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہم کی ذات پر بعض لایعنی اعتراضات کئے جو وقت کے ساتھ ساتھ آج الحمدللہ اپنی موت آپ مر گئے ہیں۔

اہل باطل نے جب دیکھا کہ دلائل کے میدان میں تو اہل حق کا مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں، لہذا عوام کو اہل حق سے برگشتہ کرنے کیلئے اسی قسم کے فضول اعتراضات جو ماضی کے اوراق میں گم ہو گئے تھے، جمع کر کے ایک کتاب بنام ”مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں“ ادارہ تحفظ عقائد اہل سنّت و جماعت پاکستان سے کسی میثم عباس قادری رضوی کے نام سے شائع کی گئی۔ اہلِ بدعت کا مذہب جتنا گھٹیا و لایعنی ہے اس سے زیادہ یہ کتاب اور اس کا مواد لایعنی و گھٹیا ہے، چونکہ ہماری اپنی خواہش تھی کہ ان اعتراضات کے جوابات دیے جانے چاہئیں، تاکہ آج اگر نہیں تو کل کو ہمارے بعد ان اعتراضات کو دوبارہ اٹھا کر سادہ لوح عوام کو اہل حق سے کہیں برگشتہ نہ کرلیا جائے، بھلا ہو اس قادری کا

جنہوں نے اس قسم کے تمام لایعنی اعتراضات کو ایک کتاب میں یکجا کر کے ہماری اس دیرینہ خواہش کو عمل کی صورت مہیّا کی۔

مجھے حیرت اس پر ہے کہ حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہم کی ذاتیات کو موضوع سخن بنانے والا یہ شخص اس فرقے سے تعلق رکھتا ہے کہ جس کے ہر مولوی کا گریبان اپنے ہی مولویوں کے فتوؤں سے تار تار ہے اور جنہوں نے آپسی اختلاف سے تنگ آ کر خود ہی یہ اصول گھڑے کہ کسی کی ذاتیات پر یا کسی کے فتوؤں و الزامات پر اسی مسلک کے دوسرے عالم کو مورد الزام ٹھہرانا درست نہیں، جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے، لیکن مشہور ہے کہ

بدنام نہ ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

موصوف ہی کی طرح کسی نے پوچھا کہ مشہور ہونا چاہتا ہوں تو کسی نے مشورہ دیا کہ فتویٰ دے دو کہ کتّا حلال ہے خود ہی مشہور ہو جاؤ گے، یہی حال موصوف کا ہے، موصوف خود اپنے ہی ہم مسلک علماء بلکہ اعلیٰ حضرت کے فتوؤں سے مجوسی، یہودی، نصرانی، اللہ و رسول ﷺ کے دشمن اللہ و رسول اللہ ﷺ اور فرشتوں کے لعنتوں کے اوّلین مستحق، فاسق و فاجر بلکہ ہیجڑے تک ہیں، مگر موصوف کو شوق چڑھا، متکلم اسلام صاحب زید مجدہم پر قلم اٹھانے کا کہ دیکھو ان کے ہم مسلک مولوی تو ان کو ایسا ایسا کہتے ہیں۔

بہرحال! ان الزامات کے تحقیقی جوابات کے ساتھ ساتھ ہم نے خود رضاخانی مذہب کے ایسے اصول قواعد اور حوالہ جات نقل کر دیے ہیں کہ **''ان شاء اللہ ان اصول و قواعد کی روشنی میں قیامت کی صبح تک اب ہماری اس کتاب کا جواب رضاخانیوں کے بس کی بات نہیں''** ہاں ہمیشہ کی طرح دجل وفریب کا نام اگر رضاخانی جواب رکھیں تو وہ ہماری بحث سے خارج ہے۔ بہرحال! موصوف کی کتاب کا ترتیب وار تفصیلی جواب ملاحظہ کرنے سے پہلے چند اہم اصول اور باتیں ہم نقل کر رہے ہیں، پہلے ان کو ملاحظہ فرمالیں اس کے بعد ان شاء اللہ تفصیل کے ساتھ رضاخانی معترض کے اعتراضات کا ترتیب وار جائزہ لیا جائے گا۔

نوٹ: اگرچہ کتاب میں ہمارا روئے سخن زیادہ تر رضاخانیوں کی طرف ہوگا، لیکن **باب چہارم** خاص کر اپنوں کیلئے لکھا گیا ہے، لہذا اس کا مطالعہ اپنے احباب ضرور کریں!!!!

کتاب لکھنے والے رضاخانی کا اپنا حال

کتاب کے مؤلّف کا نام ''میثم عباس قادری رضوی'' ہے ۔موصوف کی اپنی حالت یہ ہے کہ کسی دینی ادارہ سے فارغ التحصیل نہیں، ایک عام دنیادار آدمی ہے، کسی نے ہمیں بتلایا تھا کہ ٹریفک پولیس میں ملازم ہے(واللہ اعلم بالصواب)۔سب سے اہم بات یہ کہ اس وقت بعض رضاخانیوں میں موصوف اندھوں میں ''کانا راجا'' بنے ہوئے ہیں اور موصوف کو محض علمائے دیوبند کے بغض میں اپنا مذہبی رہنما باور کرایا جارہا ہے اور ان کے ساتھ غضب خدا ''مولانا'' بھی لکھ دیا جاتا ہے، حالانکہ موصوف نبی کریم ﷺ کی محبوب سنّت داڑھی تک سے محروم ہیں، اس پر ان کے خلاف لکھی جانے والی کتب، رسائل، مضامین میں کئی دفعہ ان کو تنبیہ کی گئی ہے، مگر حرام کی ایسی لت اور نبی کریم ﷺ کی محبوب سنّت کو گندی نالیوں میں بہانے کی ایسی نحوست پڑی ہوئی ہے کہ اب حرام سے نکلنے کی جرأت ہی نہیں، ایسے ڈھیٹ و بے شرم ہیں کہ کم از کم یا تو جو فتاویٰ ہم پیش کررہے ہیں اسے غلط کہو یا مانو کہ ہاں ہم ان فتاویٰ کے مصداق ہیں، رضاخانی مذہب میں سکوت یہ مکمل تائید کی دلیل ہوتی ہے، لہٰذا اب ہم اس داڑھی منڈے پر انہی کے اعلیٰ حضرت جن کے ترجمان ہونے کا بزعم خویش موصوف کو دعویٰ ہے کہ فتاویٰ نقل کررہے ہیں تاکہ اندازہ ہو کہ یہ موصوف ہیں کیا؟؟؟؟

''جدول ان سزاؤں وعیدوں مذمتوں کی جو داڑھی منڈانے کتروانے والوں کے حق میں آیات و احادیث ونصوص مذکورہ سے ثابت ہیں:

۱۔اللہ و رسول کے نافرمان ہیں، ۲۔شیطان لعین کے محکوم ہیں، ۳۔سخت احمق ہیں،

۴۔اللہ ان سے بیزار، ۵۔رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں،

۶۔رسول اللہ ﷺ کو ایسی صورت دیکھنے سے کراہت آتی ہے، ۷۔یہودی صورت ہیں،

۸۔نصرانی وضع ہیں فرنگیوں سے مشابہ ہیں، ۹۔مجوس کے پیرو ہیں،

۱۰۔ہندوؤں کی صورت مشرکین کی سیرت ہیں، ۱۱۔مصطفیٰ ﷺ کے گروہ سے نہیں،

۱۲۔انہیں اپنے ہم صورتوں نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کے گروہ سے ہیں،

۱۳۔واجب التعزیر ہیں شہر بدر کرنے کے قابل ہیں، ۱۴۔مبدّلین فطرت ہیں، مغیر خلق اللہ ہیں،
۱۵۔زنانے مخنّث ہیں، ۱۶۔خدا کے عہد شکن ہیں، ۱۷۔ذلیل وخوار ہیں،
۱۸۔گھناؤنے قابل نفرت ہیں، ۱۹۔مردود الشہادت ہیں،
۲۰۔پورے اسلام میں داخل نہ ہوئے، ۲۱۔ہلاکت میں ہیں مستحق بربادی ہیں،
۲۲۔دین کے بے بہرہ آخرت میں بےنصیب ہیں، ۲۳۔عذاب الٰہی کے منتظر ہیں،
۲۴۔اللہ عزوجلّ کو سخت دشمن ومبغوض ہیں، ۲۵۔صبح ہیں تو اللہ کے غضب میں شام ہیں تو اللہ کے غضب میں، ۲۶۔قیامت کے دن ان کی صورتیں بگاڑی جائیں گی،
۲۷۔اللہ ورسول کے ملعون ہیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اللہ وملائکہ و بشر سب کی ان پر لعنت ہے فرشتوں نے ان کے لعنتی ہونے پر آمین کہی،
۲۸۔اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت نہ فرمائے گا، ۲۹۔وہ بہشت میں نہ جائیں گے،
۳۰۔اللہ عزوجلّ انہیں جہنّم میں ڈالے گا۔

(لمعة الضحیٰ فی اعفاء للحیٰ ،ص:۶۰-۵۸۔مکتبہ فیضان مدینہ کراچی)

اندازہ لگائیں جس مخنّث زنانہ سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ بیزار ہوں، صبح شام اللہ کے غضب میں گرفتار ہو، جس پر اللہ نے لعنت کی ہو اور اس لعنت پر فرشتوں اور ساری مخلوق نے آمین کہی ہو، ایسے قطعی لعنتی کو آج رضاخانیوں نے اپنا قائد بنایا ہوا ہے، رضاخانیو! تم لوگوں کو کیا اپنے مذہب کی دلالی کیلئے کوئی مرد بھی اب میسر نہیں؟؟؟؟

یہ اس شخص کا اپنا حال ہے جو مولانا گھمّن صاحب زید مجدہم کے خلاف کتاب لکھ رہا ہے اور کہتا ہے کہ:

''مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں ایسے حقائق جن کو جان کر ایک شریف اور دین دار آدمی کا سر شرم سے جھک جائے''

ایسے ہٹ دھرم، بے حیاء پاجی کا بھلا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے؟ اور اسے علمی انداز سے بھلا ہم جیسا غریب کیا شرم و عار اور غیرت دلا سکتا ہے؟

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

موصوف بقول اپنے خان صاحب بریلوی ''مخنّث'' ہیں، اب ان ہیجڑوں کا کام کیا ہے؟ ملک کی معروف شاہراہوں پر کھڑے ہو کر ٹھمکے مارتے ہوئے بھیک مانگنا، چند عیاشوں کی راتیں گرم کر کے حرام کمانا اور اگر کمائی نہ ملے تو تالیاں مار مار کر کسی کی عزّت اچھالنا بس یہی کام موصوف کا ہے، آئے دن اپنے مسلک کے چند پیروں سے ٹکے وصول کرنے کیلئے دین کی مقدّس شاہراہ پر شیطان کے ساتھ مل کر بے حیائی، بے دینی، بے غیرتی کے ''ٹھمکے'' مارتی ہے، اس سے پہلے اکابر دیوبند جو اس دنیا سے گزر گئے ان پر تالیاں مار مار کر ''ہائے ہائے'' کرنا اور جب وہاں سے دال نہ گلی تو اب فرقہ بریلویت کے کسی ''کڑیل پیر'' کی ''جنسی ہوس و تشدّد'' کا غصہ حضرت جی گھمن صاحب پر نکال رہے ہیں مگر

آسمان پر تھوکنے سے منہ اپنا ہی گندا ہوتا ہے

کہ مصداق اسکی حالت سب ہی لوگ پہچان گئے اور آگے اس کے اکابر کی حالت بھی لوگ دیکھ لیں گے!!!!

میں حیران ہوں کہ جس آدمی کو خود بھی اپنی حالت کا پتہ ہے اپنے مسلک کے دست و گریباں کا بخوبی اندازہ ہے، اسے دوسروں کی ذاتیات کے متعلق کتاب لکھتے ہوئے ذرا بھی شرم و حیاء نہیں آتی کہ کل کو میرا مسلک میرے منہ پر مار دیا گیا تو میں کیا جواب دوں گا؟؟

مگر پھر خیال آیا کہ محترمہ خواجہ سرا میں اتنی غیرت ہوتی تو سڑکوں اور محلّوں میں ناچتی؟

اب ذرا مزید فتوے ملاحظہ ہو، موصوف کے شیخ الحدیث والتفسیر، شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مفسر اعظم پاکستان جناب فیض احمد اویسی کی ایک خود ساختہ کتاب ''الحقائق فی الحدائق المعروف شرح حدائق بخشش'' کی جلد ۶ فروری ۲۰۲۰ء میں اکبر بک سیلز لاہور سے چھپی ہے، اس کے اندرونی سرورق پر ہے:

''کاوش محمّد میثم عبّاس قادری رضوی''

اسی کتاب میں ہے:

''داڑھی منڈانا مجوسیوں کا کام ہے''۔ (شرح حدائق بخشش، ج۶ص۲۷۷)

''داڑھی منڈانا باعث لعنت ہے...... اب جو بھی شخص منڈائے گا، وہ اس فرمان نبوی کے مطابق اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی لعنت کا مستحق ہوجائے گا''۔

(شرح حدائق بخشش: ج۶ص، ۲۸۰،۲۷۹)

مزید لکھتا ہے:

''داڑھی منڈانا ہندوؤں، یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، اور مشرکوں کے ساتھ مشابہت ہے...... داڑھی منڈانا تمام انبیاء کی عملی طور پر مخالفت اور نافرمانی ہے''۔ (ص ۲۸۰)

''میرے حکم کی مخالفت کرنے والے پر ذلّت ورسوائی مسلّط کردی جاتی ہے...... داڑھی منڈانے والا فاسق ہے اور داڑھی منڈا کر لوگوں کو اپنے فسق پر گواہ بناتا ہے، داڑھی منڈانا ممنوع وحرام ہے اور فسق وفجور ہے، فسق وفجور کا اظہار گناہ ہے...... داڑھی منڈانے پر پیسہ خرچ کرنا باطل اور معصیت میں خرچ کرنا ہے جو کہ فضول خرچی ہے، اس سے انسان شیطان کا بھائی بن جاتا ہے''۔

(شرح حدائق بخشش، ج۶ص ۲۸۱)

''اکثر داڑھی منڈانے والے اکثر وقار وتہذیب سے عاری ہوتے ہیں، داڑھی منڈانے والے زبان حال سے یہ باور کراتا ہے کہ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ خوبصورت نہ تھے، کیونکہ آپ کے چہرۂ انور پر داڑھی موجود تھی (موصوف کو حضرت گھمن صاحب سے بھی اسی لئے بغض ہے کہ ان کے چہرے پر داڑھی مبارک ہے، ناقل)...... داڑھی منڈانے والا ہیجڑوں جیسی شکل بنا کر اسلامی معاشرے کی عزّت ووقار کو مجروح کرتا ہے...... داڑھی منڈانا سنّتِ رسول سے بے رغبتی ہے، جبکہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من رغب عن سنّتی فلیس منّی، جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ میرے طریقے پر نہیں''۔

(شرح حدائق بخشش، ج۶ص ۲۸۲)

اب ایک شخص جو خود اپنی ''کاوش'' سے ''مجوسی، یہودی، عیسائی، مشرک، مجوسی ہو کر لعنتی ہو، حرام کار اور اعلانیہ فسق وفجور کا مرتکب ہو، شیطان ابلیس کا بھائی ہو، وقار وتہذیب سے عاری ہو، نبی کریم ﷺ کی خوبصورتی کا معاذ اللہ منکر ہو، ہیجڑوں جیسی شکل بنا کر اسلامی معاشرے میں فحاشی پھیلاتا ہو اور نبی کریم

ﷺ کی سنّت سے بے رغبتی کر کے آپ کی امت سے خارج ہو!"

ایسا "خارجی" آج کتاب لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں مولوی ایسا ایسا ہے،

......شرم......شرم......شرم

یاد رہے کہ کرنل انور مدنی ، ذوالفقار رضوی ، محمود احمد ساقی نے اپنی کتاب "کرم شاہ کی کرم فرمائیاں" کے ص ۱۲ پر اپنے ہی ایک مولوی کو اس بات پر عار دلائی ہے کہ آپ کے بیٹے کی داڑھی نہیں، لہٰذا ہماری طرف سے اس عار پر ان رضاخانیوں کو غصہ نہیں کرنا چاہیئے !!

اس رضاخانی کے پاس ان قہاری فتوؤں کا کوئی جواب نہیں، آخر تنگ آ کر کہتا ہے کہ جواب میں دشنام بازی کرتے ہو، حالانکہ واللہ تاللہ باللہ ثم للہ! ہم نے اب تک ایک جگہ بھی میثم صاحب کو کوئی گالی یا ان کے حق میں بدکلامی نہیں کی، ہمارا جرم صرف یہ ہے کہ ہم رضاخانی کے چہرے کے سامنے اس کے اعلیٰ حضرت کا آئینہ رکھ دیتے ہیں، اگر یہ غلط ہے تو اعلیٰ حضرت کو کوسے ہمیں کیوں کہتا ہے؟ محض دشنام بازی کہہ دینے سے تو جواب نہ ہوگا، اگر اسی کا نام جواب ہے تو ہم بھی جواب میں کہتے ہیں کہ:

"موصوف نے جتنی کتب لکھی خاص کر یہ کتاب سب دشنام بازیاں ہیں"

کہیے رضاخانی جی جواب ہوگیا؟ موصوف کے ٹبر کے ایک فرد جو خود کو انجینئر کہتا ہے (وہی موصوف جو سعید اسد کے شاگرد غلام حسین نقشبندی سے اپنے کفر پر مناظرہ کر کے بدترین شکست سے دوچار ہو چکے ہیں) کہتا ہے کہ دیوبندی "ذاتیات" پر بات کرتے ہیں (دراصل ان کی بھی داڑھی نہیں) وہ جواب دینا پسند کریں گے کہ اب جو اس رضاخانی نے کتاب لکھی یہ "ذاتیات" کے زمرے میں آتی ہے یا نہیں؟؟

رضاخانی کتاب کا جواب ہوگیا:

اس رضاخانی کے اپنے رسالہ میں اس کے مظہر اعلیٰ حضرت مولانا حشمت علی رضوی کا یہ اصول لکھا گیا ہے:

"مولویان وہابیہ دیوبندیہ خود اپنے ہی عین اسلام تقویت الایمان کے فتوے سے مشرک و کافر ہو گئے، لہٰذا برآۃ الابرار کتاب ساری کی ساری مردود و نا معتبر ہوگئی"۔

(کلمہ حق ش ۹،ص ۵)

تو اسی اصول سے اس رضاخانی کی کتاب کا جواب بھی ہو گیا جو اپنے اعلیٰ حضرت اور ادنیٰ حضرت کے فتوے کی رو سے ''مجوسی مشرک'' بلکہ ان سے بھی بدتر ہے!!

اس بات کا جواب دیا جائے گا تب کوئی بات ہو گی:

موصوف پر اپنے گھر سے جو فتوے لگے ہیں، نیز ہماری اس کتاب کا جواب دینے کی کوشش کی گئی تو پہلے ہمیں اس کا موصوف جواب دیں گے جو جواب موصوف اس کا دیں، وہی ہماری طرف سے اس کی تمام کتب کا جواب تصور کر لیا جائے، اس مضبوط گرفت کا جواب دیے بغیر جیسا کہ آج تک موصوف کرتے رہے آئندہ کے بعد اب ہم موصوف کی کسی تحریر کا جواب نہیں دیں گے، کیونکہ یہ خود ان کے قائم کردہ اصول سے شکست و ہٹ دھرمی ہے!!!!

میثم کی بغیر داڑھی والی ''ہیجڑوانہ شکل'' ملاحظہ ہو:



رضاخانی کی اس کتاب کی کوئی حیثیت نہیں:

ہمارے نزدیک رضاخانی کی اس کتاب کی کوئی حیثیت نہیں دووجہ سے:

پہلی وجہ متکلم اسلام کی شخصیت رضاخانیوں کو مسلّم ہے:

رضاخانی نے اپنی کتاب میں جتنے نام نہاد ثبوت دیے ان کی کوئی حیثیت نہیں نہ ہمارے نزدیک اور نہ خود رضاخانی کے نزدیک، وہ اس طرح کہ خود مؤلف کے مناظراعظم سعید اسد صاحب فیصل آبادی حضرت متکلمِ اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہم کو علمائے دیوبند کا نمائندہ تسلیم کرکے سرگودھا ان کے پاس اتحاد کی غرض سے تشریف لائے تھے اور ساتھ میں یہ بھی کہا تھا کہ فتوے تو لگتے رہتے ہیں مجھ پر بھی کفر کے فتوے لگے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔اس کے ثبوت مولانا ساجد صاحب سعید اسد کے جواب میں دے چکے ہیں جسے رضاخانی مؤلف نے ملاحظہ کیا ہوا ہے۔

لہٰذا اوّل تو جو فتوے موصوف نے نقل کیئے خود رضاخانی مناظراعظم کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں، ثانیا رضاخانی کا یہ کہنا کہ معاذ اللہ مولانا گھمّن صاحب جھوٹے ہیں، بدکردار ہیں، جاہل ہیں تو رضاخانی مناظراعظم ان سے مناظرے و اتحاد کیلئے کیا سمجھ کر آیا تھا؟ کیونکہ مفتی حنیف قریشی نے پنڈی مناظرے میں کہا تھا کہ مناظرہ برابری کی بنیاد پر ہوتا ہے۔اگر معاذ اللہ مولانا گھمّن صاحب زید مجدہم ایسے ہی ہیں جیسا کہ رضاخانی مؤلّف سمجھتا ہے پھر تو اس مناظراعظم سے بڑا جاہل اجہل کوئی نہیں جو ایسے لوگوں سے مناظرے و اتحاد کیلئے خود چل کر آیا!!!!

خود رضاخانی مؤلّف کو بھی مسلّم ہے، حضرت متکلّمِ اسلام غوث وقطب وابدال ہیں، الحمدللہ!:

دلچسپ بات یہ ہے کہ رضاخانی نے اگرچہ اپنی کتاب میں دلی بغض کی وجہ سے حضرت کو جاہل اور معاذ اللہ پتہ نہیں کیا کیا کہا، لیکن اللہ پاک نے اپنے ولی کامل متکلم اسلام حضرت علاّمہ گھمن صاحب زید مجدہم کے علمی مقام و مرتبہ کو رضاخانی سے اس طرح منوالیا کہ اس نے اپنی کتاب کے سرورق پر بڑا

کر کے لکھا:

''مولوی الیاس گھمّن دیوبندی''

اب آیئے ملاحظہ ہو کہ لفظ ''مولوی'' کن کیلئے بولا جاتا ہے؟ اسی رضاخانی کی کاوش سے چھپنے والی کتاب میں ہے:

''ویسے لفظ مولوی دورِ سابق میں ایک بلند قدر لقب تھا، جیسے غوث، قطب، ابدال لیکن چونکہ خطہ ہند کے علماء کرام نے انگریز کو ذلیل وخوار کیا تو اس نے ہندوستان پر قبضہ جمانے کے بعد ان کے لقب کو ایسا گرایا کہ یہ لفظ مولوی انتہائی گرے ہوئے انسان پر بولا جاتا ہے، لیکن میرا تجربہ ہے کہ یہ گرا ہوا لفظ انہی لوگوں کی نظروں میں ہے جو انگریز ہیں یا انگریزوں کے دلدادہ، ورنہ الحمدللہ جنہیں دینِ اسلام سے عشق ہے اور دینِ اسلام کی ہر راہ کو دل سے محبوب و مرغوب سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک اب بھی لفظ مولوی اسی طرح پیارا ہے جیسے انگریزوں کے قدم جمانے سے پہلے، کیوں نہ ہو جب یہ لفظ ہمارے محبوب اولیاء کا لقب ہے، مولوی رومی، مولوی جامی، مولوی نظامی، مولوی خدا بخش، مولوی نور محمّد مہاروی وغیرہ وغیرہ''۔

(شرح حدائق بخشش، ج ۵، ص ۹۰)

اللہ اکبر! اسے کہتے ہیں کرامت، اب اگر رضاخانی نے اس لفظ ''مولوی'' کو ذلّت کیلئے استعمال کیا ہے تو اپنے مفسر اعظم وفقیہ کے تجربہ کو درست مانتے ہوئے اپنا نصرانی و دشمن اسلام ہونا تسلیم کرے اور اگر نہیں تو پھر اقرار کرلے کہ حضرت متکلم اسلام غوث، قطب، ابدال کے درجے کے ولی ہیں اور ان کے خلاف بکواس کر کے تو نے اپنی ہی آخرت برباد کی!!!!

دوسری وجہ اس سے زیادہ باتیں آپ کے گھر میں علی وجہ الاتمّ موجود ہیں:

دوسری وجہ جس کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک اس کتاب کی کوئی حیثیت نہیں وہ یہ ہے کہ اس رضاخانی نے جتنے نام نہاد الزامات حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہم کی ذات پر لگائے اس سے بڑھ کر دعوتِ اسلامی والوں نے رضاخانی مؤلّف کے ''نبّاضِ قوم'' اور ''ہم مخرج چشتی'' کے پیر و مرشد جناب ابو داؤد صادق پر لگائے ہیں، ملاحظہ ہو ادنیٰ نمونہ:

''بعض ناعاقبت اندیش اب بھی ان کے خلاف بے ہودہ ذہن سازی وفتنہ انگیزی وسوسہ اندازی کر کے ان کے شروع کردہ دینی کاموں میں رکاوٹیں کھڑی کر کے اپنی آخرت برباد کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، ایک طرف سنّیت کے پرچار کے بعض نام نہاد مجلّے ہیں کہ (بدمذہبی وکفر کے خلاف صف بستہ رہنے کے بجائے) عالمگیر سطح پر سنّیت کی اس واحد نمائندہ تنظیم کے انقلابی اصلاحی کام زد پر رکھنے (کی ناکام کوششوں میں) ہی اپنا اور دوسروں کا وقت ومال برباد کئے چلے جارہے ہیں، جن میں ''رضائے مصطفی'' نام کا ماہنامہ نامی گرامی ہے''۔

(مظلوم مبلّغ، حصہ اوّل، ص ۷،۸)

خیانت کرنے والا، بے ہودہ گوئی، صریح جھوٹ بولنے والا'' (مظلوم مبلّغ حصہ اوّل، ص ۲۴)

''گھٹیا الفاظ استعمال کرنے والا، پھوہڑ تحریروں والا''۔ (مظلوم مبلّغ، حصہ اوّل، ص ۱۳)

''صریح کذب بیانی، الزام تراشی، دشنام طرازی کرنے والا''۔ (مظلوم مبلّغ، حصہ اوّل، ص ۲۶)

''کمال ڈھیٹ، مغلظات پر مفتخر''۔ (مظلوم مبلّغ، حصہ اوّل، ص ۳۲،۳۳)

اگر رضاخانی کہے کہ مظلوم مبلّغ تو ہماری مستند کتاب ہی نہیں تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ دعوت اسلامی کے مکتبۃ المدینہ نے اپنی مجلس علمی کی کتب کی جو فہرست شائع کی، اس میں ''۱۰ اور ۱۱'' نمبر پر اسی کتاب کا نام ہے، (ملاحظہ ہو فہرس کتب ورسائل، ص ۲۰)

اب آیئے مؤلّف کے اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی کے بارے میں انہی کے ''شمس العلماء مولانا معین الدّین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ'' (المیزان کا امام احمد رضا نمبر، ص ۳۹۶) کی طرف کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ موصوف نے نواب احمد رضا خان صاحب کے خلاف ایک کتاب ''تجلیات انوار المعین'' لکھی جس میں خان صاحب کی ایسی ایسی صفات کا ذکر کیا جو کہیں اور نہیں ملے گی ہے، ہم یہاں صرف اشارے دے رہے ہیں تفصیل کیلئے متعلقہ کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے:

''خصوصیت نمبر ۱: بند خلاصی (تجلیات انوار المعین: ص ۸)

خصوصیت نمبر ۲: الزام بمالم یلتزم (تجلیات انوار المعین: ص ۸)

خصوصیت نمبر ۳: مغالطہ دہی (تجلیات انوار المعین: ص ۹)، (تجلیات انوار المعین: ص ۱۱)

خصوصیت نمبر ۴: بہتان طرازی: (تجلیات انوار المعین: ص ۱۱)

خصوصیت نمبر ۵: خروج از دائرہ بحث (تجلیات انوار المعین: ص ۱۲)

خصوصیت نمبر ۶: مجادلہ (تجلیات انوار المعین: ص ۱۳)، (تجلیات انوار المعین: ص ۱۳)

خصوصیت نمبر ۷: حق پوشی (تجلیات انوار المعین: ص ۱۴)

خصوصیت نمبر ۸: باد بدستی (تجلیات انوار المعین: ص ۱۵)

خصوصیت نمبر ۹: کج بحثی (تجلیات انوار المعین: ص ۱۶)

خصوصیت نمبر ۱۰: خلاف بیانی: (تجلیات انوار المعین: ص ۱۷)

خصوصیت نمبر ۱۱: افتراء وتحریف: (تجلیات انوار المعین: ص ۱۷)، (تجلیات انوار المعین: ص ۱۸)

خصوصیت نمبر ۱۲: خود فراموشی (تجلیات انوار المعین: ص ۱۸)

خصوصیت نمبر ۱۳: تحکم وحکومت طلبی (تجلیات انوار المعین: ص ۱۹)"

قارئین کرام! ان (۱۳) خصوصیات کے ساتھ بانی فرقۂ بریلویت مولوی احمد رضا خان کی شخصیت کا آسانی سے پتہ چلایا جاسکتا ہے، یہ خصوصیات کسی عام بریلوی نے ذکر نہیں کیں، بلکہ بریلویوں کے پیر خواجہ قمر الدّین سیالوی کے استاد مولانا معین الدّین چشتی اجمیری صدر مدرّسین مدرسہ معینیہ اجمیریہ نے مولوی احمد رضا خان کی بیان کی ہیں، لہٰذا اس سے خود بریلویوں کے گھر سے مولوی احمد رضا خان کی ذات اور خصوصیات کا پتہ چل جاتا ہے کہ احمد رضا خان کس قماش کا آدمی تھا۔

"مباحثہ علمیہ میں گو وہ (احمد رضا) عہدہ برآ ہوسکتا ہے، لیکن پہلو دارگوئی، دشنام گوئی میں کوئی بازی نہیں لے جاسکتا"۔

(تجلیاتِ انوار المعین: ص ۲)

یعنی دشنام دہی میں اعلیٰ حضرت کا مقابلہ دنیا میں شاید ہی کوئی کرسکے، اگر رضاخانی کہے کہ پیر صاحب نے توبہ کرلی تھی تو اوّل تو ہمیں یہ تسلیم نہیں، تفصیل کیلئے مولانا ساجد صاحب کی دفاع اہل السنۃ والجماعۃ جلد دوّم کا مقدمہ ملاحظہ ہو، ثانیاً جب تک توبہ نہیں کی تھی خان صاحب ان صفات کے حامل تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو بھی ہمارا مسئلہ حل ہوگیا، اگر نہیں تو بھی ہمارا مسئلہ حل ہوگیا کہ جس طرح یہاں خان صاحب پر یہ فتوے نہیں لگتے اسی طرح ہمارے بالفرض ثقہ مولویوں کے کوئی حوالے حضرت گھمّن صاحب زید مجدہم کے

خلاف ہوں تو وہ بھی ان پر نہیں لگتے!!!!

اب آیئے رضاخانی تاج الشریعہ علّامہ اختر رضاخان ازہری کا حال رضاخانی شیخ الاسلام کے قلم سے ملاحظہ ہو:

رضاخانی شیخ الاسلام ہاشمی میاں لکھتا ہے:

''ساری زندگی اعلیٰ حضرت ہر آلِ رسول کی قدم بوسی اور دستِ بوسی کرتے رہے اور نہیں چاہا کہ انجانے میں بھی کسی سیّد کے کاندھے پہ رہوں اور اگر ایسا ہوگیا تو پھر بھری بازار میں اس سے معافی مانگنا، اپنا عمامہ شریف اس کے پیر پر رکھنا اور پھر اسے اپنے کاندھے پر اٹھالے کر چلنا ضروری ہوگیا، یہ محبّت، یہ ادب و تعظیم، یہ عقیدت و روحانیت اب بریلی میں کہاں ہے؟ کیا مولانا اختر رضاخان اس معاملہ میں اعلیٰ حضرت کی عملاً پیروی کر سکتے ہیں؟ تعظیم آلِ رسول کی جو ادائیں اعلیٰ حضرت میں تھیں کیا ازہری صاحب میں ایک فی صد بھی ہے''۔

(لفظ کملی ص ۱، دارالسلام ٹرسٹ درگاہ شریف کچھوچھہ، مارچ ۱۹۹۳ء)

''شاتمانِ رسول کی ریشہ دوانیاں بڑھ رہی ہیں، وہابیت از سر نو منظم ہو رہی ہے، عشقِ رسول کے چراغ بجھانے کی کوشش بڑھ گئی ہے، مگر ازہری صاحب کو کوئی فکر نہیں''۔

(لفظ کملی ص ۲، دارالسلام ٹرسٹ درگاہ شریف کچھوچھہ، مارچ ۱۹۹۳ء)

ہاشمی میاں لکھتے ہیں:

''سنّیوں کے مابین منافرت غم و غصّہ اور تناؤ پیدا کرنا شب و روز کا وظیفہ ہے''۔

(لفظ کملی ص ۲، دارالسلام ٹرسٹ درگاہ شریف کچھوچھہ، مارچ ۱۹۹۳ء)

اسی کتاب کے ص (۶) پر تفصیل کے ساتھ لکھا کہ مالدار ہونے کیلئے اور چندہ کیلئے اعلیٰ حضرت کے مدرسوں اور ماہناموں کے مقابلے میں مدرسے اور ماہنامے قائم کئے، چندے کیلئے مصطفیٰ رضاخان کے مریدوں کی آؤ بھگت کرتے ہیں۔

''اگر ازہری میاں اپنی علمی کم مائیگی کے سبب کسی عربی میں لکھی ضخیم کتاب کا مکمل جواب عربی میں نہیں دے سکتے''۔

(لفظ کملی ص ۷، دارالسلام ٹرسٹ درگاہ شریف کچھوچھا، مارچ ۱۹۹۳ء)

ہاشمی میاں اختر رضا خان کو بریلی کا گدّی نشین ماننا صداقت کے خلاف قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''اس لئے کہ مذکورہ آستانہ عالیہ سجادہ نشین ومتولّی کثیر علماء ومشائخ نیز عوام کے جھرمٹ میں ازہری صاحب کے استاذ و برادر گرامی مولانا ریحان رضا خان عرف رحمانی میاں صاحب منتخب کیئے گئے تھے اور خود برہانِ ملّت مفتی برہان الحق صاحب اور احسن العلماء علّامہ حسن میاں صاحب مارہروی کے مقدّس ہاتھوں سے ان کی دستار سجادگی کی رسم ادا کی گئی تھی، مولانا رحمانی میاں صاحب کے انتقال کے بعد ان کے صاجزادے مسند سجادگی پر رونق افروز ہیں اور آستانہ عالیہ رضویہ کا سارا انتظام وانصرام نیز کنٹرول ان کے ہاتھوں میں ہے، ایسی صورت میں بیچارے ازہری میاں کو مسند سجادگی یا آستانہ عالیہ رضویہ سے کیا تعلق! اب اگر انہیں کوئی آستانہ مذکور کا سجادہ نشین کہتا یا لکھتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہی ہوگا کہ وہ عوام وخواص دونوں کو زبردست فریب میں مبتلا کرنے کا خواہش مند ہے''۔

(لفظ کملی، ص ۱۳، ۱۴، دارالسلام ٹرسٹ درگاہ شریف کچھوچھہ، مارچ ۱۹۹۳ء)

''سب جانتے ہیں کہ مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خان اور مولانا اختر رضا خان کے والد کے درمیاں چچا بھتیجے اور خسر و داماد کے خونی رشتے ہونے کے باوجود شدید مخالفت اور حد درجہ دوری تھی، دونوں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے کے بھی روادار نہ تھے، مزید برآں مفتی اعظم کے دوسرے چہیتے داماد جناب ساجد علی خان کی مروانی سیاست اس آگ میں تیل چھڑکنے کا فریضہ انجام دے رہی تھی، ایسی خطرناک صورتحال کو دیکھ کر کون باور کرسکتا ہے کہ مفتی اعظم نے مولانا اختر رضا خان ابن مولانا ابراہیم رضا کو اپنی خلافت واجازت دے کر اپنا جانشین بھی منتخب فرمایا تھا؟''

(لفظ کملی، ص ۱۴، دارالسلام ٹرسٹ درگاہ شریف کچھوچھہ، مارچ ۱۹۹۳ء)

رضاخانی شیخ الاسلام لکھتا ہے:

''مولانا اختر رضا خان تو کوی کالی داس سے بھی زیادہ احمق ہیں''۔

(لفظ کملی، ص ۳۴، دارالسلام ٹرسٹ درگاہ شریف کچھوچھہ، مارچ ۱۹۹۳ء)

رضاخانی شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

''ان کے برادر گرامی علّامہ ریحان رضا خان صاحب سجادہ نشین ومتولّی خانقاہ رضویہ بریلی شریف اپنی حیات ظاہری میں ہی ان کی تکفیر کر چکے ہیں اور تکفیر بھی چھپ کر نہیں بلکہ چھاپ کر کی ہے اور وہ گھر کا بھی ہے استاذ بھی ہے اور حقیقی بڑا بھائی بھی ہے، آخر کچھ تو ازہری صاحب نے کیا ہوگا تکفیر

کوئی معمولی بات نہیں ہے، جسے ہنسی میں اڑا دیا جائے، ہمیں اختر رضا خان کو قریب سے پہچاننا ہوگا، ان کی فتنہ سامانیوں سے امت کو بچانا ہوگا ان کی بے باکیوں پر پابندی لگانی ہوگی ان سے صرف جھاڑ پھونک اور سرمہ انگوٹھی کا کام کروانا ہوگا وگرنہ اہلسنّت کا وقار ان کی وجہ سے خطرے میں پڑ سکتا ہے''۔

(لفظ کملی، ص، ۳۴، ۳۵، دارالسلام ٹرسٹ درگاہ شریف کچھوچھہ، مارچ ۱۹۹۳ء)

اس سے معلوم ہوا کہ تاج الشریعہ صاحب احمق، چندہ خور، جاہل ہیں، سجادہ نشین نہیں ہیں، ان پر کفر کے فتوے لگے، فتنہ گر ہیں، اسلام کی کوئی فکر نہیں، سادات کا کوئی ادب نہیں، قطع رحمی کرنے والا وغیرہ وغیرہ!!!!

یاد رہے کہ ان حوالوں میں ایک طرف تاج الشریعہ ہے دوسری طرف شیخ الاسلام! رضا خانی نے جن دیوبندی مولویوں کے حوالے دیے اور جن کے خلاف دیے ان میں کوئی بھی نہ تو شیخ الاسلام ہے اور نہ تاج الشریعہ، مگر اسکے باوجود بھی رضا خانی کو یہ فتوے مسلّم نہیں تو ہمیں بھی وہ تحریریں مسلّم نہیں!!

بنیادی سوال:

اس رضا خانی سے ہمارا بنیادی سوال یہ ہے کہ تمہارے ابو داؤد صادق، اعلیٰ حضرت بریلوی، تاج الشریعہ اختر رضا خان کے خلاف تمہارے ہی ثقہ مولویوں نے وہ چارج شیٹ پیش کی جو اس سے بڑھ کر ہے جو آپ اپنے زعم میں حضرت متکلمِ اسلام کے خلاف علمائے دیوبند سے پیش کرنے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں اس سب کے باوجود آپ خاموش ہیں اور یہ آپ کے اکابر ہی ہیں، اسی طرح ہم بھی ان الزامات کے متعلق خاموشی اختیار کرلیں تو ہم ملزم نہیں اور اس سب کے باوجود حضرت متکلمِ اسلام صاحب ہمارے اکابر ہی میں سے شمار ہوں گے۔

کتاب نہیں، بلکہ فراڈ:

اس رضا خانی نے کتاب کو بسم اللہ، درود اور کلمات متبرّکہ سے شروع نہیں کیا، کیوں؟ اس کی وجہ اس رضا خانی کے مناظر اعظم عبد المجید سعیدی کی زبانی ملاحظہ ہو:

''نیز موصوف نے اپنی اس تحریر کو بسم اللہ اور درود شریف وغیرہ کلمات متبرّکہ سے شروع نہیں کیا

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ دھوکہ پر مبنی ہے جو ناجائز ہے جبکہ ناجائز کام کو بسم اللہ وغیرہ سے شروع کرنا کفر تک بھی ہوسکتا ہے‘‘۔

(البطش علی اللبس، ص ۵)

پس رضاخانی کو بھی معلوم تھا کہ میری کتاب میں دھوکا دہی کے سوا کچھ نہیں لہٰذا کتاب کو بغیر بسم اللہ وغیرہ کلمات متبرّکہ سے شروع کی، تاکہ کفر میں مبتلا نہ ہوجائے، جس کتاب کی بے برکتی اور فراڈ پن اپنوں کے ہاں واضح ہو یہ رضاخانی جاہل اس پر پھولے نہیں سمارہے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا تیر مارلیا، یہ تاویل کرنے کی ضرورت نہیں کہ دل میں پڑھ لی تھی، کیونکہ مناظر اعظم نے سعید اسد کے متعلق اس طرح کے کسی حسن ظن سے کام نہیں لیا!!!!

آپسی اختلاف پر رضاخانی طرزِ فکر:

آج رضاخانی ضد وتعصّب میں جل بھن کر بعض علمائے دیوبند اور متکلّمِ اسلام کے درمیان اختلاف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کررہا ہے اور زور لگارہا ہے کہ معاذ اللہ اس بنا پر حضرت متکلم اسلام فاسق و فاجر ہیں، مگر اس قسم کے اختلاف کے بارے میں رضاخانی طرزِ عمل کیا ہے؟ وہ ملاحظہ فرمائیں، رضاخانی فقیہ النفس لکھتا ہے:

’’اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مجدّد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا...... نے مزامیر کے بارے میں یہی فتویٰ دیا ہے کہ یہ حرام ہے اور اس میں کوئی رعایت نہیں برتی ہے، بحمدہ تبارک وتعالیٰ اس خادم کا بھی یہی فتویٰ ہے اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں یہی حق ہے، مگر ساتھ ہی ساتھ اس کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ ہمارے حضرات کچھوچھہ مقدّسہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے تھے، شیخ المشائخ شبیہ غوث اعظم مولانا سیّد شاہ علی حسین صاحب اور ان کے فرزند ارجمند محبوب المشائخ حضرت مولانا سیّد احمد اشرف صاحب......بھی مزامیر کے ساتھ قوالیاں سنتے تھے اور یہ بات مجدّد اعظم کے علم میں تھی، اس کے باوجود دونوں بزرگوں کی اعلیٰ حضرت غایت درجہ تعظیم وتکریم فرمایا کرتے تھے، ان دونوں کیلئے قیام تعظیمی فرماتے اور ان دونوں بزرگوں کی دست بوسی فرماتے، بلکہ ثانی الذکر کو اپنی خلافت سے بھی نوازا تھا، اعلیٰ حضرت کے دونوں صاحب زادگان حضرت حجۃ الاسلام حضرت مفتی اعظم ہند...... کا یہی طریقہ تھا میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ

حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت محدث اعظم ہند مولانا سیّد محمّد صاحب ...... کیلئے قیامِ تعظیمی فرماتے اور ان کی دست بوسی فرماتے، اپنے یہاں جلسوں میں مدعو فرماتے، ان کے ساتھ بیٹھ کر اسٹیج پر تقریر کراتے، عرسِ رضوی کا بھی یہی حال ہوتا۔ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدّین صاحب ...... شیخ المشایخ حضرت مولانا سیّد شاہ علی حسین صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے اور اعلیٰ حضرت کے انتہائی نیاز مند اور محبوب اور حد درجہ معتقد، مگر اعلیٰ حضرت نے کبھی بیعت فسخ کرنے کا حکم ارشاد نہیں فرمایا، اعلیٰ حضرت کی عادتِ کریمہ تھی کہ وہ کسی فاسق کی تعظیم نہیں کرتے تھے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کبھی غفلت نہیں برتتے تھے''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: ج ۲،ص ۲۷۷)

قطع نظر اس سے کہ خان صاحب نے خود قوالی کو فسق و فجور کہا ہے اور ساتھ میں یہ بھی لکھا کہ فاسق و فاجر کی تعظیم سے اللہ کا عرش کانپ جاتا ہے، ہم یہاں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ خود رضا خانیوں کے فتوے سے ان کی جماعت کے مستند علماء حرام کار و فاسق ٹھہرتے ہیں، خود رضا خانیوں نے تسلیم کیا کہ حق یہی ہے کہ قوالی سننا حرام ہے، مگر اپنے پیروں کی اس حرام کاری کے باوجود تعظیم و تکریم کرتے، ان کے بارے میں فتوے بازی سے خاموش رہتے، یہی ہم کہتے ہیں کہ بالفرض متکلّمِ اسلام کے خلاف جس نے لکھا جمہور اہل السنۃ نے اسے قبول نہ کیا، گویا ایک طرح سے اختلافی معاملہ ہوگیا **(بالفرض کی قید ملحوظ رہے)** تو اس صورت میں رضا خانی مذہب کے مطابق دونوں جانب کے علماء کا احترام رکھا جائے گا نہ کہ انہیں معاذ اللہ جاہل، فاسق و فاجر سمجھا جائے گا جیسا کہ یہ رضا خانی کر رہا ہے!!!!

اگر کوئی رضا خانی تاویل کرے کہ یہ اجتہادی معاملہ ہے تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کے اجتہاد سے اختلاف بھی گمراہی و کفر ہے چنانچہ ایک رضا خانی لکھتا ہے:

''مسلکِ اعلیٰ حضرت کی جو مخالفت کرے گا اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا، مسلکِ اعلیٰ حضرت عین دینِ اسلام ہے، اس کی مخالفت عین دینِ اسلام کی مخالفت ہے''۔

(امتیازِ اہل سنّت: ص ۷۲، رضا دار المطالعہ بہار)

فیض احمد اویسی کا نظریہ تھا:

''مسلک حق اہلسنت کے عقائد و معمولات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا...... کی تحقیق کے خلاف

تحقیق کو گمراہی جانتے تھے“۔

(شرح حدائق بخشش: ج۱،ص ۵۴)

ثانیاً جب اجتہادی معاملات میں حلال وحرام کے اختلاف پر بھی فسق نہیں، بلکہ ے تعظیم ہی کو ملحوظ رکھا جائے گا تو حضرت متکلمِ اسلام پر تو محض ذاتیات کی بنیاد پر الزامات ہیں، ان کے عقائد واعمال پر آج تک کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوئی تو وہاں تو اس قسم کے الزامات کو رد کر کے بدرجہ اولیٰ تعظیم و تکریم کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

مگر رضاخانی حسد کی آگ میں اس قدر جل بھن گیا ہے کہ اسے نہ خدا خوفی ہے اور نہ اپنے مسلک کے اصول وفتاویٰ کی کوئی شرم وحیاء ہے!!!!

رضاخانی کی کتاب کا جواب صرف چند سطروں میں کہ ”علماء کی رائے علماء کے بارے میں قبول ہی نہیں کی جائے گی“:

دعوتِ اسلامی والوں نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک کتاب ”منہاج العابدین“ کا اردو ترجمہ کیا ہے، اس میں ہے:

”حضرت سیدعطار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: اہلِ علم سے محتاط رہو اور ان کے ساتھ مجھ سے بھی، کیونکہ اگر میرا ان میں سے کسی کے ساتھ ایک انار کے بارے میں اختلاف ہو جائے کہ میں کہوں یہ میٹھا ہے اور وہ کہے یہ ترش ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ ظالم بادشاہ کے پاس مجھے قتل کروانے کی کوشش کرنے لگے گا۔

اہل علم کا باہمی حسد

حضرت سیّدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار فرماتے ہیں: میں ساری مخلوق کے خلاف علماء کی گواہی قبول کرلوں گا مگر علماء کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی قبول نہیں کروں گا، کیونکہ میں نے انہیں بہت زیادہ حسد کرنے والا پایا ہے۔

حضرت سیّدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الوہاب نے اپنے بیٹے سے فرمایا مجھے ان علماء سے کہیں دور گھر خرید کر دو، ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں، اگر یہ میری غلطی کو دیکھتے ہیں تو میری بے عزّتی کرتے ہیں اور اگر میرے پاس کوئی نعمت دیکھتے ہیں تو مجھ سے حسد کرتے ہیں“۔

(منہاج العابدین،ص ۲۱۵،۲۱۶)

میثم نے اپنی دانست میں جو متکلّمِ اسلام کے خلاف چند حوالے پیش کئے وہ علماء کے ہیں، لہذا اس عبارت کی روشنی میں ان کا کوئی اعتبار ہی نہیں!! یہ حقیقت ہے اس جاہل کی کتاب کی کہ دوسو سے زائد صفحات کا جواب صرف چند سطر میں ہوگیا!!

علّامہ ابن عبد البرّ مالکیؒ نے اس عنوان پر بڑا تفصیل سے لکھا جس کو ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اسْتَمِعُوا عِلْمَ الْعُلَمَاءِ وَلَا تُصَدِّقُوا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُمْ أَشَدُّ تَغَايُرًا مِنَ التِّيُوسِ فِي زُرُوبِهَا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خُذُوا الْعِلْمَ حَيْثُ وَجَدْتُمْ وَلَا تَقْبَلُوا قَوْلَ الْفُقَهَاءِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ، فَإِنَّهُمْ يَتَغَايَرُونَ تَغَايُرَ التِّيُوسِ فِي الزَّرِيبَةِ......

قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ دِينَارٍ يَقُولُ: يُؤْخَذُ بِقَوْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْقُرَّاءِ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا قَوْلَ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ، فَلَهُمْ أَشَدُّ تَحَاسُدًا مِنَ التِّيُوسِ، تُنْصَبُ لَهُمُ الشَّاةُ الضَّارِبُ فَيَنِبُّهَا هَذَا مِنْ هَاهُنَا وَهَذَا مِنْ هَاهُنَا، وَقَالَ سَعِيدٌ فِي حَدِيثِهِ: فَإِنِّي وَجَدْتُهُمْ أَشَدَّ تَحَاسُدًا مِنَ التِّيُوسِ بَعْضِهَا عَلَى بَعْضٍ......

سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: الْعُلَمَاءُ كَانُوا فِيمَا مَضَى مِنَ الزَّمَانِ إِذَا لَقِيَ الْعَالِمُ مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فِي الْعِلْمِ كَانَ ذَلِكَ يَوْمَ غَنِيمَةٍ وَإِذَا لَقِيَ مَنْ هُوَ مِثْلُهُ ذَاكَرَهُ، وَإِذَا لَقِيَ مَنْ هُوَ دُونَهُ لَمْ يُزْهَ عَلَيْهِ، حَتَّى كَانَ هَذَا الزَّمَانُ فَصَارَ الرَّجُلُ يَعِيبُ مَنْ هُوَ فَوْقَهُ ابْتِغَاءَ أَنْ يَنْقَطِعَ مِنْهُ حَتَّى يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ لَيْسَ بِهِ حَاجَةٌ إِلَيْهِ وَلَا يُذَاكِرُ مَنْ هُوَ مِثْلُهُ وَيُزْهَى عَلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ فَهَلَكَ النَّاسُ، قَالَ أَبُو عُمَرَ رَحِمَهُ اللَّهُ: "قَدْ غَلَطَ فِيهِ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَضَلَّتْ فِيهِ نَابِتَةٌ جَاهِلَةٌ لَا تَدْرِي مَا عَلَيْهَا فِي ذَلِكَ، وَالصَّحِيحُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ مَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَثَبَتَتْ فِي الْعِلْمِ إِمَامَتُهُ وَبَانَتْ ثِقَتُهُ وَبِالْعِلْمِ عِنَايَتُهُ لَمْ يُلْتَفَتْ فِيهِ إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ فِي جَرْحَتِهِ بِبَيِّنَةٍ عَادِلَةٍ يَصِحُّ بِهَا جَرْحَتُهُ عَلَى طَرِيقِ الشَّهَادَاتِ وَالْعَمَلِ فِيهَا مِنَ الْمُشَاهَدَةِ وَالْمُعَايَنَةِ لِذَلِكَ بِمَا يُوجِبُ تَصْدِيقَهُ فِيمَا قَالَهُ لِبَرَاءَتِهِ مِنَ الْغِلِّ وَالْحَسَدِ وَالْعَدَاوَةِ وَالْمُنَافَسَةِ وَسَلَامَتِهِ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ، فَذَلِكَ كُلُّهُ يُوجِبُ قَبُولَ قَوْلِهِ مِنْ جِهَةِ الْفِقْهِ وَالنَّظَرِ، وَأَمَّا مَنْ لَمْ تَثْبُتْ إِمَامَتُهُ وَلَا عُرِفَتْ عَدَالَتُهُ وَلَا صَحَّتْ لِعَدَمِ الْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ رِوَايَتُهُ، فَإِنَّهُ يُنْظَرُ فِيهِ

إِلَى مَا اتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَيْهِ وَيُجْتَهَدُ فِي قَبُولِ مَا جَاءَ بِهِ عَلَى حَسَبِ مَا يُؤَدِّي النَّظَرُ إِلَيْهِ، وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّهُ لَا يُقْبَلُ فِيمَنِ اتَّخَذَهُ جُمْهُورٌ مِنْ جَمَاهِيرِ الْمُسْلِمِينَ إِمَامًا فِي الدِّينِ قَوْلُ أَحَدٍ مِنَ الطَّاعِنِينَ: إِنَّ السَّلَفَ رَضِيَ اللهِ عَنْهُمْ قَدْ سَبَقَ مِنْ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ كَلَامٌ كَثِيرٌ، مِنْهُ فِي حَالِ الْغَضَبِ وَمِنْهُ مَا حُمِلَ عَلَيْهِ الْحَسَدُ، كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَمَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، وَأَبُو حَازِمٍ، وَمِنْهُ عَلَى جِهَةِ التَّأْوِيلِ مِمَّا لَا يَلْزَمُ الْمَقُولُ فِيهِ مَا قَالَهُ الْقَائِلُ فِيهِ، وَقَدْ حَمَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالسَّيْفِ تَأْوِيلًا وَاجْتِهَادًا لَا يَلْزَمُ تَقْلِيدُهُمْ فِي شَيْءٍ مِنْهُ دُونَ بُرْهَانٍ وَحُجَّةٍ تُوجِبُهُ، وَنَحْنُ نُورِدُ فِي هَذَا الْبَابِ مِنْ قَوْلِ الْأَئِمَّةِ الْاجِلَّةِ الثِّقَاتِ السَّادَّةِ، بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ مِمَّا لَا يَجِبُ أَنْ يُلْتَفَتَ فِيهِمْ إِلَيْهِ وَلَا يُعْرَجُ عَلَيْهِ، وَمَا يُوَضِّحُ صِحَّةَ مَا ذَكَرْنَا، وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ ......"

عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ مِنْ مَكَّةَ فَأَتَيْنَاهُ لِنُسَلِّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَنَا: احْمَدُوا اللهَ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ فَإِنِّي لَقِيتُ عَطَاءً وَطَاوُوسًا وَمُجَاهِدًا فَلَصِبْيَانِكُمْ وَصِبْيَانُ صِبْيَانِكُمْ أَعْلَمُ مِنْهُمْ

.......قَالَ حَمَّادٌ، لَقِيتُ عَطَاءً، وَطَاوُسًا، وَمُجَاهِدًا فَصِبْيَانُكُمْ أَعْلَمُ مِنْهُمْ، بَلْ صِبْيَانُ صِبْيَانِكُمْ قَالَ مُغِيرَةُ: هَذَا بَغْيٌ مِنْهُ قَالَ أَبُو عُمَرَ: صَدَقَ مُغِيرَةُ وَقَدْ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ وَهُوَ أَقْعُدُ النَّاسِ بِحَمَّادٍ يُفَضِّلُ عَطَاءً عَلَيْهِ......

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: مَا رَأَيْتُ قَوْمًا أَنْقَضَ لِعُرَى الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَلَا رَأَيْتُ قَوْمًا أَشْبَهَ بِالنَّصَارَى مِنَ السَّبَائِيَّةِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ: يَعْنِي الرَّافِضَةَ قَالَ أَبُو عُمَرَ رَحِمَهُ اللهُ: فَهَذَا حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَهُوَ فَقِيهُ الْكُوفَةِ بَعْدَ النَّخَعِيِّ الْقَائِمُ بِفَتْوَاهَا، وَهُوَ مُعَلِّمُ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ الَّذِي قَالَ فِيهِ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيّ حِينَ قِيلَ لَهُ: مَنْ يُسْأَلُ بَعْدَكَ؟ قَالَ: حَمَّادٌ وَقَعَدَ مَقْعَدَهُ بَعْدَهُ يَقُولُ فِي عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ وَهُمْ عِنْدَ الْجَمِيعِ أَرْضَى مِنْهُ وَأَعْلَمُ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ وَأَرْضَى مِنْهُ حَالًا عِنْدَ النَّاسِ وَفَوْقَهُ فِي كُلِّ حَالٍ، لِأَنَّهُمْ لَمْ يُنْسَبْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ إِلَى الْإِرْجَاءِ، وَقَدْ نُسِبَ إِلَيْهِ حَمَّادٌ هَذَا وَعِيبَ بِهِ، وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاللهُ أَعْلَمُ، وَهَذَا ابْنُ شِهَابٍ قَدْ أَطْلَقَ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ فِي زَمَانِهِ أَنَّهُمْ يَنْقُضُونَ عُرَى الْإِسْلَامِ مَا اسْتَثْنَى مِنْهُمْ أَحَدًا، وَفِيهِمْ مِنْ جِلَّةِ الْعُلَمَاءِ مَنْ لَا خِفَاءَ لِجَلَالَتِهِ فِي

الدِّينِ وَأَظُنُّ ذَلِكَ وَاللهُ أَعْلَمُ لِمَا رُوِيَ عَنْهُمْ فِي الصَّرْفِ وَمُتْعَةِ النِّسَاءِ''

...... كُنْتُ عِنْدَ الشَّعْبِيِّ فَذَكَرُوا إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ يَخْتَلِفُ إِلَيْنَا لَيْلًا وَيُحَدِّثُ النَّاسَ نَهَارًا، قَالَ: فَأَتَيْتُ إِبْرَاهِيمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ذَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، وَاللهِ مَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا قَطُّ''

...... عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: ذُكِرَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ عِنْدَ الشَّعْبِيِّ فَقَالَ: ذَاكَ الْأَعْوَرُ الَّذِي يَسْتَفْتِي بِاللَّيْلِ، وَيَجْلِسُ يُفْتِي النَّاسَ بِالنَّهَارِ " قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: ذَلِكَ الْكَذَّابُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مَسْرُوقٍ شَيْئًا''

...... انَ هَذَا الْحَدِيثُ فِي كِتَابِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْهُ فَأَبَى أَنْ يُحَدِّثَنَا بِهِ'' قَالَ أَبُو عُمَرَ: مَعَاذَ اللهِ أَنْ يَكُونَ الشَّعْبِيُّ كَذَّابًا بَلْ هُوَ إِمَامٌ جَلِيلٌ، وَالنَّخْعِيُّ مِثْلُهُ جَلَالَةً وَعِلْمًا وَدِينًا وَأَظُنُّ الشَّعْبِيَّ عُوقِبَ لِقَوْلِهِ فِي الْحَارِثِ الْهَمْدَانِيِّ، حَدَّثَنِي الْحَارِثُ وَكَانَ أَحَدَ الْكَذَّابِينَ وَلَمْ يَبِنْ مِنَ الْحَارِثِ كَذِبٌ وَإِنَّمَا نُقِمَ عَلَيْهِ إِفْرَاطُهُ فِي حُبِّ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَتَفْضِيلُهُ لَهُ عَلَى غَيْرِهِ، وَمِنْ هَا هُنَا وَاللهُ أَعْلَمُ كَذَّبَهُ الشَّعْبِيُّ، لِأَنَّ الشَّعْبِيَّ يَذْهَبُ إِلَى تَفْضِيلِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَإِلَى أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ، وَتَفْضِيلِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

...... وَفِي أَنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَقَدْ ذَكَرْنَا ذَلِكَ فِي كِتَابِ التَّمْهِيدِ، وَقَدْ كَانَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِلَّةِ الْعُلَمَاءِ عِنْدَ الْغَضَبِ كَلَامٌ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا، وَلَكِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ وَالْفَهْمِ وَالْفِقْهِ لَا يَتَلَفَّتُونَ إِلَى ذَلِكَ لِأَنَّهُمْ بَشَرٌ يَغْضَبُونَ وَيَرْضَوْنَ، وَالْقَوْلُ فِي الرِّضَا غَيْرُ الْقَوْلِ فِي الْغَضَبِ،

...... وَلَقَدْ أَحْسَنَ الْقَائِلُ: لَا تَعْرِفُ الْحَكِيمَ إِلَّا سَاعَةَ الْغَضَبِ'' وَمِنْ أَشْنَعِ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَشَدِّهِ نَوْطًا وَجَهْلًا ......

...... قَالَ: وَكَذَلِكَ كَانَ كَلَامُ مَالِكٍ فِي مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ لِشَيْءٍ بَلَغَهُ عَنْهُ تَكَلَّمَ بِهِ فِي نَسَبِهِ وَعِلْمِهِ'' قَالَ أَبُو عُمَرَ:'' وَالْكَلَامُ مَا رُوِّينَاهُ مِنْ وُجُوهٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِدْرِيسَ، أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ فَذَكَرْنَا لَهُ شَيْئًا عَنْ مَالِكٍ، فَقَالَ: هَاتُوا عِلْمَ مَالِكٍ فَأَنَا بَيْطَارُهُ، قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمَالِكٍ فَقَالَ: ذَاكَ دَجَّالٌ مِنَ الدَّجَاجِلَةِ، نَحْنُ أَخْرَجْنَاهُ مِنَ الْمَدِينَةِ، قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: وَمَا كُنْتُ سَمِعْتُ

بِجَمْعِ دَجَّالٍ قَبْلَهَا يَعْنِي عَلَى ذَلِكَ الْجَمْعِ، وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ يَقُولُ فِيهِ: إِنَّهُ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمٍ قُرَيْشٍ وَقَالَهُ فِيهِ ابْنُ شِهَابٍ أَيْضًا، فَكَذَّبَ مَالِكٌ ابْنَ إِسْحَاقَ، لِأَنَّهُ كَانَ أَعْلَمَ بِنَسَبِهِ نَفْسَهُ، وَإِنَّمَا هُمْ خُلَفَاءُ لِبَنِي تَيْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ ذَكَرْنَا ذَلِكَ وَأَوْضَحْنَاهُ فِي صَدْرِ كِتَابِ التَّمْهِيدِ، وَرُبَّمَا كَانَ تَكْذِيبُ مَالِكٍ لِابْنِ إِسْحَاقَ فِي تَشَيُّعِهِ وَمَا نُسِبَ إِلَيْهِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْقَدَرِ، وَأَمَّا الصِّدْقُ وَالْحِفْظُ فَكَانَ صَدُوقًا حَافِظًا أَثْنَى عَلَيْهِ ابْنُ شِهَابٍ وَوَثَّقَهُ شُعْبَةُ، وَالثَّوْرِيُّ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَجَمَاعَةٌ جُلَّةٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: مِنْ أَيْنَ قُلْتَ فِي مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَّهُ كَذَّابٌ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يَقُولُهُ، وَهَذَا تَقْلِيدٌ لَا بُرْهَانَ عَلَيْهِ، وَقِيلَ لِهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ: مِنْ أَيْنَ قُلْتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: هُوَ يَرْوِي عَنِ امْرَأَتِي وَوَاللَّهِ مَا رَآهَا قَطُّ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عِنْدَ ذِكْرِهِ هَذِهِ الْحِكَايَةِ: قَدْ يُمْكِنُ ابْنُ إِسْحَاقَ أَنْ يَرَاهَا أَوْ يَسْمَعَ مِنْهَا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَعْلَمْ هِشَامٌ''

......سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادِ بْنِ سَمْعَانَ، فَقَالَ: ثِقَةٌ، فَقُلْتُ: إِنَّ مَالِكًا يَقُولُ فِيهِ كَذَّابٌ فَقَالَ: لَا يُقْبَلُ قَوْلُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ''

......سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ مُوسَى يَقُولُ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ عَلَى الْأَعْمَشِ نَعُودُهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، لَوْلَا التَّثْقِيلُ عَلَيْكَ لَتَرَدَّدْتُ فِي عِيَادَتِكَ أَوْ قَالَ: لَعُدْتُكَ أَكْثَرَ مِمَّا أَعُودُكَ، فَقَالَ لَهُ الْأَعْمَشُ: وَاللَّهِ إِنَّكَ لَثَقِيلٌ وَأَنْتَ فِي بَيْتِكَ فَكَيْفَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَيَّ؟ قَالَ الْفَضْلُ: فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: إِنَّ الْأَعْمَشَ لَمْ يَصُمْ رَمَضَانَ قَطُّ وَلَمْ يَغْتَسِلْ مِنْ جَنَابَةٍ، فَقُلْتُ لِلْفَضْلِ: مَا يَعْنِي بِذَلِكَ؟ قَالَ: كَانَ الْأَعْمَشُ يَرَى الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ وَيَتَسَحَّرُ عَلَى حَدِيثِ حُذَيْفَةَ''......

وَرُوِّينَا أَنَّ مَنْصُورَ بْنَ عَمَّارٍ قَصَّ يَوْمًا عَلَى النَّاسِ وَأَبُو الْعَتَاهِيَةِ حَاضِرٌ فَقَالَ: إِنَّمَا سَرَقَ مَنْصُورٌ هَذَا الْكَلَامَ مِنْ رَجُلٍ كُوفِيٍّ، فَبَلَغَ مَنْصُورًا فَقَالَ: أَبُو الْعَتَاهِيَةِ زِنْدِيقٌ. أَمَا تَرَوْنَهُ لَا يَذْكُرُ فِي شِعْرِهِ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَإِنَّمَا يَذْكُرُ الْمَوْتَ فَقَطْ، فَبَلَغَ [ص:1111] ذَلِكَ أَبَا الْعَتَاهِيَةِ فَقَالَ فِيهِ:

[البحر البسيط]

يَا وَاعِظَ النَّاسِ قَدْ أَصْبَحْتَ مُتَّهَمًا إِذْ عِبْتَ مِنْهُمْ أُمُورًا أَنْتَ تَأْتِيهَا

كَالْمُلْبِسِ الثَّوْبِ مِنْ عُرْيٍ وَعَوْرَتُهُ لِلنَّاسِ بَادِيَةٌ مَا إِنْ يُوَارِيهَا
وَأَعْظَمُ الْإِثْمِ بَعْدَ الشِّرْكِ نَعْلَمُهُ فِي كُلِّ نَفْسٍ عَمَاهَا عَنْ مَسَاوِيهَا
عِرْفَانُهَا بِعُيُوبِ النَّاسِ تُبْصِرُهَا مِنْهُمْ وَلَا تُبْصِرُ الْعَيْبَ الَّذِي فِيهَا

فَلَمْ تَمْضِ إِلَّا أَيَّامٌ يَسِيرَةٌ حَتَّى مَاتَ مَنْصُورُ بْنُ عَمَّارٍ، فَوَقَفَ أَبُو الْعَتَاهِيَةِ عَلَى قَبْرِهِ. وَقَالَ: يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ أَبَا السَّرِيّ مَا كُنْتَ رَمَيْتَنِي بِهِ" قَالَ أَبُو عُمَرَ: تَدَبَّرْتُ شِعْرَ أَبِي الْعَتَاهِيَةِ عِنْدَ جَمْعِي لَهُ فَوَجَدْتُ فِيهِ ذِكْرَ الْبَعْثِ وَالْمُجَازَاةِ وَالْحِسَابِ وَالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ۔

قَالَ: كُنْتُ آتِي ابْنَ الْقَاسِمِ فَيَقُولُ لِي: مِنْ أَيْنَ؟ فَأَقُولُ: مِنْ عِنْدِ ابْنِ وَهْبٍ فَيَقُولُ: اللَّهَ اللَّهَ اتَّقِ اللَّهَ فَإِنَّ أَكْثَرَ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ لَيْسَ عَلَيْهَا الْعَمَلُ قَالَ: ثُمَّ آتِي ابْنَ وَهْبٍ فَيَقُولُ: مِنْ أَيْنَ؟ فَأَقُولُ مِنْ عِنْدِ ابْنِ الْقَاسِمِ فَيَقُولُ: اتَّقِ اللَّهَ فَإِنَّ أَكْثَرَ هَذِهِ الْمَسَائِلِ رَأْيٌ"

......وَقَدْ كَانَ ابْنُ مَعِينٍ عَفَا اللَّهُ عَنْهُ يُطْلِقُ فِي أَعْرَاضِ الثِّقَاتِ الْأَئِمَّةِ لِسَانَهُ بِأَشْيَاءَ أُنْكِرَتْ عَلَيْهِ، مِنْهَا قَوْلُ: كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ أَبْخَرُ الْفَمِ وَكَانَ رَجُلَ سُوءٍ، وَمِنْهَا قَوْلُهُ: كَانَ أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ شُرْطِيًّا وَفِيهَا قَوْلُهُ فِي الزُّهْرِيّ: إِنَّهُ وَلِيَ الْخَرَاجَ لِبَعْضِ بَنِي أُمَيَّةَ وَإِنَّهُ فَقَدَ مَرَّةً مَالًا فَاتَّهَمَ بِهِ غُلَامًا لَهُ فَضَرَبَهُ فَمَاتَ مِنْ ضَرْبِهِ، وَذَكَرَ كَلَامًا خَشِنًا فِي قَتْلِهِ عَلَى ذَلِكَ غُلَامَهُ تَرَكْتُ ذِكْرَهُ، لِأَنَّهُ لَا يَلِيقُ بِمِثْلِهِ وَمِنْهَا قَوْلُهُ فِي الْأَوْزَاعِيّ: إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْجُنْدِ، وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ ذَلِكَ الْكِتَابِ يَكْتُبُ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْجُنْدِ وَلَا كَرَامَةَ، وَقَالَ: حَدِيثُ الْأَوْزَاعِيّ عَنِ الزُّهْرِيّ وَيَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ لَيْسَ بِثَبْتٍ، وَمِنْهَا قَوْلُهُ فِي طَاوُسٍ: إِنَّهُ كَانَ شِيعِيًّا، ذَكَرَ هَذَا كُلَّهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْمَوْصِلِيُّ الْحَافِظُ فِي الْأَخْبَارِ الَّتِي فِي آخِرِ كِتَابِهِ فِي الضُّعَفَاءِ عَنِ الْغَلَابِيّ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ، وَقَدْ رَوَاهُ مُفْتَرِقًا جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ مِنْهُمْ عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ وَغَيْرُهُ، وَمِمَّا نُقِمَ عَلَى ابْنِ مَعِينٍ وَعِيبَ بِهِ أَيْضًا قَوْلُهُ فِي الشَّافِعِيّ: إِنَّهُ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَقِيلَ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: إِنَّ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَتَكَلَّمُ فِي الشَّافِعِيّ فَقَالَ أَحْمَدُ: وَمِنْ أَيْنَ يَعْرِفُ يَحْيَى الشَّافِعِيَّ هُوَ لَا يَعْرِفُ الشَّافِعِيَّ وَلَا يَعْرِفُ مَا يَقُولُ الشَّافِعِيُّ؟ أَوْ نَحْوَ هَذَا وَمَنْ جَهِلَ شَيْئًا عَادَاهُ، قَالَ أَبُو عُمَرَ رَحِمَهُ اللَّهُ: " صَدَقَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ، إِنَّ ابْنَ مَعِينٍ كَانَ لَا يَعْرِفُ مَا يَقُولُ

الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ وَقَدْ حُكِيَ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَسْأَلَةٍ مِنَ التَّيَمُّمِ فَلَمْ يَعْرِفْهَا۔

......وَقَدْ تَكَلَّمَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ فِي مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بِكَلَامٍ فِيهِ جَفَاءٌ وَخُشُونَةٌ كَرِهْتُ ذِكْرَهُ وَهُوَ مَشْهُورٌ عَنْهُ قَالَهُ إِنْكَارًا مِنْهُ لِقَوْلِ مَالِكٍ فِي حَدِيثِ الْبَيِّعَيْنِ بِالْخِيَارِ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ يَتَكَلَّمُ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي يَحْيَى يَدْعُو عَلَيْهِ وَتَكَلَّمَ فِي مَالِكٍ أَيْضًا فِيمَا ذَكَرَهُ السَّاجِيُّ فِي كِتَابِ الْعِلَلِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، وَابْنُ إِسْحَاقَ، وَابْنُ أَبِي يَحْيَى، وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، وَعَابُوا أَشْيَاءَ مِنْ مَذْهَبِهِ وَتَكَلَّمَ فِيهِ غَيْرُهُمْ؛ لِتَرْكِهِ الرِّوَايَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَرِوَايَتِهِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، وَثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ وَتَحَامَلَ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ وَبَعْضُ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ فِي شَيْءٍ مِنْ رَأْيِهِ حَسَدًا لِمَوْضِعِ إِمَامَتِهِ وَعَابَهُ قَوْمٌ فِي إِنْكَارِهِ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَفِي كَلَامِهِ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ، وَفِي فُتْيَاهُ بِإِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي الْأَعْجَازِ، وَفِي قُعُودِهِ عَنْ مُشَاهَدَةِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَسَبُوهُ بِذَلِكَ إِلَى مَا لَا يَحْسُنُ ذِكْرُهُ، وَقَدْ بَرَّأَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالِكًا عَمَّا قَالُوهُ، وَكَانَ إِنْ شَاءَ اللهُ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا وَمَا مَثَلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَنُظَرَائِهِمَا مِنَ الْأَئِمَّةِ إِلَّا كَمَا قَالَ الشَّاعِرُ الْأَعْشَى:

[البحر البسيط]

كَنَاطِحٍ صَخْرَةً يَوْمًا لِيُوهِنَهَا ... فَلَمْ يَضِرْهَا وَأَوْهَى قَرْنَهُ الْوَعِلُ

أَوْ كَمَا قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُمَيْدٍ:

[البحر البسيط]

يَا نَاطِحَ الْجَبَلِ الْعَالِي لِيَكْلُمَهُ... أَشْفِقْ عَلَى الرَّأْسِ لَا تُشْفِقْ عَلَى الْجَبَلِ

-وَكَلَامُ أَبِي الزِّنَادِ فِي رَبِيعَةَ هُوَ مِنْ هَذَا الْبَابِ أَيْضًا،

-وَلَقَدْ أَحْسَنَ أَبُو الْعَتَاهِيَةِ حَيْثُ يَقُولُ:

[البحر الطويل]

وَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْجُو مِنَ النَّاسِ سَالِمًا... وَلِلنَّاسِ قَالَ بِالظُّنُونِ وَقِيلُ

-وَهَذَا خَيْرٌ مِنْ قَوْلِ الْقَائِلِ:

[البحر البسيط]

........وَمَا اعْتِذَارُكَ مِنْ شَيْءٍ إِذَا قِيلَا،

- فَقَدْ رَأَيْنَا الْبَاطِلَ وَالْبَغْيَ وَالْحَسَدَ أَسْرَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ قَدِيمًا أَلَا تَرَى إِلَى قَوْلِ الْكُوفِيِّ فِي سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: إِنَّهُ لَا يَعْدِلُ فِي الرَّعِيَّةِ وَلَا يَغْزُو فِي السَّرِيَّةِ، وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَسَعْدٌ بَدْرِيٌّ وَأَحَدُ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ وَأَحَدُ السِّتَّةِ الَّذِينَ جَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الشُّورَى فِيهِمْ، وَقَالَ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ،

فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَقْبَلَ قَوْلَ الْعُلَمَاءِ الثِّقَاتِ الْأَئِمَّةِ الْأَثْبَاتِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ فَلْيَقْبَلْ قَوْلَ مَنْ ذَكَرْنَا قَوْلَهُ مِنَ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ، فَإِنْ فَعَلَ ذَلِكَ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا وَخَسِرَ خُسْرَانًا، وَكَذَلِكَ إِنْ قَبِلَ فِي سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَوْلَ عِكْرِمَةَ، وَفِي الشَّعْبِيِّ وَأَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ مَكَّةَ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَأَهْلِ الشَّامِ عَلَى الْجُمْلَةِ وَفِي مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَسَائِرِ مَنْ ذَكَرْنَاهُ فِي هَذَا الْبَابِ مَا ذَكَرْنَا عَنْ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ وَلَنْ يَفْعَلَ إِنْ هَدَاهُ اللهُ وَأَلْهَمَهُ رُشْدَهُ فَلْيَقِفْ عِنْدَ مَا شَرَطْنَا فِي أَنْ لَا يَقْبَلَ فِيمَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَعَلِمَتَ بِالْعِلْمِ عِنَايَتَهُ، وَسَلِمَ مِنَ الْكَبَائِرِ وَلَزِمَ الْمُرُوءَةَ وَالتَّصَاوُنَ وَكَانَ خَيْرُهُ غَالِبًا وَشَرُّهُ أَقَلَّ عَمَلِهِ فَهَذَا لَا يُقْبَلُ فِيهِ قَوْلُ قَائِلٍ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ، وَهَذَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِي لَا يَصِحُّ غَيْرُهُ إِنْ شَاءَ اللهُ،

- قَالَ أَبُو الْعَتَاهِيَةِ:

بَكَى شَجْوَهُ الْإِسْلَامُ مِنْ عُلَمَائِهِ ... فَمَا اكْتَرَثُوا لَمَّا رَأَوْا مِنْ بُكَائِهِ
فَأَكْثَرُهُمْ مُسْتَقْبِحٌ لِصَوَابِ مَنْ ... يُخَالِفُهُ مُسْتَحْسِنٌ لِخَطَائِهِ
فَأَيُّهُمُ الْمَرْجُوُّ فِينَا لِدِينِهِ ... وَأَيُّهُمُ الْمَوْثُوقُ فِينَا بِرَأْيِهِ

وَالَّذِينَ أَثْنَوْا عَلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعَلَى سَائِرِ مَنْ ذَكَرْنَا مِنَ التَّابِعِينَ وَأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُحْصَوْا وَقَدْ جَمَعَ النَّاسُ فَضَائِلَهُمْ وَعُنُوا بِسِيَرِهِمْ وَأَخْبَارِهِمْ، فَمَنْ قَرَأَ فَضَائِلَهُمْ وَفَضَائِلَ مَالِكٍ وَفَضَائِلَ الشَّافِعِيِّ وَفَضَائِلَ أَبِي حَنِيفَةَ بَعْدَ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَعُنِيَ بِهَا، وَوَقَفَ عَلَى كَرِيمِ سِيَرِهِمْ وَسَعَى فِي الْإِقْتِدَاءِ بِهِمْ، وَسَلَكَ سَبِيلَهُمْ فِي عِلْمِهِمْ وَفِي سَمْتِهِمْ وَهَدْيِهِمْ كَانَ ذَلِكَ لَهُ عَمَلًا زَاكِيًا

نَفَعَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِحُبِّهِمْ جَمِيعِهِمْ۔ ۔ ۔

قَالَ الثَّوْرِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ، وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْ مِنْ أَخْبَارِهِمْ إِلَّا مَا نَدَرَ مِنْ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ عَلَى الْحَسَدِ وَالْهَفَوَاتِ وَالْغَضَبِ وَالشَّهَوَاتِ دُونَ أَنْ يَعْنِيَ بِفَضَائِلِهِمْ وَيَرْوِي مَنَاقِبَهُمْ حُرِمَ التَّوْفِيقَ وَدَخَلَ فِي الْغِيبَةِ وَحَادَ عَنِ الطَّرِيقِ جَعَلَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكَ مِمَّنْ يَسْمَعُ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُ أَحْسَنَهُ وَقَدِ افْتَتَحْنَا هَذَا الْبَابَ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ، وَفِي ذَلِكَ كِفَايَةٌ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ الْقَوْلِ فِي الْحَسَدِ نَظْمًا وَنَثْرًا وَقَدْ بَيَّنَّا مَا يَجِبُ بَيَانُهُ مِنْ ذَلِكَ وَأَوْضَحْتُهُ فِي كِتَابِ التَّمْهِيدِ عِنْدَ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَقَاطَعُوا وَأَفْرَدْنَا لِلنَّظْمِ وَالنَّثْرِ بَابًا فِي كِتَابِ بَهْجَةِ الْمَجَالِسِ وَمَنْ صَحِبَهُ التَّوْفِيقُ أَغْنَاهُ مِنَ الْحِكْمَةِ يَسِيرُهَا وَمِنَ الْمَوَاعِظِ قَلِيلُهَا إِذَا فَهِمَ وَاسْتَعْمَلَ مَا عَلِمَ، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ"۔

(جامع بیان العلم وفضلہ،۴۱۸ تا ۴۳۲،دارالکتب پشاور)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے"علماء کا علم قبول کرو،مگر ایک کے خلاف دوسرے کے قول کا یقین نہ کرو، کیونکہ بخدا ، بکروں میں بھی ویسی جلن نہیں ہوتی ،جیسی علماء میں ہوتی ہے۔"

ابوحازم کہتے ہیں،اگلے زمانہ میں علماء کی حالت یہ تھی کہ عالم اپنے سے بڑے عالم کو دیکھ پاتا،تو نہایت خوش وقت ہوتا۔ برابر والے سے ملتا تو علمی مذاکرہ شروع کردیتا۔ادنیٰ کا سامنا ہوتا تو گھمنڈ سے کام نہ رکھتا،لیکن ہمارے اس زمانے کی حالت یہ ہے کہ عالم اپنے سے بڑے عالم میں کیڑے نکالتا ہے،تاکہ لوگ متنفر ہوکر اُسے چھوڑ دیں، برابر والے سے مذاکرہ نہیں کرتا اور ادنیٰ کو پاتے ہی اکڑنے لگتا ہے!"

ابوعمر کہتے ہیں، اس بارے میں بہت لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور جہل کی وجہ سے سخت گمراہیاں پھیل گئی ہیں،حق یہ ہے کہ جو شخص ،علم میں قابل اعتبار و امانت دار ثابت ہو چکا ہے اس کے حق میں کوئی ردّ و قدح قبول نہیں کی جاسکتی ، جب تک قانونِ شہادت کی کسوٹی پر پوری طرح کھری نہ اترے ۔معترض کو یہ بھی یقین دلانا چاہیئے کہ اس کا دل ہر قسم کے کینے ،حسد، رقابت، عداوت

سے پاک ہے، کیونکہ اگر ہر عالم کی دوسرے عالم پر نکتہ چینی آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لی جائے تو تمام علماء پر سے بھروسہ اُٹھ جائے گا، خود سلف صالحین میں ردّ وقدح ہو چکی ہے، کبھی غصہ سے اور کبھی حسد سے۔ ہم اس باب میں بعض اقوال درج کر رہے ہیں تاکہ معلوم ہو، علماء کی آپسی منافرت عیب جوئی، نکتہ چینی، تنقیص کچھ وزن نہیں رکھتی اور بالکل ناقابل التفات ہے۔

حماد، عراق والوں سے کہا کرتے تھے ''میں نے اہل حجاز کی جانچ کی، تو علم سے کورا پایا۔ بخدا تمہارے لڑکے، بلکہ لڑکیوں کے لڑکے ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔''

ابن شہاب سے کہا گیا ''یہ آپ نے کیا کیا کہ مدینے کو چھوڑ کر گاؤں کے ہو رہے؟ آپ کے چلے جانے سے مدینے کے علماء یتیم ہو گئے ہیں!'' جواب دیا ''دو غلاموں نے مدینہ ہمارے لئے خراب کر دیا ہے: ربیعہ اور ابوالزناد نے!''

حماد نے علماء کوفہ سے کہا ''خدا کا شکر ادا کرو، عطاء، طاؤس، مجاہد سے مل آیا ہوں تمہارے بچّے بھی ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔''

ابوعمر کہتے ہیں، یہ حماد کی بڑی زیادتی ہے، حماد کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ کون جانتا ہے، مگر یہ واقعہ ہے کہ امام صاحب نے عطاء کو حماد پر ترجیح دی ہے۔ ابویحییٰ حمانی کی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا ''میں نے عطاء بن ابی رباح سے افضل اور جابر الجعفی سے بڑھ کر کذاب کوئی آدمی نہیں دیکھا۔''

زہری کہا کرتے تھے ''اہل مکہ سے زیادہ اسلام کا ڈھانے والا کوئی نہیں۔''

ابوعمر کہتے ہیں، دیکھو یہ حماد بن ابی سلیمان جو ابراہیم نخعی کے بعد فقیہ کوفہ ہوئے اور امام ابوحنیفہ جن کے شاگرد ہیں، عطاء، طاؤس، مجاہد کو جاہل بتاتے ہیں، حالانکہ یہ حضرات بلانزاع تمام علماء کے نزدیک حماد سے کہیں علم وفضل کے مالک تھے، اور یہ ابن شہاب زہری اپنی جلالت شان کے باوجود اہل مکہ کی اس طرح تنقیص کرتے ہیں، حالانکہ مکہ بڑے بڑے علماء وفضلاء کا مرکز تھا!

اعمش کا بیان ہے کہ شعبی کی مجلس میں ابراہیم نخعی کا تذکرہ ہوا، تو بگڑ کر کہنے لگے ''وہی کانا، جو رات کو مجھ سے فتوے پوچھ پوچھ جاتا ہے اور دن کو عالم بن کر لوگوں کو فتوے دیتا ہے!'' نخعی کو یہ بات پہنچی، تو کہنے لگے ''یہ شعبی مسروق سے حدیث روایت کرتا ہے، حالانکہ اس کذاب نے مسروق سے ایک حدیث بھی نہیں سنی۔''

ابوعمر کہتے ہیں، معاذ اللہ! شعبی کذاب نہیں ہو سکتے وہ تو جلیل القدر امام ہیں۔ اسی طرح ابراہیم نخعی

کی دیانت و امانت بھی مسلّم ہے۔

ایوب کا بیان ہے کہ ایک شخص نے سعید بن المسیب سے نذر معصیت کے بارے میں فتویٰ طلب کیا۔ سعید نے کہا "نذر پوری کرنا چاہیئے۔" وہی شخص عکرمہ کے پاس گیا تو انھوں نے جواب دیا۔ نذر پوری نہ کرے۔ اس شخص نے لوٹ کر سعید کو خبر کی، تو خفا ہو گئے اور کہا "عکرمہ سے کہہ دو کہ جہالت سے باز آئے، ورنہ حاکم اس کی پیٹھ کوڑوں سے لال کر دیں گے۔" آدمی نے جا کر یہ بات عکرمہ کو سنا دی تو کہنے لگے "جب تم نے سعید کا پیام مجھے پہنچایا ہے تو میرا جواب بھی اسے پہنچا دو۔ کہنا "تیری پیٹھ تو حاکم پہلے ہی لال کر چکے ہیں۔ تیری آبرو ہی کہاں باقی ہے۔" روای کہتا ہے اس واقعہ کے بعد دونوں بزرگوں میں ایسی رنجش ہوئی کہ سعید بن المسیب اپنے غلام برد سے کہا کرتے تھے "دیکھ، مجھ پر اس طرح جھوٹ نہ تراشنا جس طرح عکرمہ، عبداللہ بن عباس پر جھوٹ بولا کرتے تھے۔"

اسی طرح محمد بن اسحاق اور امام مالک کی تکرار بھی مشہور ہے۔ عبداللہ بن ادریس کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق ہمارے شہر میں آئے تو امام مالک کے علم کا بھی تذکرہ ہوا۔ محمد بن اسحاق نے جل کر کہا مالک کا علم میرے سامنے رکھو، کیونکہ میں اس کا سلوتری ہوں۔" عبداللہ کہتے ہیں، پھر میرا جانا مدینے ہوا اور میں نے یہ واقعہ امام مالک سے بیان کیا، تو کہنے لگے "محمد بن اسحاق، دجّال من الدّجاجلہ ہے۔" عبداللہ کہتے ہیں، دجال کی یہ جمع، دجاجلہ میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔

پھر یہی محمد بن اسحاق امام مالک کی نسبت کہا کرتے تھے کہ بنی تیم قریش کے غلاموں کی اولاد ہیں اس کے مقابلے میں امام مالک، محمد بن اسحاق کو "کذاب" ٹھہراتے تھے، حالانکہ نہ امام مالک غلام خاندان سے تھے نہ محمد بن اسحاق کذاب۔ امام مالک سے سوال کیا گیا آپ محمد بن اسحاق کو کذاب کیوں کہتے ہیں؟ جواب دیا، ہشام بن عروہ سے میں نے یہی سنا ہے۔ ہشام سے پوچھا گیا تو کہنے لگے "ابن اسحاق میری بیوی سے روایت کرتا ہے، حالانکہ بخدا اس نے کبھی میری بیوی کو دیکھا نہیں۔ امام احمد نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا "ممکن ہے ابن اسحاق نے ہشام کی بیوی کو دیکھا ہو یا پردے کے پیچھے سے ان کی آواز سنی ہو اور ہشام اس واقعہ سے بے خبر ہوں۔"

فضل بن موسیٰ کا بیان ہے کہ اعمش بیمار پڑے اور امام ابوحنیفہ عیادت کو تشریف لے گئے۔ میں بھی ساتھ تھا امام صاحب نے اعمش سے فرمایا "ابومحمد! یہ خیال نہ ہوتا کہ بار بار آنے سے آپ کو تکلیف ہوگی تو میں جلد جلد عیادت کو آتا۔ اس پر اعمش نے بڑی رکھائی سے جواب دیا "جب آپ گھر میں

بیٹھے ہوتے ہیں تو بھی مجھ پر بڑا بوجھ ہوتے ہو، عیادت کا کیا ذکر!'' فضل کہتے ہیں، واپسی پر امام ابوحنیفہ نے مجھ سے کہا ''اعمش کا کبھی نہ کوئی روزہ صحیح ہوا ہے نہ غسل جنابت!'' فضل کہتے ہیں روزے اور غسل کے بارے میں اعمش کا مسلک امام صاحب سے مختلف تھا۔

امام محمد بن حسن فرماتے ہیں، ایک دن میں امام مالک کی مجلس میں پہنچا تو وہ کہہ رہے تھے ''عراق والوں کو اہل کتاب کے درجے میں رکھو، ان کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب، بلکہ مخاطب ہوں تو جواب میں کہہ دیا کرو ''وَقُولوا امنّا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والھنا والحکم واحدو نحن لہ مسلمون''، پھر مجھ پر نگاہ پڑگئی تو شرما کر کہنے لگے۔ ''ابوعبداللہ، مجھے پسند نہیں کہ یہ غیبت ہو اپنے بزرگوں سے میں نے اسی طرح سنا ہے۔''

سعید بن منصور کا بیان ہے کہ میں امام مالک کے حلقے میں موجود تھا کہ عراق کے کچھ لوگ آتے دکھائی دیے، امام مالک نے فوراً یہ آیت پڑھی ''تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر یکادون یسطون بالذین یتلون علیھم ایاتنا!''

یحییٰ بن کثیر قتادہ کے بارے میں کہا کرتے تھے ''بصرے کی خیریت نہیں، جب تک یہاں قتادہ موجود ہے!'' اور قتادہ یحییٰ کے بارے میں کہتے تھے ''مچھیروں کو بھی علم کبھی ہوا ہے!'' یحییٰ کا خاندان مچھلی فروش تھا۔

منصور بن عمار نے ایک دن وعظ کہا، بڑا مجمع تھا، ابوالعتاہیہ شاعر بھی موجود تھے وعظ کے بعد لوگوں سے کہنے لگے ''منصور نے پورا وعظ کوفے کے ایک آدمی سے چرا لیا ہے۔ منصور کو خبر پہنچی تو برہم ہو کر کہا، ابوالعتاہیہ، ملحد، زندیق ہے، جبھی تو اپنے اشعار میں صرف موت کا ذکر کرتا ہے اور بھولے سے بھی جنت دوزخ کا نام نہیں لیتا، ابوالعتاہیہ نے سنا تو منصور کے جواب میں یہ شعر کہے ؎

یا واعظ الناس قد اصبحت بھا اذغبت منھم المورا انت تایتھا

(لوگوں کو وعظ سنانے والے، اب تو خود متہم ہو رہا ہے، کیونکہ جن باتوں کی تو برائی کرتا ہے انہی سے خود آلودہ ہے)

کالتلبس الثوب من عدی وعورتہ للناس بادیۃ ما ان یواریھا

(اس شخص کی طرح جو برہنگی چھپانے کے لیے کپڑے پہنتا ہے، حالانکہ اس کی برہنگی سب کے سامنے ہے)

واعظم الاثمہ بعد الشرك نعملہ فی کل نفس عماھاعن مسادیھا

(شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے عیوب سے اندھا بن جائے)

عرفانها بعیوب الناس تبصرها منهم ولا تبصرا لعیب الذی فهیا

(اور یہ کہ دوسروں کے عیب تو دیکھے، مگر خود اپنے عیوب سے آنکھیں بند کرلے)

اس واقعہ کے چند ہی روز بعد منصور کا انتقال ہوگیا، تو ابوالعتاہیہ قبر پر گئے اور کہا ''خدا آپ کو وہ سب بخش دے جو میرے حق میں آپ کی زبان سے نکلا تھا۔''

یحییٰ بن یحییٰ کا بیان ہے، میں ابن القاسم کے پاس پہنچتا تو پوچھتے، کہاں سے آرہے ہو؟ اگر کہتا، ابن وہب کے پاس سے، تو چلّا اٹھتے ''خدا سے ڈرو ابن وہب کی اکثر روایتوں پر عمل نہیں ہے۔'' اس طرح جب میں ابن وہب سے ملتا تو ابن القاسم کی بابت کہتے ''خدا سے ڈرو۔ ابن القاسم سے ملا نہ رکھو۔ اس کے اکثر مسئلے خود ساختہ ہیں۔''

ابن معین بڑے بڑے ثقہ بزرگوں کے حق میں نہایت سخت لفظ کہہ جاتے تھے۔ عبدالملک بن مروان کی نسبت کہا ''وہ گندہ دہن تھا۔ منہ سے سخت بدبو آتی تھی۔ بدترین انسان تھا۔'' ابوعثمان نہدی کے بارے میں کہا ''پولیس کا شحنہ تھا۔'' طاؤس پر رائے زنی کی ''شیعہ ہے!'' امام شافعی کے بارے میں کہا ''ثقہ نہیں!'' اس پر امام احمد نے ابن معین کو سرزنش کی اور فرمایا ''تمہاری ان آنکھوں نے شافعی جیسا آدمی دیکھا بھی ہے؟''

غرض علماء میں اس طرح کا حسد، منافست، رقابت بہت ہے۔ اسی صورت حال پر ابوالعتاہیہ نے آنسو بہائے ہیں:

بکی شجوہ الاسلام من علمائہ فما اکترتوا المارأو امن بکاوہ

(اسلام اپنے علماء کے ہاتھوں رو رہا ہے، مگر علماء کو اس کے آنسوؤں کی پرواہ نہیں)

فاکثرھم مستقبح الصواب من یخالعنی مستحسن الخطاءہ

(اکثر علماء اپنے مخالف کے حق کی بھی برائی کرتے اور اپنی غلطی سراہتے رہتے ہیں)

فاھیم المرجو فینا لدینہ وایھم الموثوق فینا برأیہ

(ایسی حالت میں ہم کس کی دین داری سے امید باندھیں اور کس کی رائے پر بھروسہ کریں)

ابوعمر کہتے ہیں، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی جیسے جلیل القدر ائمہ کی شان میں جس کسی نے بدگوئی کی ہے، اس پر اعشی کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

کناطح صخرۃ یوما یفلقھا فلم یفرھا وادھی قونہ انوعل

(کوہستانی بکرے نے چٹان کو توڑ اڈالنے کے لئے ٹکر ماری، مگر چٹان کا کچھ نہ بگڑا، خود بکرے نے اپنا سینگ توڑلیا)

اسی مضمون کو حسین بن حمیدہ نے اس طرح ادا کیا ہے :

یاناطح الجبل العالی لیکلمه　　اشفق علی الراس لاتشفق علی الجبل

(نادان! ٹکریں مار کر تو پہاڑ کو زخمی کرنا چاہتا ہے، پہاڑ پر نہیں اپنے سر پر ترس کھا)

اس باب میں ابوالعتاہیہ نے بھی خوب کہا ہے:

من ذالذی ینجو من الناس سالما　　وللناس قال بانطنون و قیل

(لوگوں کی قیل وقال اور بدظنیوں سے کون محفوظ رہا ہے)

عبداللہ بن مبارک سے کہا گیا فلاں شخص امام ابوحنیفہ کی بدگوئی کرتا ہے، تو عبداللہ نے ابن الرقیات کا یہ شعر پڑھ دیا :

حسدوك ان رواك فضل اللہ　　به بما فضلت به النجباء

(تجھ پر اس لئے حسد کرتے ہیں کہ خدا نے تجھے نیکیوں سے فضیلت بخشی ہے)

ابو الاسود دؤلی کا یہ شعر بھی برمحل ہے :

حسدوا الفتی ادلمه نیالوا سعیه　　فالناس اعداء له و خصوم

(حسد کی راہ سے آدمی کے دشمن بن جاتے ہیں، جب عمل میں اس کی برابری نہیں کر سکتے)

ابوعمر کہتے ہیں صحابہ و تابعین کے بعد ائمہ اسلام، ابوحنیفہ، مالک اور شافعی کے فضائل ایسے ہیں کہ خدا جسے ان کی سیرت کے مطالعہ اور اقتداء کی توفیق بخشے یقیناً وہ خوش نصیب ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں "جب صالحین کا تذکرہ ہوتا ہے تو رحمتِ الٰہی نازل ہوتی رہتی ہے"۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی نے کہا "خدا کی رحمت ہو ابوحنیفہ پر امام تھے، خدا کی رحمت ہو مالک پر امام تھے، خدا کی رحمت ہو شافعی پر امام تھے۔"

(جامع بیان العلم وفضلہ)

یہ ہم نے مختصر انداز میں ذکر کیا اب اندازہ لگائیں اگر پہلے کے بزرگوں میں یہ سب کچھ تھا تو متکلّمِ اسلام صاحب کے خلاف اگر ایسا کچھ ہو تو اس میں کیا تعجب کی بات ہے؟؟؟؟

حسد نے اپنے ہی مولوی کو مرتد بنادیا:

رضاخانی امام المناظرین غزالی و رازی مولوی اشرف سیالوی علماء کے آپسی حسد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مولوی ابوالخیر زبیر حیدرآبادی کے مدرسے کے مقابل خلیل خان برکاتی کا مدرسہ تھا، برکاتی کے مدرسہ کا چندہ ابوالخیر کے مدرسہ میں جاتا جس سے ان کو حسد ہوئی اور ان کے ایک بیان کی کیسٹ کسی طرح حاصل کر کے ان پر کفر وارتداد کا فتویٰ لگادیا، اصل عبارت ملاحظہ ہو:

"بدقسمتی سے ایک شہر میں دو مدرسے ہیں، میں وہاں ۱۹۷۰ء میں رہا ہوں، مفتی خلیل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مدرسے کے منتظم تھے، یہ (ابوالخیر) رکن الاسلام مجددیہ کے منتظم تھے، حالانکہ ان کا نہ کوئی چندہ، یہ پیر ہیں ان کے بڑے بڑے لوگ مرید ہیں، لیکن مدرسہ تو ان کا موجود تھا دوسری پارٹی سمجھتی تھی کہ ہماری قسمت، روزی ادھر جارہی ہے، وہ بلاوجہ حسد میں مبتلا تھے تو مفتی خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد کے خلاف تھے اور ان کے بیٹے زبیر صاحب کے خلاف تھے، انہوں نے چوری چھپے دوسری کیسٹ حاصل کرلی، جس میں تھا کہ امت کے ذنوب مراد نہیں ہیں، بلکہ مغفرتِ ذنوب کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اعلان ہے، اس کو چوری کر کے چھاپ دیا کہ دیکھو زبیر نے کہا کہ نبی کے گناہ بخشے گئے، لہٰذا نبی کی طرف گناہ کی نسبت کرنے سے یہ کافر ہوگیا، مرتد ہوگیا، واجب القتل ہے،"

(فتاویٰ اشرف العلماء: ج ۲ ص ۴۷۹، ۴۸۰)

اب دیکھیں یہاں رضاخانی مولوی خود کہہ رہا ہے کہ حسد میں ارتداد، کفر اور واجب القتل کا فتویٰ لگایا گیا تو رضاخانی مؤلف نے متکلم اسلام پر جو الزامات لگائے ہیں وہ بالفرض صحیح بھی ثابت ہوجائیں تو اس فتوے کے مقابل عشر عشیر بھی نہیں تو انہیں علماء کے باہمی حسد پر محمول کیوں نہیں کیا جاسکتا؟ جس طرح یہ فتویٰ والزام درست نہیں اسی طرح متکلمِ اسلام پر الزامات درست نہیں!!

علماء کا آپسی حسد اور رضاخانی فاروق خان رضوی کا بیان:

ڈاکٹر جلالی اور اس سے حالیہ اختلاف رکھنے والے عرفان شاہ مشہدی، سعید اسد، عبدالستار سعیدی، مظفر حسین شاہ، ارشد سعید کاظمی، منور حسین جماعتی وغیرہم کے متعلق ہندوستان کے معروف رضاخانی فرقہ پرست فاروق خان رضوی کہتا ہے:

''بات چھوٹی سی تھی، لیکن دور چلی گئی آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس نزاع پر میں نے جتنا بھی غور کیا اور جڑوں تک پہنچنے کی میں نے حتی الامکان اپنے علم کی روشنی میں کوشش کی تو مجھے صرف ایک ہی بات پوشیدہ نظر آئی اور وہ ہے ''حسد''! جی ہاں حسد صرف حسد، اللہ کی پناہ......

یاد رہے کہ جس نزاع میں حسد کی آمیزش ہو وہ نزاع کبھی ختم نہیں ہوسکتا......لیکن برا ہوا ابلیس لعین کا کہ اس نے علماء کے خلاف حسد نامی ایک ایسا ہتھیار تیار کر رکھا ہے کہ اس ہتھیار کی ضرب سے بچ پانا ناممکن سا ہے، الّا یہ کہ جس پر اللہ کا کرم ہوتا ہے اور رسول کا فضل ہوتا ہے، چنانچہ امام فخر الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۷۶ پر نقل فرماتے ہیں، فرماتے ہیں کہ دنیا ایک باغ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں سے زینت بخشی ہے۔

(۱) حاکموں کے انصاف سے

(۲) تاجروں کی امانت سے

(۳) عورت کے حسن سے

(۴) زاہدوں کی عبادت سے

(۵) اور علماء کے علم سے

تو ابلیس نے پانچ مختلف قسم کے جھنڈے تیار کئے اور انہیں ان لوگوں کے سامنے گاڑ دیا۔

(۱) حاکموں کے انصاف کے سامنے ظلم کا جھنڈا گاڑا۔

(۲) تاجروں کی امانت کے سامنے خیانت کا جھنڈا گاڑ دیا۔

(۳) عورت کے حسن کے سامنے بدکاری کا جھنڈا گاڑا۔

(۴) زاہدوں کے سامنے ریاکاری کا جھنڈا گاڑ ڈالا۔

(۵) اور علماء کے سامنے حسد کا جھنڈا۔

اللہ اکبر! محترم سامعین حضرات ممکن ہے کہ کچھ لوگ میرے اس حسد والے بیان سے اتفاق نہ کریں اور اسے علماء کی بارگاہ میں گستاخی پر محمول کریں تو عرض کردوں کہ اس تنازع کو میں نے جو حسد سے تعبیر کیا ہے اس کی ایک بڑی وجہ ہے اور وہ یہ کہ ہمارا وہ طبقہ جو واقعی کسی کے گستاخانہ بیان پر اتنا ہی چراغ پا ہوجاتا ہے اور گستاخی کرنے والے کو قانونی سزا دلانا اور اس کے خلاف ایک مہم چھیڑ دینا اپنی شرعی ذمہ داری و فرض عین سمجھتا ہے اور اسے اہلسنت و جماعت کے عقائد کا تحفظ کرنا باور کراتا

ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسی ملک پاکستان میں کئی ایسے بڑے بڑے گستاخ موجود ہیں جنہوں نے کھلے لفظوں میں کھلے عام برسرِ منبر صحابہ کرام، ازواج مطہرات، رسول اللہ ﷺ، بلکہ اللہ ربّ العزت تک کی گستاخیاں کی ہیں اور مسلسل کرتے آرہے ہیں، کیا ان کے خلاف بھی کبھی اس طائفہ کو اس طرح کی کوئی قانونی کاروائی کرنے یا کسی طرح کی عوام الناس میں مخالفت مہم چھیڑنے کی توفیق ہوئی ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ چند فتنہ پرور نیم رافضیوں تفضیلیوں اور غالیوں کی ملی بھگت سے عظمتِ فاطمہ تو بہر حال نہ ہے مسلکِ اعلیٰ حضرت نشانہ ہے"۔

فاروق رضوی کا یہ تفصیلی بیان ان کے آفیشل یوٹیوب پیج

Sunni Hanafi Organization

پر

Asif Jalali Ke Jaraim

کے عنوان سے دیکھا جاسکتا ہے، جو ۲۵ رجولائی ۲۰۲۰ء کو اپلوڈ ہوا۔

اس بیان سے بھی معلوم ہوا کہ علماء آپس میں حسد سے مجبور ہو کر ایک دوسرے پر گستاخی وکفر تک کے فتوے لگا لیتے ہیں اور مخالف کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے تک لے جاتے ہیں، لہٰذا ان کی یہ جرح خود رضاخانیوں کے بقول قابل قبول نہیں!!

حاسدین کی کارستانیاں:

ایک رضاخانی مولوی اشرف سیالوی اور اس کے پیر خانے کے اختلاف کے متعلق لکھتا ہے:

"حضور امیر شریعت خواجہ حمید الدّین صاحب کے ساتھ بعض دفعہ آپ کے اختلافات ہوئے، اگرچہ یہ بزرگوں کی باتیں ہیں، لیکن اگر ان کی بنیاد تلاش کی جائے تو وہ شاید کچھ حاسدین کی کارستانیاں ہی تھیں"۔

(مجلّہ حجّت الاسلام، ص ۲۲۵)

معلوم ہوا کہ رضاخانیوں کے نزدیک حاسدین کی وجہ سے اس قسم کی کارستانیاں ہو جاتی ہیں، انہیں اختلاف کی بنیاد بنا کر کسی پر طعن و تشنیع کرنا جہالت ہے، پس متکلمِ اسلام اور علمائے دیوبند کے درمیان اگر کسی قسم کا اختلاف ثابت بھی ہو جائے تو وہی حاسدین کی کارستانیاں!!!!

ذاتیات میں نہ پڑنا بہتر ہے:

رضاخانی نے ساری کتاب ذاتیات پر لکھی اور ذاتی حملوں سے کتاب کو سیاہ کیا، حالانکہ رضاخانی مؤرّخ و شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری لکھتا ہے:

’’اس میں شک نہیں کہ اگر اختلاف ذاتی وجوہ کی بناء پر ہو یا اس کا تعلّق کیفیتِ عمل کے ساتھ ہو تو اس میں نہ الجھنا بہتر ہے‘‘۔

(تمہیدِ ایمان: ص ا، اکبر بیک سیلز لاہور)

علماء کی کردارکشی رضاخانیوں کی پرانی عادت ہے:

رضاخانی کی طرف سے متکلمِ اسلام کے خلاف یہ کتاب کوئی نیا کارنامہ نہیں، بلکہ ان رضاخانیوں کا پرانا وطیرہ ہی علماء کی کردارکشی ہے، ان سے تو اپنے مولوی محفوظ نہیں تو مخالف مولوی خاص کر وہ مولوی جس نے دلائل کے میدان میں اپنی ٹیم سمیت ان کا جینا حرام کر دیا ہو، اس کی ناموس کیسے محفوظ رہے گی؟؟ چنانچہ ایک رضاخانی اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے:

’’آخر کب تک ہم بہ حیثیت قوم اپنے محسنوں کی ناقدری و ناسپاسی کرتے رہیں گے......!!!!! ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کا جو بازار برسوں سے ہم نے گرم کر رکھا ہے کیا وہ کبھی بند بھی ہوگا......!!!! کب تک ہم اپنے اکابر کو کردارکشی اور عظمت پامالی جیسے تحائف سے نوازتے رہیں گے......!!!! کیا ہمارے حصے میں ان کو آسائش و راحت بخشنے کی بھی کوئی نیکی لکھی ہے......!!!!! اپنا سب سے قیمتی خزانہ جو علماء کی صورت میں ہمارے پاس ہے کب تک اسے مفت میں نچھاور کرتے رہیں گے اور ان کا صحیح مول نہیں لگائیں گے......!!!! کب تک ہم اپنے بزرگوں کی زندگیوں کے چراغ گل ہونے کا تماشہ دیکھتے رہیں گے‘‘۔

(مجلّہ حجّت الاسلام: ص ۱۳)

اور اشرف سیالوی نے تو میثم رضاخانی جیسوں کے بارے میں کیا خوب لکھا کہ:

’’الحاصل بندہ کا موجودہ جملہ مدعیان علم و فضل اور مقررین و واعظین (الا ماشاءاللہ) کے بارے میں یہ تاثر پختہ ہو گیا ہے کہ یہ حضرات علم و دانش اور مطالعہ و کتب بینی کے دشمن ہیں، کسی ہم مسلک اور ہم

مذہب عالم کے ساتھ نہ ان کو ہمدردی ہے اور نہ محبّت والفت یہ لوگ نہ کسی کے حق میں اخلاص اور حسنِ ظنّ سے کام لینے کو تیار ہیں اور نہ کسی کو اپنا سمجھ کر راضی ہیں، بلکہ بغض وحسد، عناد اور کینہ پروری کا مجسّمہ ہیں، کسی گرے کو سنبھالنے کے بجائے اسے مزید نیچے دھکیلنے کے درپے ہیں، اگر لوگ کسی کو عزّت و توقیر کی نظر سے دیکھیں تو یہ حضرات گھاگھ دشمن کی طرح اس پر حملہ آور ہونے کیلئے صرف موقع کی تلاش ہی میں نہیں رہیں گے، بلکہ اس کارِ خیر کیلئے گھناؤنی اور بھیانک تدبیریں بھی خوب خوب سوچیں گے اور یہ قطعاً نہیں سوچیں گے کہ اپنے بغض وعناد کی آگ بجھانے کیلئے ہم اپنے دین ومذہب کے خرمن کو بھی کس قدر نذرِ آتش کر رہے ہیں"۔

(تحقیقات، ص ۵۷)

ایک رضاخانی عبد مصطفیٰ محمد صابر اسمعیل رضوی رضاخانی اپنی کتاب جس پر نظر ثانی خلیفہ حضور گلزار ملت محبوب عالم مصباحی (ناظم دارالعلوم اہل سنّت فیضانِ رسول جھارکھنڈ) مفتی منظور احمد یار علوی (صدر دارالافتاء اہل سنّت برکاتیہ بمبئی) مفتی محمد شرف الدین (صدر المدرسین دارالعلوم قادریہ بنگال) نے کی وہ لکھتے ہیں:

"ہم نے ابھی بیان کیا کہ ہمارے اکابرین کے درمیان کئی اختلافات کے باوجود باہمی محبّت و عقیدت کا کیا عالم تھا، لیکن کیا آج کہیں اس کی مثال دکھائی دیتی ہے؟ جواب یہی ہے کہ بہت کم تقریباً نا کے برابر!!

ابھی تو المیہ یہ ہے:

(۱) اگر کسی سے اختلاف ہے تو اس کا بد مذہبوں کی طرح ردّ کیا جاتا ہے۔

(۲) ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ جسے ہم یہاں لکھنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔

(۳) انانیت اور ہٹ دھرمی تو پوچھئے مت! کچھ لوگوں کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

(۴) مخالف نے اگر دو کڑوی باتیں کہہ دیں تو ہم بھی اپنے نفس کو تکلیف نہیں دینا چاہتے بلکہ اس سے بھی زیادہ کڑواہٹ اگل دیتے ہیں۔

(۵) بائیکاٹ کا نام ہمیشہ منہ میں رہتا ہے، ضرورت ہو یا نہ ہو، لیکن یہ بائیکاٹ کا لفظ ضرور استعمال کیا جاتا ہے۔

(۶) مخالف کو ذلیل وخوار کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑنا چاہتے اور اگر غلطی سے چھوٹ جائے تو

پھر اس کو سود سمیت ادا کرتے ہیں۔

(۷) اختلاف تو تھا فروعی مسائل کا، مگر یہ کیا مخالف کی سنّیت اور ایمان پر ہی سوالیہ نشان لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(۸) اگر ایک مسئلہ پر کسی کا کسی سے اختلاف ہے تو وہ دونوں ایک اسٹیج پر جمع ہو ہی نہیں سکتے اگر دونوں کو جمع کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ ایک میان میں دو تلوار ڈالنے کے برابر ہے۔

(۹) اگر اختلاف دو بڑی ہستیوں کے درمیان ہے تو ان کے خلفاء و مریدین بھی اس میں بھر پور حصّہ لیتے ہیں۔

(۱۰) کسی کے بھی خلاف بات ہو جائے لیکن ہمارے شیخ ہمارے پیر اور حضرت کے موقف سے مخالفت نہیں ہونی چاہیئے۔

(۱۱) اس طرح کے اختلافی مسائل پر عوامی تقریر ہوتی ہے، جس سے لوگوں کو غلط پیغام ملتا ہے اور بعد میں لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے۔

(۱۲) جن کے مابین اختلاف ہے وہ تو ہے ہی، لیکن ان کے خلفاء محبّین و مریدین سرحد پر بمباری کرنے کا کام کررہے ہیں، جی ہاں! ایک بم دھماکہ اِدھر سے ہوتا ہے پھر دوسرا اُدھر سے۔

(۱۳) کئی لوگ اس سب سے پریشان ہو کر مذہب ہی سے بیزار ہو گئے ہیں۔

(۱۴) ایک چیز تو ہم بتانا ہی بھول گئے زبردستی یعنی ہم جبراً چاہتے ہیں کہ جو ہمارا موقف ہے وہی مخالف بھی اختیار کرے۔

(۱۵) اتحاد کی ضرورت تو محسوس کرتے ہیں کہ لیکن کام لڑوانے والا ہو رہا ہے۔

(۱۶) ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا تو بہت دور کی بات ہے، ہم ایک دوسرے کی شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

(اختلاف اختلاف اختلاف: ص ۱۶، ۱۷، ناشر عبد مصطفیٰ آفیشل)

تو جن لوگوں کے ہاتھوں ان کے اپنے اکابر و علماء کی عزّتیں محفوظ نہیں، بغض، کینہ پروری اور حسد کی آگ میں جل بھن کر باؤلے کتّے کی طرح انھیں کاٹ کھانے کو دوڑ رہے ہیں، وہ آج اگر متکلم اسلام زید مجدہم کی عزّت و ناموس پر ہاتھ ڈالنے کی ناکام کوشش کرلیں تو کوئی تعجّب کی بات نہیں، ان شاء اللہ ہمیشہ کی طرح منہ انہی کا کالا ہوگا کسی نے کیا خوب کہا کہ ؎

لوم الخفاش لایضرّ الشمس

و عوا الکلب لا یظلم البدر

چمگادڑوں کا ملامت کرنا سورج کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور کتّوں کا بھونکنا چاند کو بے نور نہیں کر دیتا۔

نوٹ: اس حوالے سے ''دست و گریباں'' کتاب کی حقانیت بھی ثابت ہوگئی، جس سے جان چھڑانے کیلئے رضاخانی یہ لایعنی تاویل کرتے ہیں کہ اس میں تو ہمارے ''فروعی اختلاف'' پیش کئے گئے ہیں جو صریح کذب بیانی ہے، بالفرض فروعی اختلاف ہو تب بھی ان اختلافات میں آپ ایک دوسرے کے گریبان نوچتے ہوئے نظر آرہے ہیں، ایک دوسرے کے پیچھے نماز تک پڑھنا گوارہ نہیں، شکل تک دیکھنا گوارہ نہیں اور لوگوں کو مذہب ہی سے بیزار کرنے لگ گئے ہو!!!!

رضاخانی کتاب رضاخانی فقیہ النفس کی عبارت کی روشنی میں:

رضاخانی نے اپنی کتاب میں جتنے حوالے پیش کئے وہ یا تو من گھرٹ ہیں یا غیر معتبر لوگوں کے ہیں یا اگر مستند لوگوں کے ہیں تو ہمیں قابل قبول نہیں، جیسا کے آگے آپ ملاحظہ کرلیں گے، لیکن خود اس رضاخانی کے فقیہ النفس کے ہاں بھی اس کی کتاب دریابرد کرنے کے لائق ہے وہ اس طرح کہ رضاخانی شریف الحق امجدی لکھتا ہے:

> ''مگر چوں کہ تکیوی صاحب (حضرت سید احمد شہیدؒ، از ناقل) کے سارے سوانح نگار غیر عادل ہیں، ان میں کوئی ثقہ نہیں اس لئے حکم کفر لگنے کیلئے جس درجے کا قطعی یقینی ثبوت ضروری ہے وہ ان کے بیانات سے حاصل نہیں ہوتا''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: ج ۲،ص ۲۷۴، ۲۷۵)

اب سوال یہ ہے کہ اس رضاخانی نے جتنے بھی حوالے پیش کئے کیا وہ سب اس کے نزدیک ''عادل و ثقہ'' ہیں؟ اگر ہاں تو صاف وضاحت کرے تا کہ یہ دیوبندی بریلوی جھگڑا ختم ہو اور ان حضرات کا بریلویت کے بارے میں کیا موقف ہے وہ ہم پیش کریں تا کہ ثقہ و عادل لوگوں کا یہ موقف رضاخانی بھی تسلیم کرکے دیوبندی بریلوی اختلاف ختم کرے اور اگر اس رضاخانی کے ہاں یہ لوگ غیر عادل وغیر ثقہ ہیں جیسا کہ ظاہر ہے تو کیا غیر ثقہ وغیر عادل کی گواہی کسی کے خلاف پیش کی جا سکتی ہے؟ اور اس کی بنیاد پر کسی پر کوئی الزام

لگایا جاسکتا ہے؟؟؟؟

پس اگر رضاخانی کی کتاب کا تفصیلی جواب نہ بھی دیا جائے تو یہ ایک فتویٰ ہی اس کی کتاب کو آگ لگانے اور دریابرد کرنے کیلئے کافی ہے۔

اگر رضاخانی کہے کہ میں نے یہ سارے حوالے آپ پر الزاماً پیش کئے ان میں سب لوگ نہیں، لیکن کچھ لوگ تو آپ کے ثقہ ہیں تو پہلے یہ تسلیم کرے کہ یہ الزامات اس کے مذہب و اصول کے مطابق ثابت نہیں اور اس کی یہ کتاب رضاخانی اصول کے مطابق ردّی کی ٹوکری میں جانے کے سوا کوئی فائدہ نہیں دیتی، باقی رہا ہمارا معاملہ تو اس اقرار کے بعد ہم اپنا موقف بھی پیش کردیں گے۔

رضاخانی کی طرف سے پیش بندی کی ناکام کوشش:

رضاخانی کو اپنے گھر کا گند خوب معلوم تھا اسے معلوم تھا کہ ذاتیات پر قلم اٹھانے پر میرے اصول سے میرے ہی بڑوں کا منہ کالا ہوگا اس لئے بطور پیش بندی کی ناکام کوشش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مولانا ساجد صاحب نے لکھا:

”عقل کے دشمنو! بالفرض یہ مان بھی لیں کہ دیوبندی آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں تو اس سے تمہارا مسلمان ہونا کیسے ثابت ہوگیا؟ مثلاً کوئی کہے کہ مولوی نقی علی خان نے فتویٰ دیا ہے کہ مولوی احمد رضاخان گستاخ ہے اور اس کے جواب میں کوئی کہے کہ زید نے فتویٰ دیا ہے کہ عمرو گستاخ ہے تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمرو کا گستاخ ہونا لازم آئے گا، مولوی احمد رضاخان پر جو فتویٰ لگا وہ تو اب بھی بعینہٖ جوں کا توں موجود ہے“۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۱۴)

حضرت علّامہ صاحب زید شرفہ نے جو کہا بالکل حق و سچ کہا اس لئے کہ اوّل تو وہ یہ بات گستاخی و کفر کے فتوؤں کے متعلق کررہے ہیں جن کی حساسیت بہت زیادہ ہے اور عام فتوؤں کی طرح اس کی نزاکت و باریکی اور اصول نہیں، جبکہ رضاخانی نے جو یہ کتاب لکھی یہ حضرت گھمن صاحب زید مجدہم کے کفر و گستاخی پر نہیں لکھی۔

دوسری بات یہ عبارت رضاخانیوں کے اس طرز پر لکھی گئی تھی کہ وہ اپنی گستاخیوں کا جواب دینے کے

بجائے علمائے دیوبند کا دست و گریبان دکھانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، حالانکہ انہوں نے اگر علمائے دیوبند کی عبارات دکھانی بھی تھیں تو اپنی ان عبارات کے جواب میں دکھاتے، مگر وہ اصل ہمارے اعتراض کو بالکل ترک کر کے ایک اور مستقل اعتراض کر رہے ہیں تو جواب تو نہ ہوا؟

جبکہ ہم جو الزامی جواب رضاخانی کتب سے پیش کریں گے وہ اپنی عبارتوں کے دفاع کے ضمن میں پیش کریں گے نہ کہ ان عبارات کو چھوڑ کر مستقل اعتراض کی صورت میں پیش کریں گے، مثلاً رضاخانیوں نے ایک اصول لکھا کہ کسی ثقہ کی عبارت تفرّد یا غلط فہمی پر مبنی ہو سکتی ہے، اب یہی ہم اپنے علماء کی بعض تحریروں کے جواب میں پیش کر دیں تو مولانا ساجد صاحب نے جو بات کہی ہے بتائیے اس کی خلاف ورزی کہاں ہوئی؟

لہٰذا مولانا صاحب کی عبارت بھی اپنی جگہ درست ہے اور ہمارا طرز بھی بالکل درست ہوگا، یہ رضاخانی کی کم عقلی ہے کہ وہ اس میں کوئی تضاد سمجھ رہا ہے!!

آگے جو علّامہ قادری صاحب زید مجدہم کی تین عبارات پیش کی وہ بھی اسی پر محمول ہیں اور اس کی ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ رضاخانی علمائے دیوبند کے ساتھ جھگڑا ہی ناموسِ رسالت ﷺ کا بتلاتے ہیں، عوام کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم تو بڑے عاشق رسول ﷺ ہیں اور علمائے دیوبند سب سے بڑے گستاخ، معاذ اللہ ان سے بھلا ہم کیسے اتحاد کر سکتے ہیں؟ تو اب یہ گستاخیاں تو تمہارے گھر میں تمہارے فتوؤں سے نکل آئی ہیں اب غیرت کرو اور علمائے دیوبند کی طرف آنے سے پہلے اپنے ان اکابر کو جہنم واصل کرو یہ تو کوئی بات نہیں کہ تم ہم پر کفر کے فتوے لگاؤ تو ہمیں مسلمان ماننے والا بھی کافر اور خود اپنے مولویوں پر کفر کے فتوے لگاؤ تو ان کی کوئی حیثیت نہیں، پس اسی طرح تم نے جو ہم پر فتوے لگائے ان کی بھی کوئی حیثیت نہیں لہٰذا ہماری عبارات کو ہاتھ مت لگاؤ!!

الزامی جوابات کی حیثیت رضاخانیوں کے ہاں:

اپنے علماء کا موقف تو ہم نے واضح کر دیا مگر کاش موصوف کو یاد ہوتا کہ خود ان کا طرز الزامی جوابات و حوالہ جات کے حوالے سے کیا ہے؟ چنانچہ موصوف اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:

"لیکن اعلیٰ حضرت کی یہ روشن کرامت ہے کہ احسان الٰہی ظہیر صاحب کے فرقہ غیر مقلد وہابی علماء بھی

مسئلہ تکفیرِ دیوبندیہ میں سیّدی اعلیٰ حضرت کی تصدیق کررہے ہیں''۔

(اہل سنّت کی حقانیت کا غیر مقلّدین سے ثبوت، ص ۲۹)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''اس طویل اقتباس میں غیر مقلد مولوی نے مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی عبارت کو ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہوئے ان کا شدید ردّ کیا ہے اور اس پر جو تبصرہ کیا ہے وہ بھی حقائق پر مبنی اور نہایت پرلطف ہے، یہی بات کل تک ہم اہل سنّت کہتے تھے اور بالآخر آج دیوبندیوں کے ''ہم مخرج'' بھائیوں کو بھی اس مسئلہ میں اہل سنت کی تائید کرنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا، یوں میرے امام، امام اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ......کی سچائی روزِ روشن کی طرح واضح ہوئی''۔

(اہل سنت کی حقانیت کا غیر مقلدین سے ثبوت، ص ۴۱)

ایک عرب نجدی عالم کا حوالہ دینے کے بعد لکھتے ہیں:

''تقی الدین صاحب کے اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک بھی قادیانی انکار ختم نبوت کے متعلق جماعت دیوبندیہ کے نقش قدم پر چلے ہیں اس مسئلہ پر ان کا موقف ایک ہے۔تحذیر الناس کی تردید پر مشتمل مندرجہ بالا تمام اقتباسات (جن میں مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کو منکر ختم نبوت کہا گیا ہے) اعلیٰ حضرت ......کی حقانیت کا ثبوت ہیں''۔

(اہل سنت کی حقانیت کا غیر مقلدین سے ثبوت، ص ۵۰)

بہرحال قصہ مختصر اس سے ہمارے پاس یہ اصول آیا کہ اگر دوسرے مخالف فریق کے گھر سے آپ کی کسی بات کی تصدیق ہو جائے تو یہ اس رضاخانی کے ہاں آپ کی اور آپ کے بڑوں کی کرامت وحقانیت کہلائے گی تو متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ پر کسی الزام کا جواب آپ ہی کے گھر سے واصول وکتب سے ہو جائے تو یہ تو حضرت متکلم اسلام (جو آپ کے نزدیک غوث، قطب وابدال ہیں) کی کرامت وحقانیت ہو گی لہذا اسے آپ کیسے ردّ کر سکتے ہیں؟؟

آپ کے حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں:

''مناظرہ میں نقض وارد کرنا، مقابل کو الزامی جواب دینا طریقہ انبیاء ہے''۔

(تفسیر نعیمی، ج ۱، ص ۴۸۶)

تو کیا آپ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے طریقہ کو ایک دیوبندی کی عبارت پر چھوڑ دیں گے؟ ہوسکتا ہے کہ موصوف جان چھڑانے کیلئے کہیں کہ مفتی صاحب تو میدان مناظرہ کی بات کررہے ہیں تو آپ کے سیالوی نے عبارات اکابر اور چشتی نے کشف القناع میں تصنیف وتالیف پر بھی مناظرے کے اصول منطبق کئے ہیں!!

آمدم برسرِ مطلب:

موصوف رضاخانی کی کتاب کا مکمل جواب جاننے سے پہلے ہم چند اصول وضروری امور کو مختلف ابواب کی صورت میں بیان کریں گے، کیونکہ انہی پر پوری کتاب کا جواب موقوف ہے، لہذا پہلے اس کو اچھی طرح سمجھ لیں اس کے بعد تفصیلی جواب میں ہم دوبارہ ان اصول وحوالہ جات کو نقل نہیں کریں گے اور صرف باب کی طرف اشارہ کردیں گے۔

باب اوّل

چند اہم اصول

اس باب میں شخصیات پر تنقید کے حوالے سے رضاخانی
کتب سے چند اہم اصول کو بیان کیا جائے گا!!!!

رضاخانی مفتی انس رضا لکھتے ہیں:

’’ایسا اکثر ہوجاتا ہے کہ بڑے بڑے علماء پر بھی تھوڑا بہت طعن ہو جاتا ہے‘‘۔

(حسام الحرمین اور مخالفین ص ۱۵۷)

لہذا اگر کسی دیوبندی نے حضرت امام الیاس گھمن صاحب زید مجدہم پر طعن کر بھی لیا تو یہ تو آپ کے اصول کے تحت ان کے ’’بڑے عالم‘‘ ہونے کی دلیل ہے، مزید لکھتا ہے:

’’دوسرا یہ کہ کوئی سنّی عالم دین کسی شخصیت پر حد سے تجاوز کرتے ہوئے معمولی سا طعن کر دے جیسے مذکورہ صورت میں بعض اہل سنّت علمائے کرام نے شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمہما اللہ پر طعن کیا ہے تو یہ ان کا اپنا ذاتی موقف ہوگا، ان کے ذاتی موقف کو تمام اہل سنت کے کھاتے میں ڈال دینا مناسب نہیں‘‘۔

(حسام الحرمین اور مخالفین، ص ۱۶۰)

تو اگر کسی دیوبندی عالم نے بشرطیکہ وہ اکابر دیوبند میں سے ہو حضرت گھمن صاحب زید مجدہم یا کسی بھی دیوبندی عالم پر کوئی طعن اعتراض کر لیا تو وہ ان کا ذاتی موقف ہوگا اسے تمام اہل سنت دیوبند کے کھاتے میں ڈالنا مناسب نہیں!!

شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

’’رہے مولانا حشمت علی تو وہ علمی اور عملی خدمات کے اعتبار سے صف اوّل کے علماء میں سے نہیں تھے، سیاسی نظریات میں ان کی سوچ منفرد اور علاحدہ مزاج تھا، سیاسی خیالات میں جمہور علماء اہل سنت نے ان کی کبھی تائید نہیں کی اس لئے ان کے اقوال جو جمہور اہل سنت پر حجّت قرار نہیں دیا جاسکتا‘‘۔

(مقالات سعیدی، ص ۴۶۸)

یہ حشمت علی رضوی رضاخانیوں کے ہاں کوئی معمولی عالم نہیں، مظہر اعلیٰ حضرت ہے تو اگر اس کے کفر کے فتوے اس کے ذاتی موقف ہو سکتے ہیں اور جمہور رضاخانیوں پر حجّت نہیں تو رضاخانی نے جن علمائے دیوبند کے حوالے دیے ان میں سے کوئی بھی صف اوّل کے اکابر کا مظہر نہیں اور نہ وہ فتوے کسی عقیدے

کی بنیاد پر ہیں تو وہ تحریرات ان کے ذاتی تفردات کیوں نہیں ہو سکتے؟

رضاخانی غلام نصیر الدین سیالوی لکھتا ہے:

''یہ بھی ممکن ہے کہ اصل واقعہ اور ہو اور ناقلین کو سہو ہو گیا ہو، کیونکہ جس طرح حدیث کے راوی ثقہ ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات باوجود صحت سند کے حدیث کو ضعیف قرار دے دیا جاتا ہے...... اس حدیث کو باوجود راویوں کے ثقہ ہونے کے موضوع قرار دیا گیا ہے تو اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اس واقعہ کے راوی ثقہ ہوں لیکن واقعہ صحیح نہ ہو''۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، حصہ اوّل، ص ۳۹۲)

پس اگر کسی نے حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہم کے خلاف کوئی بات نقل کی یا کوئی واقعہ یا کوئی عیب طعن وغیرہ بیان کیا درآنحالیکہ وہ ثقہ ہو تو باوجود ثقہ ہونے کے اس کی بات کا درست ہونا ضروری نہیں اس کو اچھی طرح سمجھ لیں، اسی ایک اصول سے الحمدللہ تمام کتاب کا جواب ہو جائے گا!!

ماقبل میں آپ نے مولانا معین الدین اجمیری کے تاثرات خان صاحب بریلوی کے بارے میں پڑھ لیے کہ جھوٹا، خائن، بہتان طراز، حق پوشی کرنے والا، مکفر المسلمین، مغالطہ دینے والا غرض کیا کچھ ہے جو انہوں نے خان صاحب کے بارے میں نہیں کہا مگر رضاخانی ضیغم اہلسنت لکھتا ہے:

''اسی طرح مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۸۰ پر مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کتاب تجلیات المعین، ص ۳۹ سے بھی ماسٹروی اور اس کی قوم کیلئے سودمند نہیں، کیونکہ لاعلمی و بے خبری کے اس بیان کے بعد مولانا سے سیدنا حجۃ الاسلام خلف اکبر اعلیٰ حضرت...... کی مصالحت ہو گئی تھی''۔

(محاسبہ دیوبندیت، ج ۲، ص ۴۹)

ایک طرف شمس العلماء دوسری طرف اعلیٰ حضرت اگر یہ ''لاعلمی'' میں اتنا کچھ کہہ سکتے ہیں تو ہم بھی کہتے ہیں کہ مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور دیوبندی عالم کی جو رائے ہے وہ سب لاعلمی، غلط فہمی کی بنیاد پر ہے!!

رضاخانی اشرف العلماء حجۃ الاسلام وغزالی اشرف سیالوی کہتا ہے:

''ہر ایک کے کچھ تفردات ہوتے ہیں وہ متبحر عالم ہیں اختلاف رائے ہوتا رہتا ہے''۔

(مجلّہ حجّت الاسلام: ص ۱۲۱)

توہم بھی کہتے ہیں کہ متکلم اسلام صاحب زیدمجدہم کے خلاف اگرکسی نے لکھا تو وہ اس کا اپنا تفرد ہے بشرطیکہ لکھنے والا کوئی چنڈوخان نہ ہو۔

ایک رضاخانی لکھتا ہے:

''ہمارے لئے صرف وہ دلائل حجت بن سکتے ہیں جوان اکابرین اہل سنت و جماعت کے نوک قلم کا نتیجہ ہوں جن سے اہل سنت و جماعت کا تشخص قائم ہے''۔

(کشف القناع،ص ۲۰۵)

تواب رضاخانی بھی جوحوالہ پیش کرے اس سے ہم کہیں گے کہ پہلے ثابت کرکہ اس آدمی سے ہمارے مسلک کا تشخص قائم ہے اور یہ بات اس سے مستند ذرائع سے ثابت ہے۔

اہل السنۃ کی طرف سے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تائید میں کہ وہ ہر مسئلہ کو شرعی نقطہ نظر سے دیکھتے تھے رضاخانی شیخ الاسلام فیض احمد گولڑوی کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے تو اس کے جواب میں یہی رضاخانی لکھتا ہے:

''فیض احمد گولڑوی صاحب کا تھانوی صاحب کے متعلق یہ تاثر ان سنی سنائی باتوں پر مبنی ہے جوکہ دیوبندی عقیدت مندوں نے ان کیلئے مشہور کررکھی تھی اوران افسانوں کو فیض احمد گولڑوی صاحب بوجہ سادہ دلی حقیقت سمجھا''۔

(کشف القناع،ص ۲۰۰)

اب رضاخانیوں کے نزدیک معاذ اللہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ قطعی کافر ہیں،جوان کے کفرووہابیت میں شک کرے وہ بھی کافر تو جب ایسے قطعی کافر کیلئے بھی معاذ اللہ سادہ دلی اور دیوبندیوں کی سنی سنائی باتوں پر اعتماد کیا جاسکتا ہے تو ہم بھی اس کے جواب میں کہیں گے کہ حضرت متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہم کے خلاف بالفرض کسی ثقہ اہل سنت عالم دین کا کوئی قول مل بھی جائے تو وہ کسی رضاخانی جیسے بے دین کا گھڑا ہوا افسانہ ہے جسے یہ علماء اپنی سادہ دلی کی وجہ سے حقیقت سمجھ بیٹھے!!!!

علّامہ ساجد صاحب کی طرف سے رضاخانیوں کے خلاف امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوردارالعلوم دیوبند کے فتاوی پیش کئے گئے تھے جس کے جواب میں یہی رضاخانی لکھتا ہے:

''دیوبندی موصوف کا دعویٰ اکابرین دیوبند کے فتوؤں کا ہے،مگر دیوبندی موصوف اس معاملہ میں

دورحاضر وماضی قریب کے دیوبندی مولویوں کوگھسیٹ لائے‘‘۔

(کشف القناع ص ۲۶۹)

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ جیسی مرکزی شخصیت اور دارالعلوم دیوبند جیسا مرکز بھی رضاخانیوں کے نزدیک ہمارے’’اکابر‘‘ میں شمار نہیں ہوتے بلکہ یہ تو دورحاضر و ماضی قریب کے بس’’مولوی‘‘ ہیں اور ان کی رائے سے رضاخانی بھی مطمئن نہیں نہ ان کی رائے کو مسلک دیوبند کا موقف رضاخانی تسلیم کرنے کو تیار ہیں ،لہذا اس اصول سے محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مولانا ابو بکر غازی پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بقول آپ کے ہمارے اکابر میں سے نہیں، بلکہ ماضی قریب کے’’مولویوں‘‘ میں ان کا شمار ہوتا ہے اب خود بریلوی جواب دیں کہ مسلک کے اکابر کے علاوہ لوگوں کے حوالے و اقوال کو آپ حجت تسلیم کرتے ہیں؟ بلکہ آپ لوگوں نے تو اکابرین میں بھی’’تشخص‘‘ کا پیوند لگا دیا ہے۔

اگر ہمارے قارئین ان قیمتی اصولوں کو ذہن نشین کرلیں تو ان شاءاللہ آگے آنے والے تمام اعتراضات کے مستقل جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں سب کا جواب ان اصولوں میں موجود ہے،لہذا آگے جب ہم مستقل تفصیل سے ہر اعتراض کا جواب دیں گے تو ان کا پہلا اصولی جواب یہی اصول تسلیم کریں خواہ ہم نے جواب میں وہاں ان اصولوں کونقل کیا ہو یا نہ!!!!

بابِ دوّم

ہم عصر کی جرح کا حکم

اس باب میں اس اصول کی وضاحت ہے کہ کیا ہمعصر
کی جرح قابل قبول ہوتی ہے یا نہیں؟؟

اگرچہ اس پر کتاب کے شروع میں بھی جامع بیان العلم وفضلہ کتاب کے حوالے سے اشارۃً گفتگو ہو چکی ہے لیکن یہاں ہم مزید تفصیل نقل کر دیتے ہیں، اس پر علّامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے پورا باب الرفع والتکمیل میں قائم کیا ہے اور بتلایا ہے کہ ہم عصر کی جرح قابل قبول نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات بشری تقاضوں کے پیش نظر حسد کی وجہ سے یا کسی حاسد کی طرف سے غلط معلومات فراہم کرنے کی وجہ سے دل میں میل آجاتا ہے اور اس بنیاد پر جرح صادر ہو جاتی ہے، حالانکہ جس پر جرح کی گئی ہو وہ بیچارہ ان عیوب سے پاک وصاف ہوتا ہے ثقہ آدمی ہوتا ہے۔

خلاصہ مندرجہ ذیل عبارت کا یہ ہے کہ بعض محدثین کی جرح جو ایک دوسرے پر کی اس کو نقل کر کے کہتے ہیں کہ اس جرح کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ یہ آپس میں ہم عصر تھے اور ہم عصر آپس میں جو ایک دوسرے پر جرح کرتے ہیں یا تنقید کرتے ہیں اس پر توجہ نہ کی جائے اور اس سے صرفِ نظر کی جائے، الّا یہ کہ وہ جرح کسی مضبوط دلیل کی بنیاد پر ہو۔

وَمِنْ ثَمَّ قَالُوْا لَا يُقْبَلُ جَرْحُ المُعَاصِرِ على المعاصر أَي اذا كَانَ بِلَا حجَّةٍ لَانَّ المُعاصَرَةَ تُفْضِي غَالِباً اِلَى الْمُنَافَرَةِ......

قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي سِيَرِ اَعْلَامِ النُّبَلَاءِ فِي تَرْجَمَةِ السَّمِيْنِ الْمُفَسِّرِ ابي عبدِ الله مُحَمَّدِ بْنِ حَاتِمٍ الْبَغْدَادِيّ الْمُتوفّى فِي اٰخِرِ سَنَةِ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ ومِئَتَيْنِ وَثَّقَه ابْنُ عدي وَالدَّارَقُطْنِيّ وَذكره أَبُو حَفْص الفلاس فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ قلتُ هَذَا من كَلَام الاَقْرَانِ الَّذي لَا يُسْمع فَإِنَّ الرَّجُلَ ثَبَةٌ حُجَّةٌ قَالَ الذَّهَبِيّ فِي تَرْجَمَة ابي بكر بن ابي دَاوٗد السجسْتاني المتوفي سنةَ سِتَّ عَشْرَةَ وَثَلَاثِ مئةٍ من كِتَابه تذكرةِ الْحفاظ بعد مَا ذَكَرَ تَوْثِيْقَهُ عَن جَمْعٍ من الثِّقَات وَعَن ابْن صاعد وَغَيرِه تَضْعِيْفَه قلتُ لَا يَنْبَغِي سَماعَ قَولِ ابْن صاعد فِيهِ كَمَا لم يَقْدَحْ تَكْذِيْبُهُ لِابْنِ صاعد وَكَذَا لَا يُسْمَعُ كَلَامُ ابْن جرير فِيهِ فان هولاء بَينهم عَدَاوَة'' بينه فَقِفْ فِي كَلَام الاقران بَعضِهم فِي بعض وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي تَرْجَمَة عَفَّان الصفار من مِيزَانه كَلَامُ النظراءِ والاقران يَنْبَغِي اَنْ يُتَأَمَّلَ ويُتَأَنّى فِيهِ انْتهى

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة ابي الزِّنَاد عبد الله بن ذكْوَان قَالَ ربيعَةُ فِيهِ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا رضَا قلتُ لَا

يُسمع قَولُ ربيعةَ فِيهِ فانّه كَانَ بَينهمَا عَدَاوَة'' ظَاهِرَة انتهى

(الرفع والتكميل: ص ۴۱۸،۴۱۷)

اس پر مزید ایک حوالہ ملاحظہ ہو کہ امام ابونعیم وابوعبداللہ ابن مندہ دونوں اپنے وقت کے بزرگ و امام تھے اور ہم عصر تھے۔امام ابونعیم کی جرح ابن مندہ پر امام ذہبی نقل کر کے فرماتے ہیں کہ جس طرح آپ کے متعلق ابن مندہ کی جرح کی طرف ہم نے توجہ نہیں کی اسی طرح آپ کی جرح کی بھی ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں مزید فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مندہ کی طرف سے ابونعیم پر شدید قسم کی جرح (اہل علم کیلئے اس جرح کا ادنیٰ نمونہ خود عبارت میں موجود ہے) دیکھی ہے، جسے میں بیان کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتا حقیقت یہ ہے کہ دونوں ہی فی نفسہ صدوق اور نیک بزرگ تھے جو کچھ انہوں نے ایک دوسرے کے متعلق کہا وہ وہی معاصرانہ چپقلش وعداوت تھی۔

قُلْتُ: لاَ نعبأُ بِقَولكَ فِي خَصمكَ للعدواةِ السَّائِرَة، كَمَا لاَ نَسْمَعُ أَيْضاً قَوْله فيك، فَلَقَدْ رَأَيْتُ لاِبْنِ مَنْدَة حَطّاً مُقذِعاً عَلَى أَبِي نُعَيْمٍ وَتَبْدِيْعاً، وَمَا لاَ أُحِبُّ ذِكرَهُ، وَكُلٌّ مِنْهُمَا فَصدوقٌ فِي نَفْسِهِ، غَيْرُ مُتَّهَمٍ فِي نَقلِهِ بِحمدِ الله.

(سیر اعلام النبلاء، ج۶ص ۲۵)

اسی طرح علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہونے والی جروحات کے مختلف جوابات دیتے ہوئے ایک جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ ان میں سے بعض جروحات ہم عصروں کی طرف سے ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں اس پر متفق ہیں کہ ہم عصر کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں، الّا یہ کہ واضح برہان کے ساتھ ہو، کیونکہ حسد سے کوئی انسان بھی خالی نہیں اور اگر ہم ہم عصر کی جرح کو قبول کرنے لگ جائیں تو پھر تو سوائے نبیین وصدیقین کے کسی کی عزت وآبرو محفوظ نہ رہے گی۔

اسی طرح امام تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ گزرے ہوئے زمانوں کے ائمہ کے ساتھ ادب والا معاملہ رکھو اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ کہا اس کی یا تو کوئی بہترین توجیہ وتاویل کرلو یا پھر اس سے صرفِ نظر کرو۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو الخیرات الحسان: ص ۱۴۲، ۱۴۳، الفصل التاسع والثلاثون)

ہم عصر کی جرح قابل قبول ہی نہیں، رضاخانی فاضل جلیل:

اسی طرح رضاخانی مؤلف کے ''ہم مخرج'' (یہ اصطلاح بھی اسی کی ہے) ''فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا تیمور رانا رضوی حفظہ اللہ''۔ (قہر خداوندی، ج ا، ص ۵۱، مجدد الف ثانی دار الاشاعت ممبئی)

اپنی فیس بک آئی Taimoor Rana پر ٦/ جولائی ۲۰۲۰ء کو پوسٹ کرتے ہیں:

''معاصرانہ چپقلش حجت نہیں...... اور صحابہ سے لیکر اب تک ہر دور میں علماء پہ جرح ہوئی ہے اس لئے امام ذہبی وابن حجر نے مرقوم کیا ہے کہ علماء کا تبصرہ علماء کے حق میں قبول نہیں...... اس لئے جو لنڈے کے محقق اچھل کود کر رہے ہیں وہ اپنی ماضی کی تقاریر دیکھ لیں آئینہ سامنے آجائے گا''

تو لو جی بات ہی ختم!!! میثم نے کتاب میں جتنے دیوبندی علماء کے نام نہاد حوالے پیش کئے وہ سب ہم عصر ہیں ان کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں نہ وہ حجت ہے اور اس کو لیکر اچھل کود کرنے والا رضاخانی مولف اپنے فاضل جلیل کی نگاہ میں ''لنڈے کا محقق'' ہے۔ ویسے لقب خوب دیا!!

رضاخانی مولوی محمود احمد رضوی لکھتا ہے:

''علماء میں معاصرانہ نوک جھونک ہوا کرتی ہے''۔

(سیدی ابو البرکات، ص ۱۱۲، شعبۂ تبلیغ دار العلوم حزب الاحناف لاہور)

رضاخانی خوش نہ ہوں:

اس موقع پر رضاخانی خوشی سے نہیں پھولتے کہ ہمارے علماء کے جو اختلاف ہیں پھر وہ بھی معاصرانہ چپقلش ہے، حالانکہ اسے معاصرانہ چپقلش کہنا غلط ہے، اس لئے کہ اوّل تو آپ کے مولویوں کا آپس میں اختلاف عقائد اور ناموس رسالت ﷺ کا ہے جو اپنی حساسیت کی وجہ سے عام اختلاف سے ہٹ کر ہے۔

ثانیاً معاصرانہ چپقلش اگر بغیر دلیل کے ہو تو قابل ردّ ہے اگر دلیل کے ساتھ ہو تو اسے قبول کیا جائے گا جیسا کہ خود اس رضاخانی نے بھی اپنی اس کتاب کے ص (۱۸۵) پر اسے قبول کیا اور اس پر باحوالہ کلام کیا، تو آپ کے مولویوں کا آپس میں اختلاف دلائل کی بنیاد پر ہے ایک نے کتاب لکھی اس میں ایک

موقف پیش کیا اور دوسرے موقف کو کفر گستاخی گمراہی قرار دے کر رد کیا، جبکہ دوسرے نے اس کے خلاف موقف پیش کر کے اس کو اپنی دانست میں ثابت کیا اور فریق مخالف کے موقف کو گستاخی و گمراہی قرار دیا۔ اشرف سیالوی اور ڈاکٹر جلالی کے رضاخانیت کے ساتھ اختلافات اس کا بین ثبوت ہیں، لہذا محض معاصرانہ چپقلش قرار دے کر جان نہیں چھڑائی جا سکتی ہے۔

اس موقع پر میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ معاصرانہ چپقلش کا خیال انہیں حضرت شاہ اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے وقت یاد کیوں نہیں آتا؟ اس وقت تو مولوی رشید الدّین و منور الدّین اور دیگر کے اختلاف کو رضاخانی ''حق و باطل'' کا معیار قرار دے دیتے ہیں اور جب اپنی گردن پھنس جاتی ہے تو معاصرانہ چپقلش؟؟؟؟

اگر معاصرانہ چپقلش قبول ہے تو شاہ اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ یا علمائے دیوبند کے خلاف جنہوں نے لکھا اسے بھی آگ لگاؤ، ورنہ جو جواب اس کا دو وہی ہماری طرف سے اس باب میں اپنے لئے قبول کرلو۔

حقیقت یہ ہے کہ کتاب میں اور فیس بک میں تو تم جو چاہو لکھ لو کون زبان روکنے والا ہے؟ کاش ایک دفعہ ہمارے علماء کے ساتھ میدان مناظرہ میں بیٹھو تو تمہیں اندازہ ہو اور تمہیں تمہاری تاویلات کی حقیقت کا پتہ چلے اور حقیقت میں تمہیں پتہ بھی ہے اس لئے زہر کا ڈرم تو پی سکتے ہو میدانِ مناظرہ میں نہیں بیٹھ سکتے !!!!

بابِ سوّم

کیا مولانا گھمن صاحب زید مجدہم کے خلاف شرعی شہادتیں پیش کی گئیں؟؟

اس باب میں اس بات کو بیان کیا جائے گا کہ کیا رضاخانی نے متکلمِ اسلام صاحب کے خلاف جو الزامات لگائے اس پر شرعی شہادتیں پیش کی ہیں؟؟

رضاخانی نے متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہم پر معاذ اللہ مالی بدعنوانی، دھوکا فراڈ، بدکرداری جیسے گھناؤنے الزامات لگائے یہ الزامات تبھی قابل تسلیم ہوں گے جب شرعی شہادت ان کیلئے پیش کی جائے، مگر اس کیلئے جو جعلی ثبوت پیش کئے وہ یا تو ٹیلی فون ریکارڈنگز ہیں، یا اخباری رپورٹس و کالمز ہیں، یا خط ہیں یا غیر معتبر لوگوں کے خطوط ومضامین ہیں یا بعض دیوبندی علماء کی طرف منسوب تحاریر ہیں اب ایسے ثبوتوں کے بارے میں رضاخانی مذہب کا اصول کیا ہے؟ ملاحظہ ہو:

''اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ کسی شہر میں خط، تار، اخبار، ٹیلیفون، ٹیلیویژن اور ریڈیو کے ذریعے کتنی ہی اطلاعات واعلانات ہوں ان سے قطعاً چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا اور ان کی بنا پر روزہ چھوڑنا اور عید منانا تو درکنار ان سے روزہ رکھنا بھی لازم و جائز نہیں، اس لئے کہ یہ نہ شہادت ہے نہ خبر مستفیض، کیونکہ شہادت میں گواہوں کا روبرو ہونا ضروری ہے اور خبر مستفیض میں متعدد جماعتوں کا آنا لازم ہے اور یہ اطلاعات واعلانات محض ہوائی و کاغذی ہیں جن کے ساتھ کوئی ایک فرد بھی نہیں پہنچتا بلکہ سب کچھ پسِ پردہ ہوتا ہے لہذا ایسی اطلاعات واعلانات سے روزہ یا عید کا اثبات کرنا اور انہیں خبر مستفیض یا تواتر شرعی قرار دینا صحیح نہ ہوگا''۔

(براہین صادق، ص ۲۸۱)

لہذا جہاں اس رضاخانی نے خطوط یا ٹیلی فون کالز پیش کئے اس کا جواب تو یہیں سے ہوگیا کہ وہ سب کالعدم اور لائق ردّ ہے کہ شرعی شہادت نہیں۔ اب رہی علماء کی بات تو اس کیلئے بھی گھر کا حوالہ ملاحظہ ہو رضاخانی فقیہ النفس لکھتا ہے:

''مگر چوں کہ تکیوی صاحب (حضرت سید احمد شہید، از ناقل) کے سارے سوانح نگار غیر عادل ہیں ان میں کوئی ثقہ نہیں اس لئے حکمِ کفر لگنے کیلئے جس درجے کا قطعی یقینی ثبوت ضروری ہے وہ ان کے بیانات سے حاصل نہیں ہوتا''۔

(فتاویٰ شارح بخاری، ج ۲، ص ۲۷۴، ۲۷۵)

پس اگر کسی دیوبندی عالم کا کوئی حوالہ متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہم کے خلاف تم پیش کرتے ہو تو اوّل تو اس دیوبندی عالم کو عادل وثقہ مانو تا کہ ہم اس کے خیالات بابت رضاخانیت بھی

پیش کریں اور اگر ثقہ وعادل نہیں تو اس کا حوالہ خود بخود کالعدم!!!!

اگر تم کہو کہ چلو ہم تو اس کی اس بات و الزام کو نہیں مانتے کہ ہمارے نزدیک عادل وثقہ نہیں لہذا شہادت شرعی نہیں، مگر تمہارے نزدیک کیا حیثیت ہے؟ تو ہم جواب دیں گے کہ پہلے دوٹوک الفاظ میں لکھو کہ تمہارے نزدیک اس کے الزامات کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ عادل وثقہ نہیں اس کے بعد ان شاءاللہ ہم اپنی رائے سے بھی آگاہ کردیں گے!!!!

باب چہارم

کیا مولانا گھمن صاحب زید مجدہم واحد شخص ہیں جن پر اعتراضات ہوئے؟؟

اس باب میں اس بات کو بیان کیا جائے گا کہ اسلام کی تاریخ میں حضرت متکلمِ اسلام وہ پہلی مظلوم شخصیت نہیں جن پر بے جا اعتراضات ہوئے!!!!

یہ باب بندے نے خصوصاً اپنے احباب اور ضمناً رضاخانیوں کیلئے قائم کیا ہے، ہمارے بعض احباب جو پروپیگنڈے سے متاثر ہیں اُن کے دل میں یقیناً یہ بات آرہی ہوگی کہ آخر اپنے لوگوں نے حضرت متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہم پر اعتراضات کیوں کیئے؟ تو دراصل یہ اشکال اسلامی تاریخ اور باطل کے خلاف کام کرنے والوں کی تاریخ کا مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے ہے، اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو کئی ایسی بڑی بڑی شخصیات کا نام ملے گا جن پر ایسے ایسے اعتراضات اسی دور کے ثقہ مستند علماء نے کیئے ہیں جن کا عشر عشیر بھی متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہم پر نہیں ہوا۔

ہم یہاں اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بدعتی کہنا:

عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ شام گیا اور امام اوزاعی سے بیروت میں ملا تو انہوں نے مجھے فرمایا اے خراسانی! یہ کوفہ میں کون بدعتی آیا ہوا ہے، جسے ابوحنیفہ کہا جاتا ہے؟ میں نے کوئی جواب نہ دیا اور گھر کی طرف لوٹ آیا۔ امام ابوحنیفہ کی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور امام صاحب کے بیان کردہ سب سے عمدہ مسائل میں سے چند مسائل کا انتخاب کیا، تین دن تک اسی تگ و دو میں رہا، اس کے بعد امام اوزاعی سے پھر ملنے گیا وہ ان دنوں موذن و امام تھے مسائل امام ابی حنیفہ پر مشتمل کتاب میرے ہاتھ میں تھی، اس کو دیکھ کر فرمایا اس کتاب میں کیا ہے؟ میں نے وہ کتاب ان کے آگے بڑھائی، انہوں نے اس میں سے چند مسائل دیکھے اذان کے بعد بھی کچھ دیر تک اس کو پڑھتے رہے اس کے بعد کتاب کو جیب میں رکھا لوگوں کو نماز پڑھائی پھر نماز کے بعد دوبارہ کتاب نکالی، یہاں تک کہ پوری پڑھ لی، پھر مجھ سے کہا: ''اے خراسانی! یہ نعمان بن ثابت کون ہیں؟ جس سے تو عراق میں ملا؟ اس کے پاس جا اور ان سے خوب استفادہ کر''، میں نے کہا یہ وہی ابوحنیفہ ہیں جن کے پاس جانے سے آپ نے مجھے منع کیا ہوا تھا۔

پھر جب امام اوزاعی و امام ابوحنیفہ مکّہ میں ملے تو ان سے امام اوزاعی نے کچھ مسائل میں گفتگو کی تو انہوں نے ان مسائل سے بھی زیادہ مسائل ان کے سامنے بیان کیئے جو امام عبداللہ ابن مبارک نے بیان کیئے تھے جب امام اوزاعی ان سے جدا ہوئے تو امام عبداللہ بن مبارک کو فرمایا کہ یہ شخص

اپنے علم وکمالِ عقل سے مجھ پر غالب آگیا میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں اس کے بارے میں میں غلط فہمی میں مبتلا تھا اس کی مجلس کو لازم پکڑ، بلا شبہ ان کے بارے میں مجھے غلط خبریں پہنچی تھیں۔

(تبييض الصحيفة: ص ١٦٥)

اب دیکھیں امام اوزاعی جیسا محدث بھی امام ابوحنیفہ جیسے جلیل القدر فقیہ کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ناراضگی:

محمد بن یحیی الذہلی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں اپنے وقت کے امیر المومنین فی الحدیث تھے۔جن کے بارے میں امام حاتم کہتے ہیں امام اھل زمانہ۔

امام بخاری جب نیشاپور آئے تو محدث محمد بن یحیی الذہیلی نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اس آدمی کی مجلس میں جایا کرو نیک آدمی ہے تو لوگوں نے حضرت امام بخاری کی مجلس میں جانا شروع کر دیا اور ان سے احادیث لینے لگے یہاں تک کہ محمد بن یحیی کے حلقہ درس پر اس کا اثر ہونے لگا (یعنی ان کا حلقہ درس کم ہو گیا) جسکی وجہ سے محمد بن یحیی کو ان سے ایک طرح کا حسد ہو گیا اور لوگوں کو ان کی مجلس میں جانے سے منع کر دیا۔

(تاریخ بغداد: ج ٢،ص ٢٩، النجم المھتدی، ج ا،ص ١١٩)

آپس کی یہ چپقلش اس حد تک بڑھی کہ امام بخاری پر فساد عقیدہ تک کا الزام لگا دیا گیا اور محدث محمد بن یحیی کو جب یہ بتلایا گیا کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک شخص امام مسلم اب تک امام بخاری کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو سختی سے اپنی مجلس میں اعلان کروا دیا کہ جو امام بخاری کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو اس کیلئے ہر گز جائز نہیں کہ ہماری مجلس میں آئے۔امام مسلم نے جب یہ سنا تو اپنی چادر اپنے سر پر رکھتے ہوئے مجلس سے اٹھے اور گھر جا کر جو کچھ ان سے احادیث لی تھیں اور قلم بند کی تھیں وہ ایک اونٹ پر لاد کر ان کو واپس کر دیں۔

(تاریخ بغداد: ج ٣،ص ١٠٦)

یہ معاملہ اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ امام بخاری کو نیشاپور چھوڑ کر بخارا جانا پڑا۔

(تاریخ بغداد بحوالہ نجم المھتدی، ج ا،ص ١٢٠)

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ولی کامل پر کفر کا فتویٰ لگانا:

شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے کون واقف نہیں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی ولایت و دفاع میں پوری کتاب لکھی ہے۔ان پر کفر کا فتوی ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لگایا اور پوری ایک کتاب ''الردّ علی القائلین بوحدۃ الوجود'' لکھی۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محی الدین ابن العربی کے متعلق اپنے استاذ امام سراج الدین بلقینی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

وقد كنت سالت شيخنا الامام سراج الدين البلقيني عن ابن العربي فبادر الجواب بانه كافر،

(لسان المیزان، ج ۴ ص ۴۱۸)

منصور بن حلّاج رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کا فتویٰ:

علّامہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور صوفی حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کا فتویٰ لگایا ملاحظہ ہو:

المقتول على الزندقة، ماروى ولله الحمد شيئاً من العلم، وكانت له بداية جيّدة و تألّه و تصوّف، ثم انسلخ من الدين، وتعلم السحر وأراهم المخاريق، أباح العلماء دمه فقتل سنة احدى عشرة و ثلاثمائة

(میزان الاعتدال: ج ۱ ص ۵۴۸)

رضا خانی شریف الحق امجدی کہتا ہے:

''علمائے ظاہر جو حضرت حسین بن منصور کی حقیقت سے واقف نہیں تھے انہوں نے یہی سمجھا کہ یہ فرقہ باطنیہ کا کوئی داعی ہے اس لئے ان کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا اس وقت سیدۃ الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے انہوں نے اس فتوے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا، مگر جب یہ عرض کیا گیا کہ اگر منصور کو چھوڑ دیا گیا تو فرقہ باطنیہ کو تقویت ہوگی اور دین میں رخنہ پیدا ہو جائے گا تو انہوں نے جامہ فقراء اتار کر علماء کا لباس زیب تن فرمایا اور اس فتویٰ پر دستخط فرمائی جہاں تک ظاہر کا تعلق ہے، حضرت حسین بن منصور کا کفر ثابت ہے، اسی وجہ سے بعد کے بھی بہت سے علماء نے ان کو کافر ہی مانا

یہاں تک کہ خاتم الحفاظ علاّمہ جلال الدین سیوطی کا بھی رجحان یہی ہے“۔

(فتاویٰ شارح بخاری: ج ۲،ص ۱۳۹)

علمائے دیوبند کو معاذ اللہ اولیائے اللہ کا گستاخ کہنے والے یہاں غور کریں کہ معاذ اللہ ان کے ہاں حضرت جنید بغدادی ظاہر میں کافر تھے اور چونکہ رضا خانی بھی علمائے ظواہر میں سے ہیں اور ظاہر ہی کے مکلف ہیں تو وہ آج بھی حضرت منصور حلاّج رحمۃ اللہ علیہ کو کافر ہی مانیں۔ ثانیاً یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ بعض اوقات ظاہر کی غلط فہمی کی وجہ سے کسی کو کافر بھی کہا جاسکتا ہے تو مگر اس کا اعتبار نہیں اعتبار تو باطن کا ہے تو متکلم اسلام صاحب زید مجدہم کے بارے میں بھی بالفرض وہ خرافات ثابت ہوجائیں جو رضا خانی کہہ رہا ہے تو سب ظاہر ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں !!!!

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وسخاوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے کو کیا کچھ کہہ گئے؟:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الفارق بین المصنف والسارق“ میں لکھا ہے:

کہ جب ہم عصر علماء کرام امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے علمی سرقہ کرنے لگے، تو امام سخاوی کے مکّہ مکرمہ میں موجود ہونے کے وقت یہ اطلاع دی گئی کہ فلاں عالم آپ کی کتاب سے استفادہ تو کرتا ہے لیکن آپ کی طرف اس کی نسبت نہیں کرتا تو بس پھر کیا تھا، امام سخاوی اس پر شدید غضبناک ہوئے اور اس کو اس بات سے ڈرایا اور دھمکایا کہ اگر وہ ان کی لکھی ہوئی باتوں کو نقل کرنے کے بعد اپنی طرف نسبت کرنے کی بجائے ان کی طرف نسبت نہیں کرے گا، تو اس کو برا بھلا گالی گلوچ لکھ بھیجوں گا، حتی کہ مخبر کو بھی سخت الفاظ کا سامنا کرنا پڑا۔

پھر اس واقعے کو نقل کرنے کے بعد امام سیوطیؒ نے اپنا اور سخاوی کا کچھ یوں حال بیان کیا:

اس مذکورہ واقعے سے عجیب وغریب واقعہ جو میرے ساتھ پیش آیا، وہ یہ ہے کہ سخاوی نے میری دو کتب ”المعجزات“ اور ”الخصائص الکبریٰ“ سے مواد تو اٹھایا، لیکن نسبت نہیں کی، چنانچہ معاملہ یہاں تک آپہنچا کہ سخاوی نے امیر المومنین متوکل علی اللہ کے سامنے اس بات پر قسم اٹھائی کہ مجھے تو ان دو کتابوں میں سے کسی کا سرے سے علم ہی نہیں ہے اور نہ میں نے اس کتاب کے کسی باب کو اور نا ہی فصل کو دیکھا، چنانچہ امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ان کی اس بات میں تضاد ہے، کیونکہ انہوں نے بعد میں جو امیر المومنین کے خاص غلام حاج علی بہتار کے سامنے ان دو کتب کے ساتھ دو اور کو بھی

دیکھنے کا اعتراف کیا ہے، چنانچہ اعتراض سے بچنے کے لیے یہ بات ذکر بھی کر دی کہ امیر المومنین کے سامنے قسم اٹھانے کے وقت میں نے ان کتابوں کا استثناء کیا تھا کہ میں نے ان کو نہیں دیکھا۔

اب دیکھیں امام سیوطی رحمہ اللہ نے کتنے سخت الفاظ کہے ہیں کہ سخاوی نے شروع اور اخیر دونوں میں جھوٹ بولا، ظاہری اور باطنی طور پر غلط حرکت کی اور یہ جھوٹ اس جماعت کو بھی پہنچ چکا، جن کو قسم کا علم تھا، تو سخاوی ان کے ہاں عزّت کے اعتبار سے بہت زیادہ نیچے گر گئے، حتّیٰ کہ انتہائی گرتے چلے گئے، اصل عبارت مندرجہ ذیل ہے:

ثم وقع ما هو أعجب من ذلك وأغرب، وهو أنه حلف بين يدى أمير المؤمنين المتوكل على الله-أعزّه الله وأعزّ ببقائه الدين- أنه ما وقف على شيئ من كتبي أصلا، ولا رأى منه بابا ولا فصلا، ثم اعترف بأني يوم كنت عند الحاج على بهتار مقدم المماليك، أنه وقف على الكتب الأربعة المذكورة ورآها، وذكر له أنه لما حلف بين يدى أمير المؤمنين استثناها، فكذب أولا وآخرا، وفجر باطنا و ظاهرا، وبلغ الجماعة الذين أعاروه حلفه هذا، فازداد عندهم سقوطا وتزايد انحطاطا و هبوطا.

امام سیوطی آگے لکھتے ہیں کہ بہر کیف اگر امام سخاوی اس خیانت والے کام سے توبہ کر لیں تو ہم اس کو اپنے ہاں مقبول سمجھیں گے، اور اگر یہ امانت کو اس کے اہل کی طرف لوٹا دے تو یہ لائق سمجھا جائے گا، پھر اگر دوبارہ ہماری کتب سے کوئی چیز اٹھانا چاہے تو اس کو مشروط اجازت ہے، وہ یہ کہ نسبت ذکر کرنا مت بھولے اور اگر اس نقل کرنے کے دوران ہماری کتاب میں موجود کوئی بات سمجھ نا آئے جیسا کہ اس سرقہ علمیہ میں بہت سی اشیاء سمجھ نا آسکیں -تو ہم خوب سمجھائیں گے اور راہنمائی کریں گے اور جو نقل کرنے میں غلطیاں ہوں گی وہ بھی دور کی جائیں گی اور اگر یہ اس خیانت اور جنایت سے باز نا آئے، بلکہ اسی پر اڑے رہے تو ان کا مقام و مرتبہ ہمارے نزدیک گرتا چلا جائے گا اور ان کو ان کی اس غلطی پر ہی چھوڑ دیں گے اور جاہل خیال کریں گے اور ان کا خیانت کرنے والوں میں شمار کریں گے اور ان کی گدی پر یہ آیت ﴿وإن الله لا يهدى كيد الخائنين﴾ لکھ دیں گے۔

وعلى هذا إن تاب هذا الرجل من الخيانة قبلناه، وإن رد الأمانة إلى أهلها أهلناه، وإن عاد وطلب من كتبنا شيئا على أن يراعى هذا الشرط أنلناه،

وإن خفي عليه شيئ- كما خبط في كثير من كلامنا- فهمناه ودللناه، وأوضحنا له ما غلط فيه نقله من كتبنا وفضلناه، وإن أصر على خيانته، واستمر على جنايته نزلناه وسفلناه، وأبقيناه على خطئه وجهلناه، وعددناه في زمرة الخائنين، و كتبنا على قفاه ﴿وإن الله لا يهدي كيد الخائنين﴾.

خان صاحب بریلوی کی اپنے ہی لوگوں نے مٹی پلید کی:

فیض احمد اویسی رضاخانی لکھتا ہے:

''امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معاصرین اہل سنت علماء کرام کو اپنے ساتھ ملانے کی بڑی کوشش کی، لیکن بجائے تعاون کے بعض تو اس قدر مخالف ہو گئے کہ مقدمہ بازی پر تل گئے، جیسے بعض علمائے دکن، علمائے بدایوں، وعلمائے رامپور وعلمائے فرنگی محل رحمہم اللہ تعالیٰ نے بعض مسائل میں و دیگر وجوہ سے آپ کے ساتھ کیا کیا، تاریخ گواہ ہے اتنا شدید ردّ عمل ممکن ہے آپ کے ساتھ بیگانوں نے نہ کیا ہو''۔

(شرح حدائق بخشش: ج ۳ص ۲۶۷)

بلکہ خان صاحب کی رگڑائی اپنوں نے ایسے لگائی کہ ایک شعر میں کہتے ہیں ؎

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

اس شعر کی شرح میں رضاخانی شارح لکھتا ہے:

''سابقہ اشعار میں حالات کی ناسازگاری اور دشمنوں کی ستم گاری اور اپنوں (ہم مسلک) کی لاپروائی کے صدمات پر آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فریاد سنائی''۔

(شرح حدائق بخشش: ج ۳ص ۲۹۹)

رضاخانی مولویوں کو اپنوں نے رگڑا لگایا:

ایک رضاخانی لکھتا ہے:

''بات صرف اشرف العلماء علامہ محمد اشرف سیالوی علیہ الرحمۃ الغفران کی نہیں، قائد ملت

اسلامیہ علامہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی مثال پیش کرنے سے فلکِ کہن عاجز ہے، مجاہد ملت علاّمہ عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مثیل وعدیل شاید چشم فلک بھی نہ دیکھ پائے، ان کے ساتھ ہماری قوم بلکہ علماء ومشایخ نے جوسلوک کیا کسی سے مخفی نہیں، علمائے حق کی اکثریت کے ساتھ یہی سلوک رہا اوران کو اپنی زندگی میں اپنوں کی مزاحمت کا سامنا رہا''۔

(مجلہ حجۃ الاسلام، ص ۱۳۱)

تو اگر متکلم اسلام صاحب کی مخالفت اپنوں نے کی تو یہ تو آپ کے مذہب کے مطابق ان کے عالم حق ہونے کی نشانی ہے، مگر بُرا ہو تعصّب کا کہ آپ اسے ان کے ذمّ میں شمار کر رہے ہیں۔

کیا متقی پرہیز گار گناہ نہیں کرسکتا؟:

قارئین کرام! یہ بات بھی یاد رکھیں کہ ہم اولیاء اللہ کو معصوم عن الخطاء نہیں سمجھتے، یہ رضا خانیوں کا عقیدہ ہے۔ ایک بزرگ نیک آدمی سے گناہ سرزد ہوسکتا ہے اور یہ گناہ اس کی ولایت کی دلیل بھی بن سکتا ہے۔ بالفرض حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہم ایسے ہی ہوں (معاذ اللہ) جیسے بعض لوگوں کا خیال ہے تو کیا ہوا؟ کیا ولی سے گناہ نہیں ہوسکتا؟ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا:

''کیا اولیاء اللہ سے خطاء ولغزشیں اور گناہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟'' تو شیخ صاحب نے کہا کہ بالکل ہوسکتا ہے، مگر یہ گناہ بھی ان کے مقام کو مزید بلند کرنے کیلئے ہوتا ہے، پھر اس بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

کل من ادّعی مقام القرب مع عدم الاذلال فھو کاذب،

(الیواقیت والجواھر: ص ۳۱۲)

یعنی ہر وہ شخص جو خدا سے قرب کا دعویٰ کرتا ہے عدم اذلال کے ساتھ (یعنی اس سے کوئی غلطی کوتاہی نہیں ہوئی) تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔

لیکن اگر بالفرض ولی کامل یا بزرگ سے گناہ سرزد ہوجائے تو اس میں اسلاف کا طریقہ کار کیا ہے؟ کیا وہ اس کے خلاف اشتہار بازیاں کرتے ہیں؟ اس سے اعلان برأت کرتے ہیں؟ اس کے خلاف بیان بازیاں کرتے ہیں؟ کتب چھپواتے ہیں؟ نہیں ان کا طرز عمل کیا ہوتا ہے آئیے رضا خانی کتب ہی سے ملاحظہ فرمائیں:

شیخ ابوعبداللہ اندلسی کا لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو کر مرتد ہو جانا:

''منقول ہے کہ شہر بغداد میں ابوعبداللہ اُندلسی نامی ایک بزرگ تھے، جو تمام اہل عراق کے شیخ تھے۔ انہیں تاجدار رسالت ﷺ کی تیس ہزار احادیث مبارکہ حفظ تھیں اور وہ تمام روایتوں سے قراءت کرنا جانتے تھے۔ ابوعبداللہ اُندلسی ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے ساتھ سیر وسیاحت کے لئے روانہ ہوئے، جن میں حضرت سیّدنا جنید بغدادی اور حضرت سیّدنا ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما وغیرہ مشائخ عراق بھی شامل تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ ہم ابوعبداللہ اُندلسی کی صحبت میں اللہ عزّوجلّ کی عنایت سے سفر کرتے رہے، یہاں تک کہ کفّار کے شہروں میں سے ایک شہر میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے وضو کے لئے پانی تلاش کیا لیکن نہ مل سکا، پانی کی تلاش میں ہم اس شہر میں گھومنے لگے تو اس میں ہم نے گرجے دیکھے جن میں گرجا کے خادم، پادری اور تارک الدنیا نصرانی موجود تھے جو کہ بتوں اور صلیبوں کی عبادت کر رہے تھے، یہ دیکھ کر ہمیں ان لوگوں اور ان کی عقلوں پر تعجب ہوا۔

آخر کار ہم شہر کے کنارے پر موجود ایک کنویں پر پہنچے، اس کنویں پر کئی لڑکیاں موجود تھیں جو پانی نکال رہی تھیں اور ان کے درمیان ایک خوبصورت چہرے والی لڑکی تھی جس کے گلے میں سونے کے ہار تھے اور ان لڑکیوں میں اس سے زیادہ حسن و جمال والی کوئی نہ تھی، اس لڑکی کو دیکھ کر شیخ ابوعبداللہ اُندلسی کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور انھوں نے پوچھا: یہ کس کی بیٹی ہے؟ جواب دیا گیا کہ اس شہر کے بادشاہ کی بیٹی ہے، شیخ نے کہا: اس کا باپ اس کا خیال کیوں نہیں رکھتا اور اسے پانی بھرنے کی تکلیف کیوں دیتا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس کا باپ ایسا اس لئے کرتا ہے تا کہ جب اس کی شادی ہو تو یہ اپنے شوہر کی عزّت و خدمت کرے اور بادشاہ کی بیٹی ہونے پر فخر نہ کرے۔

اس کے بعد شیخ ابوعبداللہ اُندلسی سر جھکا کر وہیں بیٹھ گئے اور تین دن ایسے گزارے کہ نہ تو کچھ کھاتے پیتے تھے اور نہ ہی کسی سے بات چیت کرتے تھے، البتہ فرض نماز ادا کرتے تھے۔ تمام مشائخ ان کے سامنے کھڑے تھے اور کسی کو یہ سمجھ نہ پڑتی تھی کہ کیا کیا جائے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ آخر میں نے آگے بڑھ کر عرض کی: یا سیّدی! آپ کے اصحاب اور مریدین تین دن سے آپ کی خاموشی پر متعجب ہیں جبکہ آپ کسی سے بھی کلام نہیں کر رہے۔ میری بات سن کر شیخ ہماری

طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے لوگو! جان لو کہ میں نے کل جو لڑکی دیکھی تھی میں اس کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہوں اور اب میں اس شہر سے نہیں جا سکتا۔

حضرت سیّدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: یا سیّدی! آپ اہل عراق کے شیخ ہیں، تمام شہروں میں زُہد وتقویٰ کے حوالے سے مشہور ہیں اور آپ کے مریدوں کی تعداد بارہ ہزار ہے، آپ کو قرآن پاک کی حرمت کا واسطہ ہمیں اور انھیں رسوا نہ فرمائیں۔ شیخ نے جواب دیا: اے لوگو! اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور میں عدم کے سمندر میں گر چکا ہوں، ولایت کا لباس مجھ سے چھین لیا گیا ہے اور ہدایت کے نشانات مجھ سے اٹھا لئے گئے ہیں۔ اس کے بعد شیخ نے بہت گریہ وزاری کی اور کہا: اے لوگو! واپس چلے جاؤ کیونکہ قضا وقدر نافذ ہو چکی ہے۔ شیخ کے معاملے پر ہمیں بڑا تعجب ہوا اور ہم اللہ عزّوجلّ سے دعا کی کہ ہمیں اپنی خفیہ تدبیر سے پناہ عطا فرمائے۔ اس کے بعد ہم بھی روئے اور شیخ بھی روئے یہاں تک کہ مٹی تر ہو گئی۔

اب ہم شیخ کو وہیں چھوڑ کر بغداد واپس آئے تو عام لوگ اور شیخ کے مریدین ان کی زیارت کے لئے جمع ہو گئے، جب لوگوں نے شیخ کو نہ دیکھا تو ان کے بارے میں سوال کیا۔ ہم نے لوگوں کے سامنے تمام واقعہ بیان کیا تو ان کے مریدین میں سے کافی لوگ غم وافسوس کے باعث مر گئے جبکہ دیگر لوگ رونے لگے اور گڑ گڑا کر اللہ عزّوجلّ سے دعا کرنے لگے کہ شیخ کو ان کے پاس واپس پہنچا دے۔ بغداد میں موجود مدارس، خانقاہیں اور آستانے بند کر دیے گئے اور شیخ کے واقعے سے لوگوں کو بہت زیادہ غم پہنچا۔

حضرت سیّدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ پورا ایک سال گزرنے کے بعد میں اپنے چند اصحاب کے ہمراہ شیخ کی خبر لینے کے لئے روانہ ہوا اور اس شہر میں پہنچ کر لوگوں سے شیخ کے بارے میں دریافت کیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ وہ جنگل میں خنزیر چرا رہے ہیں۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ شیخ نے اس لڑکی کے باپ کو شادی کا پیغام دیا تو اس نے کہا کہ وہ صرف اس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرے گا جو اس کے دین (یعنی عیسائیت) پر ہو، چوغہ پہنے، زنار باندھے، گرجا گھر کی صفائی کرے اور خنزیر چرائے۔ شیخ نے یہ سب کچھ کیا اور ابھی جنگل میں خنزیر چرا رہے ہیں۔

حضرت سیّدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر ہمارے دل پھٹنے لگے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ ہم شیخ کو دیکھنے کے لئے گئے تو وہ خنزیروں کے سامنے

کھڑے تھے۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو سر جھکا لیا، ان کے سر پر عیسائیوں کی مخصوص ٹوپی تھی، سینے پر زنار بندھا ہوا تھا اور وہ اس عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے تھے جس کے سہارے وہ محراب میں کھڑے ہوتے تھے۔ ہم نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا ہم نے کہا: اے شیخ وہ کیا تھا اور یہ کیا ہے؟ ان احادیث اور علوم کے بعد یہ غم اور پریشانیاں کیا ہیں؟

شیخ نے کہا: اے میرے بھائیو اور پیارو! میرے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں ہے، میرے آقا نے جس طرح چاہا مجھ میں تصرف فرمایا اور جب چاہا مجھے اپنے دروازے سے دور کر دیا حالانکہ میں اس کے احباب میں شامل تھا۔ اے اللہ سے محبت کرنے والو! اس کے روکنے اور دور کرنے سے ڈرتے رہو اور اے اہل محبت وصفا! قطع تعلقی اور بے وفائی سے بچتے رہو۔ اس کے بعد شیخ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا: اے میرے مالک ومولا! تیرے بارے میں میرا یہ گمان نہیں تھا۔ پھر وہ اللہ عزّوجلّ سے فریاد کرنے اور رونے لگے اور کہا: اے شبلی! دوسروں سے نصیحت حاصل کرو۔

حضرت سیّدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بلند آواز سے ندا فرمائی! اے اللہ! تجھی سے مدد طلب کی جاتی ہے، تیری ہی بارگاہ میں فریاد کی جاتی ہے اور تجھ پر ہی ہمارا بھروسا ہے، اپنے حلم سے اس مصیبت کو ہم سے دور فرما دے، کیونکہ ہم ایسی مصیبت میں گرفتار ہیں جسے تیرے علاوہ کوئی دور نہیں کرسکتا۔ جب خنزیروں نے ان کا رونا دھونا اور چیخ و پکار سنی تو وہ ان کے پاس آ کر مٹی پر لوٹنے لگے اور انہوں نے ایک ایسی چیخ ماری جس سے پہاڑ گونج اٹھے۔ حضرت سیّدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ اس وقت مجھے ایسا لگا جیسے قیامت قائم ہو چکی ہے، اس کے بعد شیخ زار و قطار رونے لگے۔ حضرت سیّدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ان سے فرمایا: کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ بغداد واپس چلیں۔ شیخ نے جواب دیا: بھلا ایسا کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ دلوں پر حکومت کرنے کے بعد میں نے خنزیر چرائے ہیں۔

میں نے کہا: اے شیخ! آپ قرآن پاک کے حافظ تھے اور اسے سات قراءتوں سے پڑھتے تھے۔ کیا اب بھی آپ کو قرآن پاک کا کچھ حصہ یاد ہے؟ شیخ نے جواب دیا: میں قرآن پاک کو مکمل بھول چکا ہوں البتہ مجھے دو آیات یاد ہیں۔ میرے پوچھنے پر شیخ نے بتایا: ایک تو یہ آیت:

ترجمۂ کنزالایمان: اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہے کرے۔

اور دوسری:

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ ٹھیک راستہ (سے) بہک گیا۔

میں نے کہا: اے شیخ! آپ کو سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تیس ہزار احادیث یاد تھیں، کیا اب بھی ان میں سے کوئی حدیث یاد ہے؟ شیخ نے کہا: صرف ایک حدیث یاد ہے: یعنی جو اپنا دین تبدیل کرے (یعنی مرتد ہو جائے) اسے قتل کر دو۔

حضرت سیّدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ ہم شیخ کو وہیں چھوڑ کر واپس آ گئے اور ہم ان کی حالت پر حیران تھے۔ تین دن تک سفر کرنے کے بعد ہم ایک نہر پر پہنچے تو دیکھا کہ شیخ اس نہر سے غسل کر کے ہمارے سامنے ظاہر کلمۂ شہادت پڑھا اور پھر سے اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب ہم نے شیخ کو اس حالت میں دیکھا تو خوشی و مسرت کے باعث ہمیں اپنے اوپر قابو نہ رہا، شیخ نے ہمیں دیکھ کر کہا: اے لوگو! مجھے پاک کپڑے دو۔ ہم نے شیخ کو پاک کپڑے دیے تو انہیں پہن کر انہوں نے نماز ادا فرمائی اور بیٹھ گئے۔

ہم نے شیخ سے کہا: تمام تعریفیں اللہ عزّوجلّ کے لیے ہیں جس نے آپ کو ہمارے پاس واپس پہنچا دیا اور ہمیں جمع فرما دیا، آپ پر جو گزری وہ ہمیں بیان فرما دیں۔ شیخ نے کہا: جب تم لوگ میرے پاس سے واپس گئے تو میں نے پرانی محبت کے طفیل اللہ عزّوجلّ سے دعا کی اور عرض گزار ہوا: اے میرے مولا! میں گناہ گار اور خطا کار ہوں، اللہ عزّوجل نے اپنے فضل و کرم سے مجھے معاف فرما دیا اور اپنے پردے سے مجھے ڈھانپ دیا۔

ہم نے شیخ سے کہا: ہم اللہ عزّوجلّ کا واسطہ دے کر پوچھتے ہیں، کیا آپ کی اس مصیبت کا کوئی سبب تھا؟ شیخ نے کہا: ہاں، جب ہم اس شہر میں پہنچے تھے اور تم لوگ گرجا گھروں کا دورہ کر رہے تھے تو میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ میرے مقابلے میں ان لوگوں کا کیا مقام ہے، میں تو مومن اور مُوَحّد ہوں، اسی وقت میرے باطن میں یہ بات ڈالی گئی کہ "یہ سب کچھ تیری طرف سے نہیں ہے، اگر تم چاہو تو ہم تمہیں اس کی پہچان کروا دیں۔" پھر مجھے محسوس ہوا کہ میرے دل میں سے ایک پرندہ اڑ کر نکل گیا اور وہ پرندہ ایمان تھا۔

حضرت سیّدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ شیخ کی واپسی پر ہم بہت زیادہ خوش ہوئے اور جس دن ہم بغداد واپس پہنچے اس دن لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہوئی۔ مدارس،

خانقاہیں اور آستانے کھول دیے گئے، شیخ سے ملاقات کے لئے خلیفہ بھی حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں تحائف پیش کئے، چالیس ہزار افراد علم کی باتیں سننے کے لئے شیخ کے پاس جمع ہوتے اور ایک مدّت تک یہی حال رہا۔ اللہ عزوجل نے بھولا ہوا قرآن اور احادیث مبارکہ بھی شیخ کو واپس عنایت فرمادیں اور اس میں مزید اضافہ فرمادیا۔

ایک دن نماز فجر کے بعد ہم شیخ کی خدمت میں حاضر تھے کہ کسی نے خانقاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دیکھا تو ایک شخص سیاہ لباس میں لپٹا ہوا کھڑا تھا۔ میں نے پوچھا: تمہیں کس سے ملنا ہے؟ اس نے کہا: اپنے شیخ سے کہو کہ آپ جس رومی لڑکی کو فلاں شہر میں چھوڑ کر آئے تھے وہ آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوئی ہے۔ میں نے جا کر شیخ کو پیغام دیا تو ان کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا اور وہ بے چین ہو گئے، پھر حکم دیا کہ اسے اندر لایا جائے۔ جب وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو زار و قطار رونے لگی، شیخ نے دریافت فرمایا: کیسے آنا ہوا اور تمہیں یہاں تک کس نے پہنچایا؟

لڑکی نے جواب دیا: یا سیّدی! جب آپ ہمارے شہر سے واپس چلے گئے اور مجھے اس کی خبر ملی تو اس رات مجھے سکون حاصل نہ ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے: اگر تم مومن بننا چاہتی ہو تو بتوں کی عبادت چھوڑ کر اس شیخ کی پیروی کرو اور اس کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا: ان کا دین کیا ہے؟ جواب ملا: دینِ اسلام۔ میں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ تو خواب میں آنے والے نے بتایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عزّوجلّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزّوجلّ کے رسول ہیں۔

میں نے پھر سوال کیا کہ میں شیخ تک کیسے پہنچ سکتی ہوں؟ اس شخص نے کہا: اپنی آنکھیں بند کرلو اور اپنا ہاتھ مجھے پکڑا دو۔ میں نے ایسا ہی کیا، وہ شخص مجھے لے کر تھوڑا سا چلا اور پھر کہا: اپنی آنکھیں کھول دو، میں نے آنکھیں کھولیں تو میں دریائے دجلہ کے کنارے موجود تھی۔ اس شخص نے کہا: فلاں خانقاہ میں جاؤ، شیخ کو میرا سلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ آپ کا بھائی خضر آپ کو سلام کہتا ہے۔

شیخ نے اس لڑکی کو اپنے پڑوس میں جگہ دی اور فرمایا: یہاں رہ کر عبادت کرو۔ وہ لڑکی اپنے زمانے کی بہت بڑی عبادت گزار تھی، دن کو روزہ رکھتی اور رات کو قیام کرتی یہاں تک کہ اس کا جسم کمزور اور چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، پھر وہ مرض الموت میں مبتلا ہو کر مرنے کے قریب ہو گئی، لیکن شیخ نے اسے نہ دیکھا تھا۔ اس لڑکی نے لوگوں سے کہا: شیخ سے کہو کہ میری موت سے پہلے

میرے پاس تشریف لائیں۔ جب شیخ تک یہ پیغام پہنچا تو وہ اس کے پاس تشریف لائے، لڑکی انہیں دیکھ کر رونے لگی تو شیخ نے ارشاد فرمایا: روؤ مت، کل قیامت کے دن جنت میں ہم اکٹھے ہوں گے۔ اس کے بعد اس لڑکی کا انتقال ہوگیا اور اس کی وفات کے تھوڑے ہی دنوں بعد شیخ بھی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

حضرت سیدنا ابو بکر شبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ کو خواب میں دیکھا کہ ستر (۷۰) حوروں کے ساتھ ان کا نکاح ہوا ہے اور سب سے پہلے ان کا نکاح اسی لڑکی کے ساتھ ہوا اور وہ دونوں ان حضرات کے ساتھ ہیں جن پر اللہ عزّوجلّ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیق، شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ عزّوجلّ کا فضل ہے اور اللہ عزّوجلّ کافی ہے جاننے والا۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو دین و دنیا کی انوکھی باتیں ص ۳۶۵ تا ۳۶۹ مکتبۃ المدینہ کراچی)

تو جب ایک اتنے بڑے بزرگ کا یہ حال ہے کہ وہ معاذ اللہ اس نصرانی عورت کے عشق میں مرتد تک ہوگیا تو متکلم اسلام صاحب چودہویں صدی کے عالم دین ہیں۔ خاص بات یہ کہ اس موقع پر ان بزرگ کے کسی شاگرد اپنے یا مخالف نے کوئی پمفلٹ کوئی مضمون نہ چھاپا، بلکہ روتے گڑگڑاتے رہے جو حضرات آج متکلم اسلام صاحب زید مجدہم کی ذات پر تبرّا کر رہے ہیں وہ بتانا پسند کریں گے کہ کتنی دفعہ ان کی اصلاح کی غرض سے ملے؟ اور کتنی دفعہ راتوں کو ان کی ہدایت کیلئے اللہ کے حضور سر بسجود ہوئے؟

قارئین کرام یہ بھی سوچیں کہ اگر حضرت ابو عبداللہ اندلسی آج کے زمانے میں ہوتے تو ہم نے ان کا کیا حشر کر دینا تھا؟؟؟

ہمارے حضرات ذرا اس کا بھی جواب دیں:

وہ بعض احباب جو ناواقفی یا معاصرانہ چپقلش یا معاذ اللہ بالفرض کسی حسد کی بنیاد پر حضرت مولانا ابو بکر غازی پوری صاحب کی طرف منسوب مضامین کو حضرت کے ردّ میں پیش کرتے ہیں یا بعض حضرات کے اقوال کو حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہم کے ردّ میں پیش کرتے ہیں وہ اس بارے میں کیوں خاموش ہیں کہ حضرت ابو بکر غازی پوری صاحب نے تو محدّث کبیر حضرت مولانا سعید احمد پالنپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھی لکھا اور رضاخانیوں نے باقاعدہ اسے پیش کیا کہ دیوبندیو اس کا جواب دو؟ چنانچہ ایک

رضاخانی نے اپنی کتاب ''کشف القناع عن مکر ماوقع فی الدفاع'' کے صفحہ ۲۵۱ تا ۲۶۴ حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اسی رسالہ زمزم جس کے حوالے حضرت گھمن صاحب کے خلاف پیش کئے جاتے ہیں، اس کے شمارہ ۲ جلد ۱۴/ربیع الاول ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ کے حوالے سے حضرت پالن پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر:

''شرکا معنیٰ غلط لکھا

مقدّسات کے بارے میں غیر مہذّب گفتگو

بارگاہ صحابیت میں بے ادبی

وغیرہ سمیت سخت جروحات و اعتراضات کئے ہیں، مگر پالن پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر یہ بعض کرم فرما کوئی ردّ تو دور زمزم کے اس شمارے کو سامنے تک لانے کو تیار نہیں آخر کیوں؟

اسی طرح اس رضاخانی نے اپنی اسی کتاب کے ص (۶۱) پر حضرت مفتی زرولی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دورہ تفسیر بابت ۳۰/اپریل ۲۰۱۹ء کے درس کا ایک اقتباس پیش کیا، جس میں وہ حضرت مولانا طارق جمیل صاحب زید مجدہم پر نیا دین بنانے والے ان کی علمی استعداد صفر وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

ہم تو ان حضرات کی رائے کو ان کی ذاتی رائے پر محمول کرتے ہیں اور اسے درست نہیں سمجھتے، رضاخانی اصول ہے کہ ثقہ سے خلاف واقعہ بات ممکن ہے، لیکن جو حضرات مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب اور دیگر علماء کی تحاریر گھمن صاحب زید مجدہم کے خلاف لئے پھرتے ہیں اور معاذ اللہ منزل من اللہ سمجھتے ہیں وہ یہاں کیوں خاموش ہیں؟؟

اسی طرح حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کے خلاف پوری کتاب کئی سو صفحات پر ''ھدایۃ الحیران'' لکھی گئی، مگر اس کتاب کے باوجود ان کی مسلکی خدمات کی تائید و تحسین ہی کی جاتی ہے، ہم نے اپنے علماء سے ان کا ذکر خیر ہی سنا ہے، دلچسپ بات یہ کہ حضرت غلام اللہ خان صاحب پر جرح نظریات کے اعتبار سے کی گئی اور متکلم اسلام کے نظریات پر جرح کی تو آج تک کسی کو جرأت نہ ہوئی ہاں ان کے بعض افعال پر جرح کی گئی اب جواب دیں نظریات پر جرح سخت ہے یا افعال پر؟؟

رضاخانی خوش نہ ہو:

اس موقع پر رضاخانی مؤلّف بڑا خوش ہو رہا ہو گا لیکن اسے خوش ہونے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ اس کی اپنی مثال تو ''چھلنی'' کی ہے جس میں ہر جانب سوراخ ہی سوراخ ہیں۔

نیز رضاخانی اس پر بھی خوش نہ ہو کہ جب تمہارے گھر میں بھی جھگڑا ہے تو ہمارے خلاف دست وگریباں کیوں لکھتے ہو؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دست وگریباں کی ترتیب تو الزامی ہے۔ دوسرا تمہارے نزدیک دوسرے مسلک کے فتوے اگر مخالف مسلک پر تمہاری تائید میں لگ جائیں تو یہ تمہاری کرامت تو تمہارے فتوے جب خود تمہارے خلاف لگیں گے تو ہماری کرامت و حقانیت کیوں نہیں؟ یہ دست و گریباں اس ضمن میں پیش کیا جاتا ہے۔

ایک ممکنہ سوال کا جواب:

ہم آگے رضاخانی کے اعتراضات کے جواب میں واضح کریں گے کہ جو کچھ اس نے پیش کیا، اگر وہ صحیح ثابت ہو جائے تو یا تو غلط فہمی کی بنیاد پر ہے یا معاصرانہ چپقلش کی بنیاد پر ہے۔

اس پر کوئی رضاخانی سوال کر سکتا ہے کہ اگر یہ بزرگ ہیں علماء ہیں نیک متقی پرہیز گار ہیں تو کسی دوسرے عالم پر اس قسم کے الزامات کیسے لگا سکتے ہیں؟ تو اوّل تو یہ سوال ہم سے نہ کریں بلکہ ان محدثین سے کریں جنہوں نے یہ اصول پیش کر کے بڑے بڑے بزرگان دین کی جرح کو رد کیا۔

ثانیاً سیالوی و فرقہ رضاخانیہ اسی طرح ڈاکٹر جلالی و سعید اسد اور رضاخانیوں کے آپس کے جھگڑوں کے متعلق رضاخانی کہتے ہیں کہ یہ سب معاصرانہ چپقلش ہے تو کیا یہ مولوی اور ان کے ساتھ جو رضاخانی بزرگ ومشایخ ہیں کیا یہ لوگ ان کو متقی پرہیز گار نہیں مانتے؟ انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف جو گل کھلائے ہیں جو جواب وہ اس کا دیں وہی ہماری طرف سے اپنے اس اعتراض کے جواب میں قبول کرلیں۔

اور اگر یہ سوال کسی دیوبندی کی طرف سے کیا جائے تو ماقبل میں ہم نے معاصرانہ چپقلش یا غلط فہمی کی وجہ سے علماء کا اختلاف لکھا خصوصاً سیوطی و سخاوی، کیا آپ ان کو بزرگ نہیں مانتے؟ تو جو جواب آپ کے دل میں یہاں آئے وہی حضرت متکلم اسلام و دیگر بعض علماء کے بارے میں تصور کرلیں۔

باب پنجم

رضاخانیوں کادست وگریباں

اس باب میں رضاخانیوں کا آپس میں دست و گریباں ہونا مختصراً دکھایا جائے گا کہ
اس سب کے ہوتے ہوئے انہیں دوسروں پراعتراض کا حق کس نے دیا؟؟

رضاخانی مولوی اپنے کردار کے آئینے میں

قارئین کرام! کتنی شرم کی بات ہے کہ جس مسلک کا ہر مولوی دوسرے کے نزدیک کافر، بے ایمان، فاسق، حرام کار ہے، جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں اور جو ایک دوسرے پر اس طرح غرّاتے ہیں جیسے بھوکے کتے ہڈی کو دیکھ کر۔ اس کا ایک ''لنڈے کا محقق'' کھڑا ہو کر آج کہتا ہے کہ دیکھو مولوی الیاس گھمن کو تو دیوبندی ایسا ایسا کہتے ہیں، اس حوالے سے اگر قلم اٹھایا جائے تو دفتر کے دفتر تیار ہو جائیں باذوق احباب مناظر اسلام قاطع رضاخانیت حضرت مولانا ابو ایوب قادری صاحب حفظہ اللہ کی کتاب ''دست و گریباں چار جلدیں'' ملاحظہ فرمائیں۔ ہم یہاں ان کے حال ہی کے کچھ جھگڑوں کا ذکر کر دیتے ہیں۔

ابھی جون ۲۰۲۰ء کے مہینہ میں رضاخانی کنز العلماء ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کا ایک بیان سوشل میڈیا پر آیا، جس میں موصوف نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باغ فدک کے مطالبہ پر ''خطاء پر تھیں'' کہا۔ اس پر رضاخانیوں کی طرف سے شور ہوا کہ یہ تو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی ہے۔ مفتی حنیف قریشی رضاخانی کا اس پر بیان سامنے آیا۔ ۱۹ رجون ۲۰۲۰ء کو رضاخانی امام المناظرین مولانا سعید اسد صاحب کے آفیشل پیج پر ان کا ایک ویڈیو کلپ آیا کہ ''بی بی فاطمہ کی بارگاہ بہت بڑی ہے، اس پر ''توبہ'' کرنی چاہیئے۔ توبہ کس طرح ہوگی کہ مجھ سے بیان کرتے ہوئے غلطی ہوئی میں نے یہ کہہ دیا کہ جب حضرت فاطمہ زہراء نے مطالبہ کیا تھا تو خطاء پر تھیں یہ میرا کہنا خطاء تھا غلطی تھا میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اللہ میری غلطی معاف فرمادے''۔

بریلوی علامہ سید ارشد سعید کاظمی نے اپنے خط میں جلالی صاحب کے اس بیان کو بے ادبی پر محمول کیا اور توبہ کا مطالبہ کیا یہی مطالبہ خان صاحب بریلوی کے پیر و مرشد گھرانے کے سیّد نجیب حیدر نوری نے بھی کیا۔ اسی طرح جامعہ رضویہ ضیاء العلوم نے بھی جلالی کی اس گستاخی پر اعلان برأت کیا۔ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ کی قیادت نے جلالی کی اس بات کو گستاخی پر محمول کرتے ہوئے اپنے لیٹر پیڈ پر اعلان جاری کیا۔ اسی طرح جامعہ نعیمیہ کا چار صفحات پر فتویٰ جاری ہوا جس میں

جلالی سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا۔

سب حضرات کی تحاریر کا عکس آخری صفحات میں ملاحظہ ہو!

جامع مسجد علی حسین

صاحبزادہ مفتی محمد ارشد بخاری

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کے قابل اعتراض جملہ کے حوالے سے ہمارا موقف اور مطالبہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں مطالبہ فدک پر ڈاکٹر جلالی صاحب کا خود ساختہ جملہ کہ ''وہ خطا پر تھیں'' ہم اس جملے کی پرزور مذمت کرتے ہیں کیونکہ متقدمین ومتاخرین سے سیّدہ پاک کے لیے یہ الفاظ ثابت نہیں، یہی وجہ ہے کہ جلالی صاحب اپنی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود جملہ ثابت نہیں کر سکے، دورحاضر کے حقیقی اور علمائے اہل سنت بھی اس جملے کو سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب کرنا سوئے ادب سمجھتے ہیں، جس کے نظائر سوشل میڈیا پر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں، یہ جملہ عوام وخواص اہلسنت بالخصوص سادات کے دلوں کو چھلنی کر گیا اس حوالے سے جلالی صاحب نے بہت سارے وضاحتی جملے بولے ہیں ان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ جلالی صاحب کی نیت میں گستاخی کا تصور نہیں ہے، لیکن جملہ مذکورہ سے اعلانیہ صریح رجوع اور توبہ ثابت نہیں ہو رہی۔

گھٹن گھڑیوں کے طویل انتظار کے بعد ہم جلالی صاحب سے یہ پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جملے سے اعلانیہ رجوع اور توبہ فرمائے تاکہ موجودہ بدامنی اور بے چینی ختم ہو اور سیّدہ سلام اللہ علیہا ہم سے راضی ہوجائے، ایسا کرنے سے جلالی صاحب کی جلالت ووجاہت کم نہیں ہوگی بلکہ اس میں مزید اضافہ ہوگا (ان شاء اللہ)

سیّدہ ناراض ہوگئی تو سارے اعمال ضائع ہوجائیں گے، واللہ اعلم ورسولہ بالصواب

مرکزی دفتر تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

جناب ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

آپکی تقریر سوشل میڈیا پر سنی، جس میں مسئلہ معصومیت کی ضمن میں آپ نے اہل بیت اطہار کا ذکر

کیا اور سیدۃ النساء اہل الجنۃ سلام اللہ علی ابیہا وعلیہا نے فدک کے سلسلے میں جو بات سیدنا صدیق اکبر سے فرمائی اس کو آپ بنیاد بنا کر جگر پارہ رسول زوجہ مرتضی ام حسنین کو خاطیہ کہہ ڈالا......العیاذ باللہ۔

دل خون کے آنسو رو رہا ہے کہ اہل سنت ادب سے مشہور تھے، اس ایک جملے نے ادب کی ساری مشہور عمارت منہدم کر دی، وہ سیدہ جن عمارت کر دیں جن کے استقبال کے لیے کے اللہ تعالیٰ کے محبوب کھڑے ہوتے، ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر محبت کا اظہار فرماتے، جن کی تکلیف کو رسول پاک نے اپنی تکلیف، جن کی پریشانی کو رسول اللہ اپنی پریشانی فرمایا، اتنی بڑی نسبتوں کی طرف ''خاطیہ'' کی اتنی بڑی نسبت کرنا آپ کو اتنا آسان لگا، آپ اپنے ہی الفاظ پر غور فرمائیں: ''خطا کا امکان تھا اور خطا پر تھیں جب مانگتی رہی تھی خطا پر تھیں لیکن جب آگے سے حدیث آئی تو ان کی یہ شان ہے کہ جن کے جگر کا ٹکڑا ہے ان کی حدیث سن کر سر تسلیم خم کر لیا''۔

ڈاکٹر صاحب!

جب حدیث سن کر سر تسلیم کر لیا تو صواب پر تھیں یا خطا پر تھیں؟ اگر صواب پر تھیں تو آپ اپنی بات پر غور کریں اور جس بارگاہ میں آپ نے اس قول کی جس طرح جسارت کی ہے اسی طرح علی الاعلان صدق دل سے رجوع کریں اور معافی مانگیں آپ سے وقتاً فوقتاً ملاقات رہتی ہے اور ایک تعلق ہے، امید ہے آپ میری بات کو خیر پر محمول کرینگے اور آپ کی بات سے عوام اہل سنت خصوصاً اولاد رسول کی دل آزاری ہوئی ہے اس کا ازالہ کریں۔

خادم العلما ڈاکٹر عبد الناصر لطیف صدر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

خان صاحب کے پیر و مرشد آستانے کا اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

اس وقت فقیر برکاتی نے مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب زید مجدہ کا ویڈیو کلپ دیکھا، جس میں انھوں نے خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باغ فدک کے معاملے میں ''خطا'' پر تھیں جیسے الفاظ احتیاط جملے سے یاد کیا اس ویڈیو کلپ کے ساتھ ساتھ مولانا کوکب نورانی صاحب مدظلہ العالی کی ایک مختصر تحریر پڑھیں، اس نے مولانا موصوف نے مولانا جلالی صاحب کو یہ نیک مشورہ دیا ہے کہ وہ

''خطا پر تھیں'' والے جملے سے رجوع فرمالیں۔اس کے علاوہ اس احقر العباد نے حضرت مولانا سیّد ارشد سعید کاظمی صاحب زید مجدہ کی ایک نسبت طویل تحریر بھی پڑھی جو مجھے بہت مدلل اور متوازن نظر آئیں، انھوں نے بہت اخلاص للّٰہیّت کے ساتھ مولانا جلالی صاحب زید مجدہ سے گزارش کی ہے کہ وہ سبقت زبان کے سبب ادا ہونے والے جملے سے رجوع فرمالیں۔

میں ان دونوں بزرگ علمائے کرام کی تائید کرتا ہوں اور عرض گزار ہوں کہ ہمارے علمائے اہلسنت اپنے علم تجربے طاقت لسانی عقل و دانش کا استعمال مثبت کاموں میں کریں کہ اس وقت ملت کو اسی کی ضرورہے میں نے اس ویڈیو کلپ کو بار بار دیکھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی زید مجدہ اپنی تقریر کے دوران دراصل پیر سیّد مہر علی شاہ علیہ الرحمہ والرضوان کی کتاب پڑھنے میں ایسے مستغرق تھے کہ انہیں اس وقت دو باتوں کا اندازہ نہیں ہو پایا

اوّلاً تو یہ کہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی عبارت سے وضاحتاً اشارتاً کنایتاً کسی بھی طرح یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ بی بی خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو خطا پر بتا رہے ہیں۔

دوم یہ کہ مولانا جلالی مدظلہ العالی کو اس کا بھی غالباً اندازہ نہیں ہو پایا کہ ان کی زبان سے اس بار گاہ میں جسارت ہو رہی ہے جو محبوب خدا ﷺ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب تھیں اور جن کی تشریف لانے پر پیغمبر ﷺ کھڑے ہو کر استقبال کیا کرتے۔

خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باغ فدک کی مانگ کی تھی اس وقت ان کے علم میں نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کی رو سے نبیوں کی میراث نہیں ہوا کرتی، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اس حدیث کے بارے میں بتایا تب انکے علم میں یہ بات آئی۔اس حدیث کی ایک راوی خود بی بی فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اس حدیث کے راوی ہونے سے ہی یہ بات ثابت ہے کہ خاتون جنت اس بات سے راضی تھیں جب تک یہ حدیث پاک ان کے علم میں نہیں لائی گئی تب تک وہ باغ فدک کو اپنی میراث سمجھنے میں حق بجانب تھی، کیونکہ میراث کا قانون تو قرآن کا فیصلہ ہے یوں ہم دیکھتے ہیں کہ خالص واقعاتی نقطہ نظر سے بھی بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خطا پر نہیں تھیں

میں مولانا ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس جملے

سے رجوع فرما کر اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ، آقائے نامدار پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ اور انکی محبوب ترین ہستی خاتون جنت عابدہ طاہرہ زاہدہ بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کرے۔

والسلام سیّد نجیب حیدر قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ و برکاتیہ مارہرہ مطہرہ

۳۰ / جون ۲۰۲۰ء

جلالی رضا خانیت سے خارج ہے

حامداً و مصلیاً!

مؤرخہ 23 جون 2020 بروز منگل مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور ہمیں ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی طرف سے ایک نشست کے لیے بلایا گیا، جس کی اطلاع حضرت قبلہ مفتی میاں تنویر احمد نقشبندی دام ظلہ آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف ڈاکٹر صاحب کی طرف سے ہمیں دی، چنانچہ ہم سب وہاں پہنچے اور ہم ان کے ادارے کی لائبریری میں تقریباً پون گھنٹہ بیٹھے رہے اور پھر ڈاکٹر صاحب تشریف لاکر سب سے فرداً فرداً ملے بعد ازاں وہ صوفہائے صدارت پر جلوہ فرما ہو گئے اور یوں گویا ہوے آپ کا شکر گزار ہوں آپ سب تشریف لائے آپ میرے سے کیا چاہتے ہیں، اس پر قبلہ صاحب حافظ عبد الستار سعیدی صاحب نے فرمایا کہ ہم آپ کی خدمت میں صرف ایک درخواست لے کر آئے ہیں کہا پہلے اہل سنت و جماعت کے وسیع تر مفاد کے لیے اپنے جملہ

''فدک کا مطالبہ کرتے ہوئے سیدہ خطا پر تھیں''

سے رجوع کریں تا کہ اضطراب ختم ہو ڈاکٹر صاحب نہایت جارحانہ انداز میں قبلہ حافظ عبد الستار سعیدی صاحب سے مخاطب ہوئے کہ اگر آپ غیر شرعی مطالبہ کریں گے تو میں اسکو نہیں مانوں، بعد ازاں قبلہ حافظ نے فرمایا ''ہم نہ تو آپ کو مسئلہ سمجھانے آئے ہیں اور نہ سمجھنے'' اس پر ڈاکٹر صاحب مناظرانہ لہجہ میں کہا جو آپ مجھ سے کہلوانا چاہتے ہیں وہ مجھے لکھ کر دیں تا کہ پھر میں آپکو بتاؤں کہ میں کیا چاہتا ہوں اس ساری گفتگو سے ہم نے یہ بھانپ لیا کہ ڈاکٹر صاحب اپنے اس جملے سے سرِ مو انحراف کرنے والے نہیں، پھر اسکے بعد نہاں خانہ میں دوبارہ ان سے بات ہوئی، لیکن وہ نہ مانے اور اپنے دلائل و براہین کو دھمکی آمیز لہجے میں کبار علماء و مشائخ کے سامنے بآواز بلند بیان کرتے رہے- اور اس

دوران ڈاکٹر صاحب نے بہت سخت اور متکبرانہ رویہ رکھا، چنانچہ تمام علماء مشائخ انکے اس روّیہ پر نالاں ہوکر واپس تشریف لے آئے، چونکہ اس نشست میں کراچی سے علامہ پیر سیّد مظفر حسین شاہ صاحب اور جناب مفتی عابد مبارک صاحب نے بھی شرکت کرنا تھی لیکن وہ تاخیر سے تشریف لائے

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا

کیونکہ وہ دونوں حضرات اپنی تمام تر مصروفیات ترک کر کے اچانک کراچی سے روانہ ہوئے اور خود گاڑی ڈرائیو کر کے تشریف لائے اس لیے تاخیر ہوئی - پھر اسکے بعد رات تقریباً 9 بجے علّامہ سید مظفر حسین شاہ صاحب (کراچی) مفتی عابد مبارک صاحب (کراچی) علامہ مفتی ظہور احمد جلالی صاحب، قبلہ میاں تنویر احمد نقشبندی صاحب پیر سیّد کرامت علی حسین صاحب مفتی فدا حسین رضوی صاحب وغیرہم ایک جگہ جمع ہوئے تو وہاں مفتی عابد مبارک صاحب نے جلالی صاحب کے کارِ خاص جناب آصف صاحب سے رابطہ کیا کہ جو رویہ اور جواب آج صراط مستقیم مرکز میں آنے والے علماء مشائخ کیساتھ تھا اگر وہ ہی ہمارے لیے بھی ہے تو ہم معذرت خواہ ہیں اس آصف صاحب نے کہاں کہ میں کچھ دیر میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھ کر بتاتا ہوں، قصہ مختصر کہ انھونے تقریباً 10 سے زیادہ بار کال کی اور آگے سے بالترتیب یہ جوابات ملے" قائدمحترم مہمانوں کے پاس ہیں، قائد محترم سے عرض کر کے بتاتا ہوں، قبلہ ڈاکٹر اندر چلے گئے ہیں، قبلہ ابھی خود بات نہیں کر سکتے ، میں بات کروا رہا ہوں، قبلہ صاحب وضو فرما رہے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

اس پر ہم سب نے جناب آصف صاحب کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب کو اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا اور رات 2 بجے مجلس برخواست ہوئی -

علماء اور مشائخ کا فیصلہ

ہمارا موقف یہ ہے کہ انبیاء اور مرسلین اور ملائکہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کے سوا کوئی بھی معصوم نہیں ائمہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین وسیّدہ خاتون جنت صلوات اللہ وسلامہ علی ابیہا وعلیہا تمام کے تمام معصوم نہیں، بلکہ بفضلہ تعالی محفوظ عن الخطا ہیں، لہذا مسئلہ فدک میں سیّدہ خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا و سلام اللہ علیہا غیر معصوم ہونے کے باوجود خطا پر نہ تھیں اور حضرت امیر المومنین افضل البشر بعد الانبیاء سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی حق بجانب تھے اور انہوں نے نہ

کوئی ظلم کیا اور نہ ہی کسی کا حصہ غصب کیا، لہذا ڈاکٹر جلالی صاحب اپنے اس موقف سے کہ جس میں انہوں نے وضاحت کے طور پر یہ جملہ کہا کہ ”جب سیّدہ فدک کا مطالبہ کر رہی تھیں تو خطا پر تھیں“ سے جب تک رجوع نہیں کرتے...... ہمارا ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب سے اعلان لاتعلقی ہے، اس کے ساتھ ساتھ ان کو علماء ومشائخ سے نامناسب رویہ پر معذرت بھی کرنا ہوگی جنہوں نے اپنے مرکز میں بلا کر بے توقیر کیا۔

توثیق کنندگان

ضیغمِ اسلام علامہ پیر سیّد مظفر حسین شاہ صاحب قادری (کراچی)
استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی صاحب (مانگا منڈی)
استاذ العلماء حضرت علاّمہ مولانا رضا مصطفیٰ نقشبندی (مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور)
حضرت صاحبزادہ مفتی پیر میاں تنویر احمد نقشبندی (آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف)
وارث مسند حضرت حافظ الحدیث علامہ پیر سیّد نوید الحسن شاہ صاحب (آستانہ عالیہ بھکی شریف)
استاذ العلماء علامہ مفتی عابد مبارک قادری صاحب (کراچی)
حضرت قبلہ پیر میاں ولید احمد جواد نقشبندی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف مرشد خانہ شیر ربانی)
صاجزادہ حافظ مفتی پیر سیّد کرامت علی حسین نقشبندی
(سجادہ نشین علی پور سیّداں شریف وڈائریکٹر لاثانی اسلامک یونیورسٹی)
علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی (کراچی)
شیخ الحدیث علامہ سائیں غلام رسول قاسمی صاحب (سرگودھا)
حضرت خواجہ علامہ محمّد پیر محمّد معظم الحق معظمی سجادہ نشین معظم آباد شریف (سرگودھا)

نوٹ: اگرچہ کچھ حضرات اس نشست میں شامل نہیں تھے، تاہم انکا اور ہمارا موقف ایک ہونے کے باعث ان کی اجازت سے ان کے اسمائے گرامی توثیق کنندگان میں شامل کیے گئے ہیں۔

<u>**نوٹ:** تحریر کا عکس آخر میں ملاحظہ ہو!</u>

جلالی کی طرف سے اس کا جواب

جلالی نے رضاخانیوں کے اس اعلان کا بڑا تفصیلی اور زبردست جواب دیا، جس کے چیدہ چیدہ اقتباسات ہم آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں، باذوق افراد خود ہی پورا بیان سن کر محظوظ ہوں:

''میرا یہ طریقہ ہے کہ جب کوئی مہمان آتا ہے تو میں گیٹ پر استقبال کرتا ہوں ہم نے تیاری کی، وہ جو بڑا ائیر کولر جنریٹر والا ہوتا ہے جس سے پورا ہال ٹھنڈا ہوتا ہے، حالانکہ اے سی لگے ہوئے تھے...... فروٹ کا اہتمام...... مشروبات کا اہتمام، کھانے کا اہتمام یہ سب کیا بے ادبی تھی؟ اور پھر ہم نے نشستیں بنائیں...... میں کس وجہ سے استقبال نہ کرسکا کہ میں سو نہ سکا میرا ارادہ تھا کہ میں اپنا سارا موقف ان کو لکھ کر دوں، تاکہ فوراً ہر ایک کے سامنے کاپی ہو وہ پڑھیں، میں نے وہ تیار کیا...... اور یہ حضرات جو اچانک آئے انہوں نے کوئی اطلاع بھی نہیں دی کہ ہم اچانک اکھٹے آرہے ہیں...... تو میں یہ پوچھ کے کہ وہ ابھی تک تو کافی دور ہیں...... میں باتھ روم میں تھا اب یہ بھی میرا گناہ کبیرہ بنایا ہوا ہے لوگوں نے کہ اس نے دیکھو نکلا ہی نہیں باہر ہم اتنا بیٹھے رہے حضرت باہر ہی نہیں آرہے تھے...... میں ہر ایک کو اس کی نشست پر جا کر ملا میں کرسی صدارت پر نہیں بیٹھا، ایک حضرت نے وہ بھی تبصرہ کیا...... یعنی ہم نے تو بڑی علمی نشست کا اہتمام کیا ہوا تھا...... تو قبلہ عبدالستار سعیدی نے کہا کہ میں تو بیمار ہوں میں تو چلا جاوں گا تو ہم نے کہا کہ نہیں حضرت ہم ساتھ والے کمرے میں بٹھا کر آپ کے پاؤں دبائیں گے...... یہ بے ادبی ہے میری...... لیکن پاؤں دبانا تو بے ادبی نہیں...... یہ بہت بڑا مسئلہ ہے یہ جلدی تو...... اب آپ میرا موقف سنیں گے ہی نہیں تو کس طرح مسئلہ حل ہوگا؟

ہم نے کوئی دوسری بات نہ سنی ہیں نہ سنانی بس ہم رجوع چاہتے ہیں ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ حق پر ہیں بس ہم رجوع چاہتے ہیں...... اب میں حیران تھا کہ حق سے رجوع کیسے کروں؟ کبھی حق سے بھی کسی نے رجوع کروایا ہے؟ ساتھ میں نے یہ بھی کہا یہ بھی شاید میری بے ادبی ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے سمجھادیں......

یہ بیان جلالی کے آفیشل پیج پر یکم جولائی ۲۰۲۰ء کو اپلوڈ ہوا بعنوان:

Ulama O Mashaikh Convention Me Kaya Hua?

دیگر بھی بڑی دلچسپ باتیں بتائی جلالی نے اپنے مولویوں کے متعلق کہ وہ رافضی والا عقیدہ مجھ سے منوانا چاہتے تھے۔خلاصہ کلام یہ نکلا کہ رضاخانی مولویوں نے کہا کہ ہمارے بے ادبی کی جلالی نے کہا کہ نہیں جھوٹ بول رہے ہیں اب رضاخانی ہمیں بتائے کہ ان دونوں میں سے کون جھوٹا ہے کون سچا؟

رضاخانیوں کی یہ منافقت بھی واضح ہوئی کہ معاذ اللہ وہ ایک آدمی کو حق پر جانتے ہوئے بھی اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے ہیں یہی تو ہم کہتے ہیں کہ رضاخانیوں کا ہم سے اختلاف کسی اصول کی بنیاد پر نہیں، بلکہ اپنی انا،ضد، ہٹ دھرمی اور حسد کی بنیاد پر ہے!!!!

نیز اس بیان سے رضاخانیوں کے اس رجوع والے ڈرامے کا پول بھی کھل گیا کہ رضاخانیوں کے رجوع کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ ان کے بڑے بڑے مولوی زبردستی و دباؤ پر آدمی سے رجوع کرواتے ہیں اور اگر جلالی کی طرح اس کیلئے کوئی تیار نہ ہوتو اسے جماعت ہی سے خارج کر دیتے ہیں۔

مسئلہ باغِ فدک اور موجودہ صورتِ حال

1-باغِ فدک چند کنال پر مشتمل کھجور کا باغ ہے، جو مدینۂ منورہ سے 180 کلو میٹر شارع تبوک خیبر قدیم میں ہے۔

2-باغِ فدک مالِ فئے ہے مالِ فئے کا حکمِ شرعی مالِ وقف ہے۔

3-حضور نبی کریم ﷺ اپنی حیاتِ طیّبہ میں باغِ فدک سے اہلِ بیت کرام علیہم الرضوان، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو خرچہ دیتے تھے اور وصالِ مبارک تک آپ ﷺ کا یہی معمول رہا۔

4-وصالِ مبارک کے بعد اسلام کے قانونِ وراثت کے اعتبار سے سب حق داروں نے مطالبہ کیا، جن میں حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ بحیثیت عصبہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بحیثیت بیٹی اور ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ شامل تھیں، (صحیح بخاری) انبیائے کرام علیہم السلام کی مالی وراثت نہیں ہوتی، پر سب مطمئن ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ کے معمول مبارک کے مطابق خلافتِ راشدہ میں بھی عمل ہوتا رہا۔ ان شخصیات کا مطالبہ فرمانا اس حکمت کے پیشِ نظر تھا کہ امّت کے سامنے انبیائے کرام کی مالی وراثت کا مسئلہ کھل کر معلوم ہو جائے۔

5-موجودہ صورتِ حال میں جس شخص نے یہ کہا کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باغِ فدک کے سوال پر خطا پر تھیں، غلطی پر تھیں اور حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے انھیں مالِ حرام سے بچالیا...... یہ کلام سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں صریح بے ادبی اور گستاخی ہے۔ باغِ فدک کے حوالے سے مذکور شخص کے کلام سے واضح ہو رہا ہے کہ متکلّمِ مذکور محض سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کر رہا ہے، جب کہ باغِ فدک کا مطالبہ دیگر اہلِ بیت کرام نے بھی کیا ہے۔ متکلّم مذکور کے کلام سے صرف سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بے ادبی نہیں ہے، بلکہ ضمناً حضرت عبّاس اور ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہم کی بھی گستاخی ہے، اسی طرح بالواسطہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بھی گستاخی ہے، لہٰذا ایسا شخص لعنتی، ضالّ مضلّ اور اہلسنّت سے خارج ہے، اگر اس پر مصر ہو تو کفر تک جائے گا۔

6-شرح شفاء شریف میں ہے:

"اتّفق العلماء من السلف والخلف من اهل السنّة علی انّ سبّ اٰل البیت الاطهار وازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واصحابه الکرام رضی اللہ عنهم وتنقصهم حرام ملعون فاعله"،

ترجمہ: امّت کے سلف وخلف علماء کا اتّفاق ہے کہ اہلِ بیت اطہار، ازواجِ مطہّرات اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی اور اُن کی شان میں کمی کرنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا شخص لعنتی ہے۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد نمبر ۸ میں ہے، امام سہیلی حدیثِ بضعہ کے تحت فرماتے ہیں:

"من سبّها فانّه یکفر"،

ترجمہ: جو شخص سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کرے، وہ کافر ہے۔

لہٰذا گستاخِ مذکور کو فوراً توبہ کرنی چاہیئے، ورنہ اہلسنّت سے خارج ہوگا اور اہلسنّت پر ایسے شخص سے برأت کرتے ہوئے لاتعلّق ہونا واجب ہے، ان شاء اللہ عن قریب تفصیلی دلائل بھی پیش کیے جائیں گے۔

المحرّر: مفتی جمیل احمد صدّیقی

سابق شیخ الحدیث و مفتی جامعہ محمّدیہ بھکھی شریف مہتمم جامعہ نبویہ نین شریف منڈی بہاؤالدّین

0343-1688737

☆☆☆☆

نوٹ: جلالی اپنی اس گستاخی پر ایسا مصر رہا کہ جیل چلا گیا گویا مفتی رضا خانی کے فتوے کی رو سے پکا لعنتی اور گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر کافر ہوا۔

جلالی کے خلاف ارشد سعید کاظمی کی تحریر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم حضرت علّامہ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف جلالی صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ   مزاج بخیر؟

امید ہے بعافیت ہوں گے، صورتِ احوال یہ ہے کہ گزشتہ سے پیوستہ شب میرے علم میں یہ بات آئی کہ آپ نے باغِ فدک کے مسئلہ پر حضرت سیدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دفاع اور اہلِ سنّت کے عقیدۂ معصومیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت اعلیٰ گولڑوی سیدنا مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی اور اس کی تشریح کرتے ہوئے مخدومۂ کائنات، جگر گوشۂ رسول، خاتونِ جنّت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے بارے میں یہ کہنے کی جسارت کر دی کہ معاذ اللہ وہ باغِ فدک کے مطالبہ کرنے میں ''خطا پر تھیں'' حالانکہ حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں دور تک ان الفاظ کا کوئی وجود ہی نہیں، جبکہ امکانِ خطا اور بات ہے وجودِ خطا اور۔ مزید یہ کہ بلا دلیل کسی عام مسلمان کو خطا کار قرار دینا بھی اسلام میں کسی صورت درست نہیں ہے چہ جائے کہ حبیبِ کبریا سیّد الانبیاء ہمارے آقا و مولا تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عظیم اور محبوب شہزادی کے بارے میں ''خطا پر تھیں'' کا جملہ بولنا کہ جنھیں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام جنّتی عورتوں کی سردار قرار دیا ہو اور وہ ذات کہ جس کے ساتھ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ امّت کا احترام، ادب اور حیاء کا تعلّق ہے اور اُن کے ساتھ تقدّس و مودّت کا ایک ایسا ملکوتی احساس وابستہ ہے جو بیان سے باہر ہے ان کے بارے میں یہ جملہ بولنا ایک بہت بڑی جسارت اور انتہائی نامناسب ہے اور حضرت سیّدہ کائنات کے متعلّق آج تک علمائے اہلسنّت میں سے کسی نے اس قسم کا جملہ نہیں لکھا۔

اصل بات یہ ہے کہ اس عبارت کی تشریح کرتے وقت آپ کو مغالطہ ہوا اور آپ نے حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف وہ بات منسوب کر دی جو انھوں نے ارشاد نہیں فرمائی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے اس عبارت سے جو نتیجہ اخذ کیا وہ بھی حضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت سے کسی صورت مستنبط

نہیں ہوتا۔

حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا یہ جملہ کہ ’’آیتِ تطہیر کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور ان سے کسی بھی قسم کی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے‘‘ اپنے بیان میں واضح ہے کہ حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ انھیں طبقۂ معصومین میں نہیں مان رہے ہیں، جبکہ اگلا جملہ ’’اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بمقتضائے بشریت ان سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو وہ عفو و تطہیر میں داخل ہوگی‘‘ اس میں حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ نے اس مبارک اور مقدّس گروہ کے لیے ایک مفروضہ قائم کیا اور پھر انھیں محفوظین میں شامل فرمایا اور ان جملوں میں وہی فرق ہے جو کہ معصوم اور محفوظ میں ہوتا ہے، جو کہ عین مسلکِ اہل سنّت ہے اور آپ نے بھی اپنے بیان کی ابتداء میں اس بات کو ذکر کیا ہے، جبکہ بات وہاں تک رہتی تو درست تھی اور حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ’’اور اپنے والد ماجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ان کی عالی اور پاک شان بھی ملکیت کے دھبّہ اور خدائی فیصلہ پر ناراضگی کے نقص سے منزّہ اور پاک ہے‘‘ بتلا رہا ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ سیّدۂ کائنات کو محفوظین میں شامل مان رہے ہیں، کیونکہ سیّدہ کائنات کا معصومین میں شامل ہونے کی نفی آپ پہلی عبارت میں فرما چکے ہیں۔

جناب والا! اگر آپ کا یہ استدلال تسلیم کرلیا جائے تو اس طرح تو ہر شخص جس کا مطالبہ کماحقّہٗ تسلیم نہیں کیا گیا وہ خطا کار قرار پائے گا، مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ’’﴿ربّ أرني﴾‘‘ کے الفاظ میں دعا میں کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب میں ’’﴿لن ترانی﴾‘‘ فرمانا اسی طرح حضرت سیدہ کائنات علیہا السلام اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کا غلام کے مطالبہ پر غلام کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے تسبیحاتِ فاطمہ تعلیم فرمانا۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو پھر ایک لامتناہی فہرست بن جائے گی، جس سے حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کی عصمت و دیگر محفوظین کے بارے میں اہلسنّت کا عقیدہ تار تار ہو جائے گا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے تو صرف یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آیتِ تطہیر کو حضرات اہلِ بیت اطہار کی معصومیت کی دلیل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس حضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت سے یہ بات کہ سیّدہ کائنات سلام اللہ علیہا ’’خطا پر تھیں‘‘ صراحۃً، اشارۃً، کنایۃً کہیں ثابت نہیں۔ یہ مفہوم آں جناب کا خود ساختہ ہے، فقیر کی نگاہ سے آج تک کہیں نہیں گذرا کہ اہلِ سنّت میں سے کسی ایک فرد نے بھی سیّدہ کائنات سلام اللہ علیہا کے خطا پر ہونے کا قول کیا ہو۔

لہٰذا حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے آپ نے جو نتیجہ نکالا اور بیان کیا وہ کسی صورت

درست اور قابلِ قبول نہیں۔

چونکہ آپ سے فقیر کا اخلاص پر مبنی ایک تعلّق ہے، لہٰذا احقاقِ حق کی خاطر فقیر اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے آپ سے گزارش کرتا ہے کہ برائے مہربانی کسی نئی بحث وتمحیص میں پڑنے کی بجائے کہ اس سے اہل سنّت کے لیے کسی نئے فتنے کا دروازہ کھلے بہتر ہے اپنی سبقتِ لسانی کا اعتراف کرتے ہوئے فوری طور پر علی الاعلان ان الفاظ سے رجوع فرمائیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کو راضی کریں کہ جب حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کو برسرِ منبر ایک عورت ٹوکے اور آپ وہیں پر فرمائیں ''امرأة أصابت ورجل أخطأ'' کہ عورت حق پر ہے اور (مجھ) مرد سے خطا ہوئی ہے تو ہمیں بھی علی الاعلان رجوع پر کیونکر مضائقہ ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائے، آمین۔

تاریخ: ۱۶؍جون ۲۰۲۰ء والسلام مع الاکرام

دعاگو ودعاجو

(دستخط)

سیّد ارشد سعید کاظمی

خادم الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

☆☆☆☆

اظہارِ مذمّت

قطبِ زماں، واقفِ رموزِ حقیقت، عارفِ ربّانی، غوث ابن غوث قاسم فیوضِ شیر ربّانی پیر سیّد محمّد باقر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان پیر سیّد فراست علی شاہ صاحب بخاری، پیر سیّد عارف علی شاہ صاحب بخاری، پیر سیّد فیض الحسن شاہ صاحب بخاری کی طرف سے

مولوی جلالی کی سیّدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے اور ان کو خطا پر تھیں کے ناپسندیدہ ترین الفاظ بولنے پر شدید غم وغصّہ کا اظہار کیا اور حکومتِ پاکستان سے اپیل کی ہے کہ اس مولوی کی وجہ سے پورے پاکستان میں فرقہ واریت پھوٹ پڑنے کا خدشہ ہے، لہٰذا مقتدر ادارے اس کو لگام دیں اور اس کو کیفرِ کردار تک پہونچائیں، تاکہ آئندہ کوئی شخص اس طرح کی

جسارت نہ کرے۔

الحمدللہ، آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی اہلِ بیتِ اطہار، صحابۂ کرام اور آپ ﷺ کی ہر نسبت کے احترام اور عزّت کا درس دیا جاتا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک دیا جاتا رہے گا۔

صاحبزادگان آف قطب زماں

☆ پیر سیّد فراست بخاری ☆ پیر سیّد عارف علی بخاری ☆ پیر سیّد فیض الحسن بخاری

آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

☆☆☆☆

رضا خانی حجۃ الاسلام کی طرف سے فتوے

پیر منور حسین جماعتی کی زیرِ صدارت جلالی کے خلاف جو کانفرنس ہوئی اس میں وہ جلالی کو کہتا ہے کہ تو خنزیر ہے ہم سے غلطی ہوئی کہ تجھے عالم سمجھ کر موتیوں کا ہار پہنا دیا۔ مزید کہتا ہے کہ جامع الاحادیث میں درج حدیث کی رو سے اہل بیت کی گستاخی کرنے پر ان تین میں سے کوئی ایک تو لازمی ہے:

(۱) منافق

(۲) ولدالزانیہ

(۳) تیرے باپ نے حیض کی حالت میں تیری ماں سے وطی کی اس سے تو پیدا ہوا۔

جلالی کی مخالفت کرنے والے بریلویت سے خارج رافضی ہیں

اب دوسری طرف رضا خانی شیخ الحدیث نذیر احمد سیالوی نے جلالی کی مخالفت ان سے توبہ و رجوع کا مطالبہ کرنے والوں جن میں عرفان شاہ مشہدی، سعید اسد، منور حسین جماعتی، مظفر حسین وغیرہ پیش پیش تھے جن میں سے کئی کے نام ماقبل میں گزر چکے ان کے متعلق لکھتے ہیں:

"تو ایک سنّی عالم دین کے اسے خطا کہنے کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں بہت بڑی جسارت اور بے ادبی قرار دیکر اس سے اعلانیہ رجوع اور توبہ لازم ہونے کا فتویٰ دینا درحقیقت

سنّیت سے اعلانیہ رجوع اور توبہ کر کے رافضیت اختیار کرنے کا فتویٰ ہے، نعوذ باللہ من ذالک۔

اس لئے ایسے تمام لوگوں پر توبہ فرض ہے جنہوں نے اس سنّی فاضل سے رجوع اور توبہ کا تقاضا کیا یا لاتعلقی کا اعلان کیا یا انہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گستاخ اور بے ادب جانا اور حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے میراث نبوی کے مسئلہ اور مطالبہ میراث میں خطا پر ہونے کا اقرار اور اعتراف بھی لازم اور ضروری ہے۔

اور جن لوگوں نے مقدمے درج کروائے یا اسمبلی میں قرارداد پیش کی یا اس کی حمایت کی اور تائید کی یا حکمرانوں کو خطوط لکھے سب پر توبہ لازم ہے"۔

(حضرت سیّدہ و سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطالبہ میراث نبوی کی شرعی حیثیت، ص ۳۴۔شائع کردہ جامعہ محمدیہ عمر ٹاؤن جڑانوالہ روڈ فیصل آباد، پاکستان، 03008092933)

تو اس مولوی کے فتوے سے آدھی سے زائد رضاخانیت جس میں رضاخانی مؤلف کے امام المناظرین بھی ہیں اہل سنت سے خارج ہو کر رافضی ہو چکے ہیں، یاد رہے کہ اس فتوے کی اب تک جن جن رضاخانیوں نے تردید نہیں کی وہ سب اس سے کلّی متفق ہیں کیونکہ رضاخانیوں کا اصول ہے:

"یہ کتاب منظور نعمانی کی زندگی ہی میں شائع ہوئی تھی، مگر منظور نعمانی صاحب نے کبھی بھی اس مضمون سے اپنی برأت اور بیزاری کا اعلان نہیں کیا، اگرچہ انہیں موقع بھی میسر تھا اور ایک رسالہ کی ادارت بھی حاصل تھی، مگر کبھی بھی اس نے اس مضمون کی تردید میں ایک حرف تک نہیں لکھا، جس کا مطلب یہی ہے کہ یہ سارا کام اس کے ایماء واشارہ اور رضا کے ساتھ سرانجام پایا"۔

(کشف القناع: ج ۱، ص ۲۷۷)

رضاخانیوں کی سرپرستی کرنے والا منور حسین جماعتی رافضی ہے

جلالی کی مخالفت کرنے والے اور سعید اسد کے ثالث و سرپرست منور حسین جماعتی کے متعلق رضاخانی کنزالعلماء جلالی کہتا ہے:

"اس اعلان میں آپ نے ایک شخصیت کی سرپرستی کا ذکر کیا ان کی سرپرستی میں لاہور میں مناظرہ ہوگا اب وہ جو چھپی ہوئی بات تھی سامنے آ گئی...... وہ جس شخصیت آپ ذکر کر رہے ہیں......تو

آپ کو پتہ ہے ان کے عقائد کیا ہے؟ آپ کو پتہ ہے کہ وہ صحابی رسول کاتب وحی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ہیں آپ کو پتہ ہے کہ وہ کس قدر رفض کی طرف جا چکے ہیں تو میں نے تو پہلے کہا تھا کہ ہر وہ شخص جو داتا صاحب کا بورڈ لگا کر سواریاں بٹھاتا ہے اور گامے شاہ اتارتا ہے ان سے تو ہماری جنگ ہے اور آپ انہی کو منصف بنا رہے ہیں"۔

یہ بیان جلالی کے آفیشل پیج پر

Molana Saeed Asad Ka Challenge Qabool

کے نام سے ۲؍جولائی ۲۰۲۰ء کو اپلوڈ ہوا۔

اشرف سیالوی کا اپنے مشائخ کو گالیاں

رضاخانی مناظر عبدالمجید سعیدی لکھتا ہے:

"پس قائلین نبوت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ کیا کچھ نہیں کہہ گئے ہیں، بے وقوف، پاگل، جانور، خود جھوٹے لعنتی اور کاذب کے الفاظ جن میں خصوصیت کے ساتھ سرفہرست ہیں، جس کی زد میں کتنی بڑی بڑی ہستیاں آگئی ہیں حتی کہ معاذ اللہ خود اپنے مشائخ کو بھی معاف نہ کیا اور سب پر ہاتھ صاف کر گئے"۔

(سندیلوی صاحب کا چیلنج منظور ہے: ص ۱۵)

میرے قتل کا ذمہ دار مفتی حنیف قریشی ہوگا، غفران سیالوی

"غفران سیالوی نے رضاخانیوں کی طرف سے اشرف آصف جلالی کو مسلک سے نکالنے والے فتوے کو پھاڑ کر پھینک دیا تھا، اب ہوا یوں کہ موصوف گولڑہ والوں کی وفات پر جنازے میں شرکت کیلئے گئے تو وہاں مفتی حنیف قریشی کے شاگردوں نے ان کی خوب درگت بنائی، جس پر انہوں نے ایک بیان اپلوڈ کیا، جس میں موصوف حنیف قریشی کی درگت بناتے ہوئے کہتے ہیں:

"حد ہوتی ہے جنازے میں دشمن بھی آجائے لوگ اس کو بھی جناب جی جی کر کے پکارتے ہیں، او ظالمو! تم نے کس مدرسے میں یہ تمہارے مدرسے میں پڑھائی جاتی ہے صرف تم اس بات پر پھٹ رہے ہوناں کہ میں نے فتویٰ پھاڑا ہے میں اس کو فتویٰ مانتا ہی نہیں وہ فتویٰ نہیں ہے، فتنہ

ہے۔ڈاکٹر جلالی صاحب کو دو مہینے تمہیں نہیں کہتے رہے کہ جس نے ماں کا دودھ پیا ہے میرے ساتھ آ کر بات کر لے اس وقت تم کرونا کے جناب بہانے بنا کر اندر گھس گئے تھے اور جب ڈاکٹر اندر گئے تمہارا کرونا ٹھیک ہو گیا ہے کیا تم دھانس دھوندلی سکھا رہے ہو لوگوں کو غلامی سکھا رہے ہو۔

مدرسے اس لئے تم نے بنائے ہیں جو تم بدمعاشیاں سکھاتے ہو غفران سیالوی تمہارا غلام نہیں ہے نہ بنوں گا نہ جھکوں گا میرا سر کاٹ دو جامعہ رضویہ والو! تمہاری بدمعاشی نہیں چلے گی میں اکیلا تنہا تمہارے ساتھ لڑوں گا۔ہاں مجھے قتل کر دو تم کر رہے ہو ناں دھمکیاں تو دے رہے ہو اور پھر یہ کہ جنازے کے گولڑہ شریف میں اسی لئے گولڑہ شریف کے مشائخ کو کہتا ہوں کہ اس کا نوٹس لیں آپ الحمدللہ سلسلہ قادریہ میں میرے ہزاروں مرید ہیں میں نے اپنے مریدوں کو آج تک بدمعاشی نہیں سکھائی الحمدللہ میں خطابت کی دنیا میں ساری دنیا جانتی ہے میری پوری دنیا خطابات سنتی ہے میری ہزاروں لاکھوں کی فالوونگ ہے میں نے آج تک اپنے کسی محبّ کو بدمعاشی نہیں سکھائی ہے اور میں کوئی مسافر نہیں ہوں یہ میرا شناختی کارڈ ہے تم نے جامعہ رضویہ میں سارے مسافر رکھ کے دور دور سے یہاں ان کو بدمعاشی سکھا رہے ہو۔یہ میرا شناختی کارڈ ہے میں یہاں کا مقیمی ہوں مکان نمبر CB۱۸۷ محلہ ٹالی موری نزد جامعہ غوثیہ راولپنڈی کینٹ۔میں یہاں کا مقیمی ہوں، میں یہاں کا شہری ہوں اس لئے RPO صاحب میں آپ کو CPO صاحب میں آپ کو DCO صاحب، کمشنر صاحب اور تمام حساس ادارے وزیراعلیٰ پنجاب اور جناب والا وزیراعظم اور چیف جسٹس سب کو میں جناب والا میں یہ بیان ریکارڈ کروا رہا ہوں اگر مجھے جناب والا یہ اتنی اگر اجتماع عام کے اندر یہ مجھے ذلیل کر رہے ہیں تو اگر میں تنہا مل گیا تو یہ میرے ساتھ کیا کریں گے؟ اس لئے مجھے دھمکیاں مل رہی ہیں مجھے ہراساں کیا جا رہا ہے میرا گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے اور جامعہ رضویہ پر مجھے تحفظات ہیں اس لئے RPO, CPO, DCO کمشنر تمام ریاستی ادارے سن لیں مجھے کسی طرح کا بھی نقصان ہوا میری جان خطرے میں ہے کسی طرح کا بھی مجھے نقصان ہوا ایف آئی آر جامعہ رضویہ پہ کاٹی جائے اور نامی نیٹ کیا جائے حبیب الحق شاہ کو اور حنیف قریشی کو یہی ساری جناب والا بدمعاشیاں سکھا رہے ہیں۔سیّد حسین الدین شاہ صاحب مجھے یقین ہے ان تک کوئی بات پہنچنے ہی نہیں دی جاتی، نیچے سارے معاملات گڑبڑ کرتے ہیں بلکہ میں ان طلباء کو کہتا ہوں سیّد حسین الدین شاہ صاحب نے تو مفتی لیاقت رضوی صاحب کے جنازے میں کہا تھا کہ میں سامنے بیٹھا تھا کہ

میرے ساتھ آج تک کسی نے زیادتی کی ہے میرے متعلق تک آج تک کسی نے برا سوچا یا برا کہا ہے میں اللہ رسول کی رضا کیلئے معاف کرتا ہوں تمہارے استاد تو یہ اور تمہاری حالت کیا ہے؟ حالانکہ انعام الحق شاہ صاحب حسین الدین شاہ صاحب کے بڑے بیٹے میں ان کا نام نہیں لے رہا، حبیب الحق شاہ اور حنیف قریشی مجھے کسی طرح کا بھی نقصان ہوا یہی بندے ذمہ دار ہیں جامعہ رضویہ کی مینیجمنٹ ذمہ دار ہے جامعہ رضویہ پر ایف آئی آر کاٹی جائے گی اور نامی نیٹ کیا جائے گا بالخصوص دو بندوں کو حنیف قریشی اور جناب والا حبیب الحق شاہ۔

بہت ہوگئی تمہاری بدمعاشی بہت میں نے برداشت کرلیا، حد ہوتی ہے گولڑہ شریف کے جنازے میں اتنی بڑی عظیم ہستی کا جنازہ لاکھوں کی تعداد میں اجتماع ہے تم وہاں تماشہ لگا رہے ہو اور اتنے جناب والا وہاں ہزاروں تعداد یک دم جمگھٹا بن گیا کیا جی کیا جی؟ او جی سیدہ زہرا پاک کا گستاخ ہے۔لعنت ہو تمہارے اس behaviuor پہ۔ یہ جناب والا تمہارا بی ہیویئر ہے؟ ایک دفعہ امانت حیدری صاحب ہمارے دوست ہیں ان کی مسجد میں علامہ عزیز الدین کوکب صاحب کا خطاب تھا میں ویسے ہی چلا گیا اوپر سے خطاب کرکے پنڈی گھیپ سے آرہا تھا میں نے کہا حضرت قبلہ صاحب امانت علی حیدری صاحب کی مسجد میں میرا خطاب ہے علامہ......چشتی صاحب کو میں نے فون کیا کہا ادھر ہی ہیں میں نے کہا چلو میں بھی آرہا ہوں کوکب صاحب خطاب کر رہے ہیں، جونہی میں مسجد میں داخل ہوا امانت علی حیدری صاحب نے نعرے لگانے شروع کردئے میری شکر گزاری اور میری تعریف۔۔۔تو قبلہ علامہ عزیز الدین کوکب صاحب نے مائیک چھین لیا کہا چھوڑو چھوڑو اتنی تعریفوں کے پل باندھنے کی ضرورت نہیں۔میں بھی حیران ہوں کہ یہ کیا کہتے ہیں کہا کوئی سیالوی صاحب کا احسان نہیں ہے اگر آئے ہیں کیوں؟ کہا سیالویوں کا فرض بنتا ہے کہ گولڑویوں پر نظر رکھے۔ یہ لحاظ ہے جو حقیقی گولڑوی ہیں ان کا گولڑہ کے مشائخ بالخصوص قبلہ پیر سید معین الحق شاہ صاحب گیلانی ان کی خدمت میں قبلہ سید نظام الدین گیلانی ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کے آستانے پر میں آپ کا مہمان تھا اور جنازے میں شامل ہوا اور یہ انہوں نے تماشہ وہاں لگایا اور قبلہ حسین الدین شاہ صاحب کی خدمت میں بھی عرض کر رہا ہوں اپنے طلبہ کی آپ تربیت کریں اور میں انتظامیہ کو پھر یہ کہہ رہا ہوں RPO, CPO کمشنر DCO تمام ریاستی اداروں کو کہتا ہوں میرے ساتھ کچھ بھی ہوا مجھے کسی طرح کا بھی نقصان ہوا ایف آئی آر جامعہ رضویہ پہ نامینیٹ کی جائے یہ میں بالکل واضح کہہ

رہا ہوں مجھے ان سے خطرہ ہے اپنی جان کا اس میں حبیب الحق شاہ اور جناب حنیف قریشی کو نامینیٹ ایف آئی آر میں کیا جائے۔

عجیب تماشہ ہے اختلاف کرو نا اختلاف کرو اختلاف سے کیا ہے؟ جتنا سخت سے سخت بولنا ہے بولو لیکن یہ کیا ہے؟ تم جنازوں پہ تماشے لگانا شروع کر دیے تم نے۔ بس میں یہ آخری پھر یہ کہتا ہوں مدرسے بند کر دو میں ریاستی اداروں کو بھی کہتا ہوں مدرسے بدمعاشی کیلئے نہیں ہیں یہ دھانس دھوندلی دس مدرسے میں بچے پال کر تم کیا سمجھتے ہو ہر ایک کو تم آنکھیں دکھانا شروع کر دیتے ہو۔ مدرسے اس لئے ہوتے ہیں؟ لوگوں کو بدمعاشی سکھانے کیلئے؟ اپنے سے جناب والا کمزور ہو اس پر چڑھائی کرنے کیلئے مدرسے ہوتے ہیں؟ جو تمہارے ساتھ نہ کھڑا ہو اس کے گریبان پکڑنے کیلئے مدرسے ہوتے ہیں؟ جو تمہارے موقف کی تائید نہ کرے اس پہ چڑھ دوڑنے کیلئے مدرسے ہوتے ہیں؟ یہ دین تم پڑھتے ہو؟ یہ تمہیں دین سکھاتا ہے؟ یہ مدرسے سے تمہیں تعلیم ملتی ہے؟ اس سے تو بہتر ہے کہ مدرسے کو بند کر دو، آگ لگا دو ایسے مدرسے کو بلڈوز کر دو ایسے مدرسے کو جن کے طلباء میں اتنی تمیز نہیں ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور کہاں جھک مار رہے ہیں"۔

غفران سیالوی نے (۲۲) منٹ کے اس بیان میں اور بھی بڑی دلچسپ باتیں کی ہیں جو آپ یوٹیوب پر جا کر سرچ بار میں Ghufran Sialvi pr Hamla لکھ کر دیکھ سکتے ہیں مختلف چینلز نے یہ بیان اپلوڈ کیا ہے۔

یاد رہے کہ یہ وہ غفران سیالوی ہے جس کے بارے میں حنیف قریشی کہتا تھا کہ پنڈی میں جو سچے معنوں میں عاشق رسول ﷺ ہے وہ غفران سیالوی ہے۔ اس کا یہ بیان ۲۵ / مارچ ۲۰۱۹ء کو

Mufti Hanif Qureshi Izhar e Mohabbat Allama Ghufran Mehmood Sialvi

کے عنوان سے Ahle Sunnat Bayan چینل پر اپلوڈ ہوا، اب جس مسلک کے مولوی خود اپنے ہی نامزد کردہ عاشقان رسول ﷺ کی جان کے دشمن ہیں ان کو گستاخ کہہ کر ان پر قاتلانہ حملے کرواتے ہیں اور دوسرا مولوی کہتا ہے کہ ان کے مدرسے بلڈوز کر دو، یہ تو بدمعاش ہیں ایسے مسلک کے "لنڈے کے محققین"، آج متکلم اسلام صاحب زید مجدہم پر کتاب لکھتے ہیں کہ ان کو فلاں نے یہ کہہ دیا فلاں

نے یہ کہہ دیا!!!!

شرم تم کو مگر نہیں آتی ....

خلاصہ کلام: نیٹ پر آپ کو اس حوالے سے اتنا کچھ مواد مل جائے گا کہ اس پر مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے، بس سرچ بار میں لکھتے جائیں اور ایک ایک وڈیو دیکھتے جائیں ہم نے بطور نمونہ چند بیانات ذکر کر دیے، کیونکہ ہمارا اصل مقصد اس اختلاف کو جمع کرنا نہیں۔

اب یہ ایک مسئلہ پر ان کے اختلاف کا حال ہے تو جس کے اپنے گھر میں اس قسم کا کفریہ اختلاف موجود ہو، اسے شرم نہیں آتی کہ وہ متکلم اسلام صاحب پر کتاب لکھتا ہے پہلے اپنے گھر کے اس گند کو تو صاف کرے، اپنے ان غرّاتے مولویوں اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے مولویوں کے اس جھگڑے کے متعلق موصوف جو تبصرہ کریں وہی ہماری طرف سے اپنی کتاب کے متعلق قبول کر لیں، موصوف نے خواہ مخواہ کئی صفحات لکھ کر سیاہ کیئے ہاتھ تو کچھ بھی نہ آیا!!

رضا خانی کنز العلماء کفر بک چکا ہے، توبہ لازم!

ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کے اس بیان کے خلاف رضا خانی محقّق زماں مفتی محمّد چمن زمان نجم القادری رئیس جامعۃ العین سکھر نے (۲۸۵) صفحات کی کتاب بنام "تنزیہ مکانۃ الزھراء عن وصمۃ الخطاء"، لکھی جو پی ڈی ایف کی صورت میں انٹرنیٹ پر شائع کی گئی، جس پر "پیش کش" کے عنوان سے مندرجہ ذیل رضا خانیوں کے نام ہیں:

پروفیسر سیّد مظہر سعید کاظمی

امیر اہلسنت پیر سائیں عبد الخالق قادری

جانشین محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ فضل رسول حیدر

سید حبیب الحق شاہ

امیر الدین نقشبندی

اس میں ہے:

"خطیب مذکور (یعنی اشرف جلالی...... از ناقل) کے چند خطابات میں نے خود سنے، موصوف

کی غلطیوں کی فہرست طویل ہے۔ابتدا موصوف نے جگر گوشہ رسول ﷺ کی جانب وقوع خطا و غلطی کی نسبت کا (۱۱) تکرار کیا۔جو یقیناً سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخت بے ادبی اور ایذائے مصطفی ﷺ کا باعث ہے۔بعد از اں سمجھانے پر انتہائی تعلّی وتکبر کا مظاہرہ، پھر متعدد بار مطلق بولے گئے لفظ "خطاء و غلطی" کی بلا قرینہ بلکہ خلاف قرینہ خطاء اجتہادی سے تاویل، حالانکہ تاویل صحیح بھی عرف میں بے ادبی سمجھی جانے والی گفتگو کو دائرہ اساءت سے نہیں نکال سکتی"۔

(تنزیہ مکانۃ الزہرا عن وصمۃ الخطا،ص ۹،۸)

اپنی گفتگو کو درست ثابت کرنے کیلئے انبیائے کرام کے معاملات کو محل مثال میں لانا جو بتصریح ائمہ شدید حرام نیز ہر ہر نبی کی جانب وقوع خطاء کی نسبت کو تکذیب انبیاء کو مستلزم ہے"۔

(تنزیہ مکانۃ الزہرا عن وصمۃ الخطا،ص ۱۰)

سمجھانے والے علماء کی توہین وتحقیر سادات کرام کا مذاق اڑانا اپنے مخالفین کو رافضی قرار دینا اپنی ہٹ دھرمی کے باعث اہلسنت کی صفوں میں بدترین افتراق وانتشار کا باعث بننا۔

(تنزیہ مکانۃ الزہرا عن وصمۃ الخطا،ص ۱۰،۱۱)

اور آخر میں فیصلہ سناتے ہوئے لکھتا ہے:

"بنابر امور مذکورہ بالا:

وہ شخص ضالّ، مضلّ اور منہج اہلسنت سے الگ ہو چکا ہے،و یلزم من کلامہ کفر بوجوہ عدیدۃ لکن لانکفر احدا من المسلمین متی امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او وجدت روایۃ انہ لایکفر ولو روایۃ ضعیفۃ ولو کانت الروایۃ لغیر اہل مذہبنا"۔

(تنزیہ مکانۃ الزہرا عن وصمۃ الخطا،ص ۱۱)

یعنی متعدد وجوہ سے ڈاکٹر جلالی پر کفر لازم ہو چکا ہے، یہ الگ بات ہے کہ اپنی پرانی منافقانہ عادت کی وجہ سے اپنے بندے پر کفر کا فتویٰ نہیں لگا رہے ہیں!!

باب ششم

متکلم اسلام علمائے دیوبند کی نظر میں!

اس باب میں متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہم کا مقام ومرتبہ علمائے دیوبند کی نظر میں کیا ہے؟ اس پر مختصر تبصرہ کیا جائے گا!!!!

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

متکلمِ اسلام مولانا محمدّ الیاس گھمن مدّظلہ

چند معاصرین کی نظر میں

① حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری رحمہ اللہ

(شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند)

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم نے بھی اس کی شرح "زبدۃ الشمائل" کے نام سے تحریر فرمائی ہے۔

موصوف کی زبان نہایت آسان اور صاف ہے، اندازِ بیان بھی پسندیدہ اور پرکشش ہے اور عوام وخواص میں مقبول بھی، آپ کی تصانیف اور تقاریر سے ایک عالم مستفیض ہو رہا ہے۔ "زبدۃ الشمائل" میں قارئین کے لیے دلچسپی کا سامان مہیا ہے، ان شاء اللہ دوسری تصانیف کی طرح یہ تصنیف بھی قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔

وما ذلك على الله بعزيز

خادم دار العلوم دیوبند

۱۱/ذوالقعدہ ۱۴۳۷ھ

② حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزّاق اسکندر مدظلہ

(نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

(مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

(مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے مؤلف گرامی مولانا محمّد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ کو جنہوں نے "شمائل ترمذی" کی ضروری ابحاث کو "زبدۃ الشمائل" کے عنوان سے جمع فرمایا۔ مؤلف موصوف کا انداز بیان سادہ، سلیس اور عام فہم ہے جس کی وجہ سے یہ مجموعہ اہل علم کے علاوہ عوام کے فہم اور ادراک سے بھی بعید نہیں اور عام اردو خواں بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

والسلام

یکم رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ

مطابق ۷ رجون ۲۰۱۶ء

③ حضرت مولانا مفتی محمّد زر ولی خان صاحب مدّظلہ

(مہتمم جامعہ احسن العلوم ٹاؤن کراچی)

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن جو حقیقت میں سیفِ اسلام ہے اور اس وقت کے ابن تیمیہ اور ابن قیم ہیں اور تمام فتنوں کیلئے سچ مچ اللہ نے ایک لاثانی جواب شافی پیدا کیا ہے ان کو جتنی بھی دعائیں دی جائیں ان کی منقبت کی جائے وہ کم ہے۔

یہ بیان ۳۰ رمئی ۲۰۲۰ء کا ہے جو ۳۱ مئی ۲۰۲۰ء کو Ahnaf Media Services پر اپلوڈ ہوا۔ اس بیان کو سن کر سعید اسد اور اس کے داڑھی منڈے مفتیوں کو بھی شرم کرنی چاہیئے جو کہتے تھے کہ ایک مولوی بھی ان کی حمایت میں نہیں۔

④ حضرت مولانا صوفی محمّد سرور دامت برکاتہم

(شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ ربّ العلمین والصلوۃ والسلام علٰی خاتم النبیین وعلی اٰلہ وازواجہ واصحابہ واتباعہ اجمعین!

مولانا گھمن صاحب کی زبدۃ الشمائل کتاب میرے پاس تقریظ کے لیے آئی، جو انہوں نے جیل میں لکھی، بعض جگہوں سے دیکھی پڑھی بہت مفید پایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شمائل ترمذی کی اس شرح کو قبول فرمائیں اور ہر خاص وعام کے لیے نافع بنائیں، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور

۲۴/ذوالحجہ، ۱۴۳۷ھ

۲۷/ستمبر، ۲۰۱۶ء

⑤ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکّی رحمہ اللہ

(خلیفہ مجاز برکۃ العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا گھمن صاحب کو یہ بھرپور صلاحیت عطا فرمائی ہے کہ وہ بہت سے مشکل مسائل عام الفاظ میں ایسے بیان فرماتے ہیں کہ ہر عام شخص سطحی علم والا بھی اسے اچھی طرح سمجھ جاتا ہے۔ اس شرح شمائل "زبدۃ الشمائل" کو اللہ تعالیٰ قبولیت سے سرفراز فرمائے اور حضرت مولانا گھمن صاحب کے لیے اسے صدقہ جاریہ مقبولہ بنائے اور برادرانِ اسلام کو اس مبارک کتاب سے مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

شب اتوار
۷ر رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ
مطابق ۱۲ر جون ۲۰۱۶ء

⑥ حضرت مولانا محمّد عزیز الرحمٰن ہزاروی رحمہ اللہ

(خلیفہ مجاز برکۃ العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ)

22 رمضان المبارک 1437ھ بعد نماز مغرب محترم حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ جامعہ دار العلوم زکریا تشریف لائے اور اپنی کتاب "زبدۃ الشمائل" شرح شمائل ترمذی پر چند کلمات تحریر کرنے کے لیے فرمایا۔ حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، مختلف موضوعات پر آپ کی قیمتی تصنیفات کا سلسلہ ملتا رہا ہے۔

۲۹ر رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ

⑦ حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی دامت برکاتہم

ہمارے اکثر اکابر اسلاف نے سنتِ یوسفی ادا کرتے ہوئے تنہائی میں تحریراً جو خدمات انجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ ہمارے ممدوح، مکرم، محترم، مولانا محمّد الیاس، صاحبِ اخلاص، یاس کو آس سے بدل کر ہر میدان میں پاس ہونے والے دامت برکاتہم نے شمائل ترمذی کی شرح "زبدۃ الشمائل" کے نام سے ترتیب دی۔ ایسی جگہ میں جہاں تنہائی ہی تنہائی ہو، اخلاص اور یکسوئی اور انتہائی توجہ وانہماک سے جو کام سر انجام دیا جائے وہ یقیناً معرکۃ الآراء ہوتا ہے اور پھر جس میں ساتھ ساتھ عشق ونسبت، عقیدت واحترام کے جذبات کا بحرِ ذخّار ٹھاٹھیں مارتا ہے پھر اس کی حلاوت وچاشنی کئی گنا بڑھ جاتی ہے، نام بھی "زبدۃ الشمائل" سبحان اللہ!

خانقاہ مدنی، حال وارد ایبٹ آباد
۹ر شوال المکرّم، ۱۴۳۷ھ، مطابق ۱۴ر جولائی ۲۰۱۶ء

⑧ حضرت مولانا ارشاد احمد زید مجدہٗ

(شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا)

مولانا کو اللہ تعالیٰ نے عوام الناس کو مشکل سے مشکل بات آسان انداز میں سمجھانے کا ملکہ عطاء فرمایا ہے۔ اپنی اسی صلاحیت کو اس عظیم خدمت میں استعمال کیا جو علماء، مدرسین، خطباء اور عوام الناس سب طبقوں کے لیے مفید ہے۔

والسلام

۳؍ذوالقعدہ ۱۴۳۷ھ

⑨ حضرت مولانا عبدالغفور مدّظلہ، ٹیکسلا

(خلیفہ مجاز قطب الاقطاب حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ)

(مہتمم مدرسہ عربیہ سراج المدارس ٹیکسلا)

آپ نے متکلم اسلام حفظہ اللہ کے نام ایک خط لکھا تھا، جس کا مضمون یہ ہے:

بعد الحمد والصلوۃ وارسال التسلیمات والتحیات حقیر سراپا تقصیر عبدالغفور عفی عنہ کی طرف سے مخدومنا ومخدوم العلماء والصلحاء متکلم اسلام محقّقِ دوراں حضرت مولانا محمّد الیاس گھمن مدظلہم.........................

اس پُرفتن دور میں مسلک حقہ اہل السنت والجماعت کی پاسبانی اور فرقہ ضالّہ جدیدہ وقدیمہ کی مدلل تردید کے لیے آپ کا وجود نعمتِ عظمیٰ اور امت مسلمہ کے لیے باعثِ فخر ہے، مولائے پاک دینِ حق پر استقامت عطا فرما کر اپنی خصوصی حفاظت میں رکھیں، آمین ثم آمین۔

والسلام مع الاکرام

عبدالغفور عفی عنہ

خادم ومدرس مدرسہ عربیہ سراج المدارس ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

۴؍شعبان ۱۴۳۸ھ، مطابق ۳؍مئی ۲۰۱۷ء

⑩ حضرت مفتی نعیم صاحب رحمہ اللہ

(رئیس جامعہ بنوریہ، رکن عاملہ وفاق المدارس)

﴿قال اللہ تبارک و تعالیٰ انّ بعض الظنّ اثمٌ﴾ صدق اللہ العظیم

معزز سامعین کرام! اور علمائے کرام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب ماشااللہ ایک باطل فرقوں کے خلاف بہت کام کر رہے ہیں اور الحمد للہ ان کے کام کی برکت سے بہت سے لوگوں کے عقائد درست ہوئے ہیں اور بہت سے لوگ وہ صحیح راستے پر آئے ہیں تو بعض قوتیں ایسی ہیں جو مولانا کے اس کام کو برداشت نہیں کر سکی اور مولانا کے خلاف مختلف پروپیگنڈے کئے اور اس طریقے سے بعض عورتوں کو استعمال کیا مولانا کے خلاف اور عام طور پر یہ ہوتا رہا ہے کہ علمائے حق کے خلاف جو زن اور زر یا زمین اس سے علمائے حق کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تو مولانا کے ساتھ بھی یہی ہوا، جب میں نے اس معاملے کی پوری تحقیق کی اور گہرائی تک اس کے اندر گیا تو جاننے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ مولانا کے اوپر یہ مکمل طور پر سو فیصد یہ الزام ہے اور غلط ہے، لہذا جو لوگ الزام لگا رہے ہیں قرآن پاک کی اس آیت میں مطابق اللہ پاک فرماتا ہے کہ بعض گمان جو ہوتے ہیں وہ گناہ ہوتے ہیں، لہذا جب تک مکمل تحقیق نہ ہو سنی سنائی باتوں پر اس طریقے سے مولانا کے خلاف رائے قائم کرنا انتہائی غلط بات ہے، اگر کرنی ہے تو پھر مولانا کو بھی سامنے بلایا جائے اس کے بعد پھر بات کی جائے اس طریقے سے کرائم کر کے اور پھر ایک طریقے سے مولانا کے خلاف فضا بنانا غلط ہے، لہذا میری تحقیق کے مطابق مولانا کردارا اعمالاً ہر اعتبار سے قابل اعتماد ہیں، لہذا علماء کو چاہیئے کہ اپنے ہی علماء کے خلاف پروپیگنڈا کر کے اپنے علماء کو بدنام نہ کیا جائے اور مولانا جس طرح کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے کام میں ترقی عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

نوٹ: یہ بیان احناف میڈیا سروس پر اپلوڈ ہوا۔ ۸ / نومبر ۲۰۱۶ء کا بیان ہے۔

⑪ حضرت پیر ذوالفقار نقشبندی صاحب زید مجدہم

اب یہاں پر ایک اختلافی مسئلہ ہے۔علمائے اہل سنت حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں، لیکن بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو حیات کے منکر ہیں ۔یہ ''مماتی'' کہلاتے ہیں ہم ان کو پتھری کہتے ہیں، جہاں پتھری کا نام آئے گا آپ سمجھ لیں یہ مماتی بندہ ہے۔اب یہ مسئلہ تو بہت مشکل ہے علماء کے سمجھانے کا ہے ۔ان مسائل کے اسپیشلسٹ موجود ہیں جیسے مولانا الیاس گھمن صاحب اس مسئلہ کے ماہر ہیں ۔اگر آپ تفصیل معلوم کرنا چاہیں تو ان کے پاس جائیں وہ آپ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حیات النبی ﷺ کے بارے میں پوری تفصیل بتائیں گے،مگر میں چونکہ ایک طالب علم ہوں تو میں آج کی اس مجلس میں حیات النبی ﷺ کے بارے میں وہ عام فہم سی باتیں کرتا ہوں کہ ہم حیات النبی ﷺ کو کیوں مانتے ہیں؟

(سورہ حجرات کے ساتھ فوائد،ص ۶۱)

⑫ متکلمِ اسلام اور ان کی کتب کے بارے میں

دارالعلوم دیوبند کے فتاویٰ

سوال نمبر:167412

عنوان: کیا مولانا الیاس گھمن اور مولانا امین صفدر صاحب دیوبندیوں کے صحیح ترجمان ہیں؟

(۲): مماتی دیوبندی ہیں یا نہیں؟

سوال: ۱) دراصل مجھے یہ پوچھنا ہے کہ حضرت مولانا محمّد الیاس گھمن اور حضرت مولانا محمّد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کیا دیوبند حیاتیوں کے صحیح ترجمان ہے یا نہیں؟ (۲) مماتی اپنے آپکو دیوبندی کہتے ہیں کیا وہ دیوبندی ہے یا نہیں؟ مزید دیوبندی نہ ہونے کی وجہ بھی پیش فرماد یجئے ۔

۳) غیر مقلد منی کو پاک کہتے ہیں اور ہم حنفی دیوبندی حیاتی منی کو ناپاک کہتے ہیں تو غیر مقلد پاک ہونے میں کس دلیل کو زیر بحث لاتے ہیں اور ہم دیوبندی کس دلیل کو پیش کرتے ہیں دونوں ارشاد فرمادیجئے اور مزید استدلال بھی پیش فرمادیجئے۔ جزاکم اللہ

جواب نمبر: 167412

تاریخ اشاعت: Sep-2020-01

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1440/N=5/335-Fatwa:416

(۱): اولاً واضح ہو کہ دیوبندیت کوئی مستقل مسلک یا مکتب فکر نہیں ہے؛ بلکہ اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کا دوسرا نام ہے، کیوں کہ قرون متوسطہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف منسوب بعض علماء میں جو غلط عقائد واعمال درآئے تھے، جس کی وجہ سے اہل السنۃ والجماعۃ کا اصل مسلک مشتبہ ہونے لگا تھا، اکابرین علمائے دیوبند نے باقاعدہ تحریک اور مشن کے طور پر قرآن وسنت سے ماخوذ اہل السنۃ والجماعۃ کے اصول کی روشنی میں ان غلط عقائد واعمال کی تردید فرمائی اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کا احیا فرما کر بدعات ورسومات کا قلع قمع فرمایا ہے، اس لیے اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کا دوسرا نام دیوبندیت پڑ گیا، (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج، مؤلفہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمدؐ طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)۔ **اس کے بعد آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ میری معلومات کے مطابق یہ دونوں اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک پر ہیں اور انہی کے ترجمان ہیں۔**

(۲): مماتی فرقہ: بنیادی طور پر عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار کرتا ہے، یعنی حضرت نبی کریم ﷺ بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اجساد مطہرہ کو وفات کے بعد ان کی قبروں میں بہ تعلق روح حیات حاصل نہیں ہے، ان کا جسم محض بے جان اور مردہ ہے، حیات صرف ان کی ارواح کو حاصل ہے اور ان کی ارواح کا اجساد مطہرہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، یعنی برزخ میں انھیں محض روحانی حیات حاصل ہے، جسمانی حیات حاصل نہیں ہے اور یہ فرقہ انکارِ حیات کی بنیاد پر دیگر بعض ایسے عقائد کا بھی حامل وقائل ہے، جو اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کے خلاف ہیں، جیسے

حضرت اقدس نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارکہ پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے وہ بھی آپ علیہ السلام براہِ راست سماعت نہیں فرماتے، بلکہ فرشتوں کے ذریعہ آپ ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے، آپ سے دعا اور سفارش کی درخواست کرنا غلط ہے، دعا وغیرہ میں کسی کا وسیلہ اختیار کرنا شرک، بدعتِ قبیحہ اور حرام وناجائز ہے، قبر میں میت کو کوئی عذاب وثواب نہیں ہوتا، عذاب وثواب کا تعلق صرف روح سے ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے یہ فرقہ گمراہ اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے اور اس کی امامت مکروہِ تحریمی وناجائز ہے اور عام حالات میں اس سے دوری اور کنارہ کشی ہی رکھنی چاہیئے اور ان کا اپنے کو اہل السنۃ والجماعۃ یا دیوبندیوں میں سے سمجھنا غلط ہے۔

(۳) منی کی طہارت ونجاست کا مسئلہ ائمہ اربعہ کے درمیان بھی مختلف فیہ ہے، بلکہ یہ اختلاف دورِ صحابہؓ سے چلا آرہا ہے، آپ مسئلہ کی تمام تفصیلات جاننے کے لیے اردو میں تحفۃ الالمعی، تحفۃ القاری اور درسِ ترمذی وغیرہ کا اور عربی میں معارف السنن، بذل المجہود اور اعلاء السنن وغیرہ کا مطالعہ کریں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

دارالافتاء

⑬ دارالعلوم دیوبند کی ویب سائٹ سے مزید تائیدات

متفرقات و دیگر

سوال نمبر: 63046

عنوان: متکلمین اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظ اللہ کی کتاب "جہاد فی سبیل اللہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ" پڑھنے میں مفید ہے کیا؟ اسے عوام پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: (۱) کیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جہاد فی سبیل اللہ کے خلاف تھے یا ساتھ تھے؟ براہ کرم جواب دیں۔ (۲) متکلمین اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظ اللہ کی کتاب "جہاد فی سبیل اللہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ" پڑھنے میں مفید ہے کیا؟ اسے عوام پڑھ سکتے ہیں؟

جواب نمبر: 6304601 تاریخ اشاعت: Sep-2020

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa ID: 281 -306/L=3/1437-U) "جہاد فی سبیل اللہ" کی فضیلت قرآن

واحادیث سے ثابت ہے کوئی بزرگ یا ولی اس کا منکر نہیں ہوسکتا، میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ جہاد فی سبیل اللہ کے خلاف تھے۔(۲) **اس کتاب کا مطالعہ میں نے نہیں کیا ویسے حضرت مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ ایک معتبر لائق اعتماد عالم دین ہیں اس لیے مولانا کی اس کتاب کا مطالعہ مفید ہوگا**، البتہ ایسی کتابیں عوام کے پڑھنے کی نہیں ہوتیں اس لیے عوام کو اس طرح کی علمی کتابوں کا مطالعہ نہ کرنا چاہیئے، عوام کو مطالعہ کسی معتبر عالم دین کی نگرانی میں کرنا چاہیئے، واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

عقائد وایمانیات وفرق ضالہ

سوال نمبر: 53597

سوال: یہاں کچھ فتنہ پرور لوگ علمائے دیوبند پہ کافی تنقید کرتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں کفریات ہیں۔آپ حقیقت میں بتائیں کہ کیا کسی کتاب میں ہمارے علمائے سے کوئی غلطی ہوئی ہے یا یہ جھوٹی بکواس کرتے ہیں؟ اور برائے مہربانی دیوبند پہ اعتراضات کے جواب میں کچھ مستند کتابوں کے نام بتادیں۔

جواب نمبر: 5359701 تاریخ اشاعت: Sep-2020

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa ID: 1113 -374/L=10/1435-U مطالعہ اور علم نہ ہونے کی وجہ سے ان حضرات کو اعتراض ہے اگر وہ حضرات قرآن وحدیث کا گہرائی اور انصاف سے مطالعہ کریں گے تو اکابر علمائے دیوبند کی عبارات پر اعتراض نہ ہوگا۔اگر کسی عبارت پر کوئی اعتراض ہے تو اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیا جاچکا ہے۔ان کتابوں کا مطالعہ فرمالیں ان میں عبارات اکابر پر کیے جانے والے اشکالات کے جوابات اور ان کی صحیح توجیہ پیش کی گئی ہے۔(۱) عبارات اکابر، مؤلف مولانا سرفراز صفدر صاحب رحمہ اللہ۔(۲) المہند علی المفند ،مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ۔(۳) مجموعہ رسائل چاندی پوری دو جلدیں، مولانا مرتضیٰ حسن چاندی پوری رحمہ اللہ۔(۴)

حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب ۔ (۵) جواب حاضر ہے ۔ حضرت مولانا نظام الدین قاسمی ۔ (٦) غلط فہمیوں کا ازالہ، حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ ۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

عقائد وایمانیات واسلامی عقائد

سوال نمبر: 63007

سوال: میں کیرالہ سے ہوں اور دیوبند کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کیوں کہ کیرالہ سنّی مستھا لیڈران دیوبندی علماء کے خلاف ہیں اور وہ بہت سارے مسائل کی بات کر رہے ہیں ۔ اس لیے میں دیوبند اور بریلیوں کی حقیقت جاننا چاہتا ہوں ۔

جواب نمبر: 6300731-Aug-2020: تاریخ اشاعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

E-1437/N=3/278- 263:Fatwa ID

جب انگریز نے ہندوستان آ کر یہاں اپنے قدم جمالئے اور دینی اعتبار سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا تو ہندستان کے اہل حق علمائے کرام نے انگریز کے خلاف عوام کو متحد کرنے کی کوشش کی لیکن احمد رضا خان اور اس کے ہمنواؤں نے انگریزوں کا ساتھ دیا اور وہیں احمد رضا خاں اور اس کے ہمنواؤں نے علمائے دیوبند کی مخالفت شروع کر دی اور اس کو دینی مخالفت کا رنگ دیدیا اور بدعت کے قبیل کی بہت سی چیزوں کو دین اور دین کا جزو وحصہ قرار دینے لگے، جس کی بنا پر اہل حق علمائے کرام نے سنت وبدعت کی وضاحت کی اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا، جس کی بنا پر احمد رضا خاں اور اس کے ہم نواؤں نے اہل حق علمائے کرام کی تکفیر اور ان پر سب وشتم شروع کر دیا؛ اس لیے بریلوی لوگ بدعات وخرافات کے علم بردار اور عملی طور پر سنت طریقہ سے کوسوں دور ہوتے ہیں اور اہل حق علمائے کرام پر ناجائز سب وشتم کرتے ہیں، جب کہ علمائے دیوبند حق وباطل اور سنت وبدعت کو واضح کر کے خود بھی حق وسنت کا اتباع کرتے ہیں اور باطل اور بدعت سے بچتے اور دور رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی اتباع حق وسنت کی دعوت دیتے ہیں

اور باطل اور بدعت سے بچنے اور دور رہنے کی تاکید کرتے ہیں، آپ مزید اہل حق علمائے کرام اور بریلویوں کے اختلافات کی تفصیل کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیں: اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۳۶ - ۱۲۸، محاضرات علمیہ برموضوع رد رضاخانیت، پیش کردہ: حضرت مفتی محمد امین صاحب پالن پوری مدظلہ، مطالعہ بریلویت، مؤلفہ: علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب، بریلوی علما ومشائخ کے لیے لمحہ فکریہ، مؤلفہ: حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری، دیوبندیت وبریلویت دلائل کے آئینہ میں، مؤلفہ: حضرت مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مدظلہ، دیوبند سے بریلی تک، مؤلفہ: مولانا ابوالاوصاف رومی صاحب، **فرقہ بریلویت، پاک وہند کا تحقیقی جائزہ، مؤلفہ: مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ** اور بریلویت حقائق کے آئینہ میں، مؤلفہ: حافظ غلام محمد میمن صاحب کا مطالعہ فرمائیں، اور حضرات علمائے دیوبند کے مختصر حالات لیے حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں: اکابر علمائے دیوبند اتباع شریعت کی روشنی میں، اکابر علمائے دیوبند کا تقوی، اکابر کا رمضان وغیرہ کا مطالعہ بہت بہتر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

عقائد وایمانیات > وتقلید ائمہ ومسالک

سوال نمبر: 51412

عنوان: علماء حرمین کا مسلک

سوال: کیا علماء حرمین اور علماء دیوبند میں کسی مسئلے پر اختلاف ہے؟ اگر ہاں تو کس بات پر؟ علماء حرمین ہمارے کو یعنی دیوبندیوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ ایک بریلوی بندے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ علماء حرمین دیوبندیوں کو نعوذ باللہ کافر سمجھتے ہیں اس قول کی کیا حقیقت ہے؟ اور یہ بریلوی لوگ ہمارے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟ آخر یہ احمد رضا صاحب کون تھا؟ اور جو کفریہ کلمات وہ لوگ ہمارے علماء مولانا اسماعیل شہید مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہما کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کا کیا جواب دیں؟

جواب نمبر:5141201-Sep-2020: تاریخ اشاعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa ID:1015 -741/L=9/U-1435

(۱) آپ کو جس مسئلے میں اختلاف نظر آرہا ہے اس مسئلے کے بارے میں سوال کریں، پھر ان شاء اللہ جواب دیا جائے گا۔(۲) کچھ ہی سالوں کے اندر دارالعلوم دیوبند میں ائمہ حرمین میں سے شیخ سدیس شیخ شریم صاحب اور حرم مدنی کے امام بھی تشریف لاچکے ہیں اور انھوں نے دارالعلوم دیوبند اور علمائے دیوبند کی خدمات کو سراہا ہے، اس سے پہلے بیت اللہ شریف کے سب سے بڑے امام شیخ سبیل رحمہ اللہ نے بھی دیوبند کی حاضری کے موقع پر اچھے تاثرات کا اظہار فرمایا تھا، اس کے علاوہ بہت سے ائمہ، وزراء وقتاً فوقتاً تشریف لاچکے ہیں اور سب نے اچھے تأثرات کا اظہار کیا ہے۔(۳) نعوذ باللہ علمائے حرمین میں سے جو حضرات علمائے دیوبند کو کافر کہتے ہیں ان کے ناموں کی فہرست دکھادو اور وہ کون علماء ہیں؟ یہ سراسر ایک بہتان اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔(۴) قرآن وحدیث کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے بریلوی حضرات علمائے دیوبند سے بدگمانی رکھتے ہیں اس مسئلے کو وضاحت سے سمجھنے کے لیے انکشافِ حق کتاب کا مطالعہ کرلیا جائے۔(۵) مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے مکمل تعارف کے لیے مولانا الیاس گھمن صاحب کی کتاب "فرقۂ بریلویت ہند و پاک کا تحقیقی جائزہ" اس کتاب کا مطالعہ فرمالیں، ان شاء اللہ مکمل جواب مل جائے گا۔(۶) جو کفریہ کلمات ہمارے اکابرین علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ بھی عدم علم اور جہالت کی وجہ سے، اگر آپ کو ان عبارتوں کا جواب مطلوب ہے تو چند کتابیں تحریر کرتا ہوں ان کا مطالعہ کرلیں ان شاء اللہ آپ کو تمام عبارتوں کا تسلی بخش جواب مل جائے گا۔ ۱) المہند علی المفند یعنی عقائد علمائے اہل سنت دیوبند ۲) عبارات اکابر ۳) **حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، مؤلف مولانا محمد الیاس گھمن صاحب** ۴) مجموعہ رسائل چاند پوری دو جلدیں، واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

عبادات>صلاۃ(نماز)

سوال نمبر:159116

سوال: امام کے پیچھے سورت فاتحہ کا پڑھنا صحیح ہے؟ اگر امام پہلی دو رکعت میں با آواز بلند قرآت کرے ہم خاموش رہتے ہیں اور اگلی دو رکعت میں جب امام صاحب با آواز نہیں پڑھتے ہم تب بھی خاموش رہتے ہیں، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

جواب نمبر:15911601-Sep-2020: تاریخ اشاعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1439/H=6/643- 731:Fatwa

(۱) **"نماز اہل السنۃ والجماعۃ" ایک سو بانوے(192) صفحات پر مشتمل کتاب ہے، مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ کی تصنیف ہے اس کا اطمینان سے مطالعہ کریں،** اگر حدیث شروح حدیث اور فقہ وفتاوی کو براہ راست دیکھنے کی صلاحیت واستعداد ہو تو مذکورہ بالا کتاب کے حوالوں کی اصل کتابوں سے مراجعت بھی فرمالیں تو بہتر ہوگا اس کتاب میں قرآنِ کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں نماز اور اور اس کے دلائل سے سیر حاصل بحث ہے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا دونوں صورتوں میں درست نہیں، دلائل مذکورہ بالا کتاب میں ملاحظہ کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

متفرقات> دیگر

سوال نمبر:157916

عنوان: مولانا طارق جمیل اور مولانا الیاس گھمن کے بارے میں سوالات

سوال: مولانا طارق جمیل صاحب اکثر اپنے بیانات میں کہتے ہیں کہ کسی کو کافر مت کہو، سب سے پیار کرو، ان کے لیے دعا کرو وغیرہ وغیرہ۔ کیا دعوت کی نیت سے شیعہ، قادیانی، غیر مقلد اور بریلوی حضرات سے تعلق رکھنا جائز ہے؟ مولانا الیاس گھمن صاحب کے بارے میں بتائیں، کیسے ہیں؟ اور ان

کی ویڈیو آگے فورورڈ (کسی دوسرے کو بھیجنا) کر سکتے ہیں؟

جواب نمبر: 15791631-Aug-2020: تاریخ اشاعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1439/N=5/376-Fatwa:425

(۱): مولانا طارق جمیل صاحب نے اپنے جن بیانات میں اس طرح کی بات کہی ہے، براہ کرم! وہ بیانات ارسال فرما کر سوال کریں۔

(۲): مولانا الیاس گھمن صاحب کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اہل حق میں سے ہے۔ اور اگر کسی معتبر عالم کا دینی بیان ویڈیو میں ہو تو اسے آڈیو میں تبدیل کر کے اس سے استفادہ کرنا چاہیے یا آگے فورڈ کرنا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

متفرقات > دیگر

سوال نمبر: 172125

عنوان: عقیدہ حیات النبی ﷺ کے سلسلہ میں مولانا محمد الیاس گھمن صاحب اور مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی مدظلہما کا مسلک

سوال: حضرت مفتی صاحب مجھے امید ہے کہ انشااللہ آپ میری رہنمائی فرمائنگے سوال: حضرت مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہلسنت والجماعت احناف دیوبند حیاتیوں کے صحیح ترجمان اور اکابرین میں شامل ہے برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں خیرا

جواب نمبر: 17212529-Aug-2020: تاریخ اشاعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1440/N=12/849-Fatwa:988

احقر کے علم کے مطابق حیات النبی ﷺ کے سلسلہ میں مولانا محمد الیاس گھمن صاحب اور مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی مدظلہما کا عقیدہ وہی ہے جو اہل السن ※ والجماع ※ - بہ شمول اکابر علمائے دیوبند- کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ

1: مولانا محمد الیاس گھمن اکابر دیوبند کی نگاہ میں کیسے ہیں؟

2: مولانا کے خلاف بے بنیاد الزامات شائع کرنا کیسا ہے؟

3: اس موقع پر عام مسلمانوں اور علماء کو کیا کرنا چاہیے؟

مستفتی: اسید الرحمن

صدر الہند تحفیظ القرآن چیریٹیبل فاؤنڈیشن۔ الہ آباد۔ یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب و باللہ التوفیق!

[ا]: ہمیں خبر متواتر کے ذریعہ یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب گھمن مسلک اہل السنت والجماعت کے صحیح ترجمان ہیں اور احناف دیوبند کے دفاع کے محاذ پر عالمی پیمانے پر فرقہ ضالہ کی تردید میں بہت نمایاں خدمت انجام دے رہے ہیں اور ما شاء اللہ انہیں ساکت اور لاجواب کر دیا ہے۔ ان کی کوشش لائق تحسین ہے وہ اپنے اکابر دیوبند کے ساتھ وابستہ ہیں یعنی حکیم محمد اختر صاحب خلیفہ مجاز حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکی خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب سے انہیں سلاسل اربعہ میں خلافت حاصل ہے وہ قابل اعتماد عالم اور صاحب نسبت بزرگ ہیں۔

[۲]: فرقہ ضالہ کی ہمیشہ سے یہ عادت چلی آرہی ہے کہ جب وہ اہل حق کے سامنے عاجز اور لاجواب ہو جاتا ہے تو گندی حرکتوں پر اور الزام تراشی پر اتر آتا ہے، گویا اپنے عمل سے اپنی شکست کا اور اپنے ناحق ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ کسی مومن کی آبرو ریزی کرنا بہت بڑا گناہ ہے یہاں تک کہ حدیث شریف میں اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر بتایا گیا ہے۔

[۳]: اہل حق علماء کو ڈٹ کر دفاع کرنا چاہیے اور دلائل اور شواہد کے ذریعہ ان کی براءۃ کرنی چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

محمد مصعب عفی عنہ — الجواب صحیح

زین الاسلام قاسمی — الجواب صحیح

وقار علی غفرلہ — حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

10 محرم الحرام 1438ھ

نوٹ: اصل فتوی کتاب کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

باب ھفتم

رضاخانی الزامات کا جائزہ

اس باب میں میں فرداً فرداً رضاخانی نے جو الزامات لگائے واعتراضات کئے ان کا تحقیقی والزامی جائزہ لیا جائے گا!!!!

متکلم اسلام صاحب پر الزامات کا فرداً فرداً جائزہ

پہلا اعتراض،

جماعت سے نکالے جانے کا الزام:

رضاخانی لکھتا ہے:

''مولوی الیاس گھمن دیوبندی ''اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان'' کے امیر بنے بعد از اں موصوف کے کرتوتوں کی بنا پر دیوبندی علماء نے ان کو تحفظ اہل السنۃ والجماعۃ کی امارت سے معزول کر دیا معزول ہونے کے بعد مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے عالمی اتحاد اہل سنت والجماعت کے نام سے تنظیم بنالی آج کل اسی کے امیر ہیں''۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینہ میں، ص ۱۱)

حالانکہ یہ بھی موصوف کی کذب بیانی ہے حضرت کو نکالا نہیں گیا تھا بلکہ حضرت نے خود استعفیٰ دیا تھا اور نئی جماعت یا استعفیٰ معاذ اللہ کرتوتوں کی بنیاد پر نہیں ''انتظامی امور'' کی بنیاد پر دیا گیا۔ دونوں جماعتوں کے درمیان اعتقادی یا کسی دوسرے اعتبار سے سوائے جماعتی وانتظامی اصول وضوابط کے کوئی اختلاف نہیں جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس سال ۲۰۲۰ میں حضرت مولانا منیر احمد منور جو اتحاد اہل السنت والجماعت کے امیر ہیں نے ختم بخاری میں حضرت مولانا گھمن صاحب زید مجدہ کو دعوت دی تھی مگر مولانا بیرون سفر پر ہونے کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے۔ اسی طرح ۲۰۱۹ میں اتحاد کے مفتی انور اوکاڑوی صاحب نے دورہ تحقیق المسائل میں حضرت کے ہاں سبق پڑھایا مولانا شفیق الرحمن پنڈی مولانا عبد الغنی طارق صاحب جو اتحاد کے ذمہ دار ہیں وہ بھی مرکز آتے رہے ہیں پس معلوم ہوا کہ ان حضرات کا آپس میں کوئی ذاتی واصولی اختلاف نہ تھا۔

اب ہم وہ تحریریں پیش کرتے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت کو جماعت سے نکالا نہیں گیا تھا بلکہ حضرت نے خود ہی استعفیٰ دیا تھا اور ان تحریروں کے عکس بھی آخر میں ملاحظہ ہوں:

کارروائی اجلاس شوریٰ مرکزی اتّحاد اہل السّنۃ والجماعۃ پاکستان

مؤرخہ ۸/جنوری ۲۰۱۴ء بروز بدھ

بمقام: جامعی علی المرتضیٰ دیناپور ضلع لودھراں

تلاوت: مولانا شفیق الرحمٰن صاحب

صدارت: مولانا منیر احمد منوّر صاحب (امیر اتّحاد اہل السّنۃ والجماعۃ پاکستان)

آج کے اجلاس میں مرکزی امیر مولانا منیر احمد منوّر صاحب اور مرکزی ناظمِ اعلیٰ مولانا محمّد الیاس گھمّن صاحب نے اپنے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

آئندہ کے لیے عبوری امیر مرکزی مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی صاحب اور مرکزی ناظمِ اعلیٰ مولانا عبدالغنی طارق صاحب طے پاگئے ہیں۔

آئندہ اجلاس میں ان حضرات کو دعوت دی جائے گی۔

آج کے تمام شرکاء اور

(۱) مفتی محمّد انور اوکاڑوی صاحب ملتان

(۲) مولانا عبدالباقی صاحب چیچہ وطنی

(۳) مولانا محمّد اسماعیل محمّدی صاحب لاہور

(۴) مفتی شاہد مسعود صاحب سرگودھا

(۵) سیّد عصمت اللہ شاہ صاحب پنڈی بھٹیاں

(۶) علّامہ عبدالغفّار ذہبی صاحب راولپنڈی

(۷) مولانا نور اللہ رشیدی صاحب کراچی

(۸) مولانا محمّد طیّب حنفی صاحب بورے والا

(۹) مولانا محمّد ارسال صاحب صوابی

☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم المقام مولانا منیر احمد منوّر صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

خیریت موجود خیریت مطلوب

بندہ نے آپ کے فرمانے پر ''اتّحاد اہل السّنۃ والجماعۃ'' کی رکنیت اختیار کی اور ناظمِ اعلیٰ کا عہدہ قبول کیا۔ خدا تعالیٰ نے جتنا چاہا ہمارا سفر جاری رہا، لیکن جماعت کے حالات اور باہمی اختلافات کے پیشِ نظر بندہ نے مؤرخہ ۸؍جنوری ۲۰۱۴ء کو اپنے عہدہ ''مرکزی ناظمِ اعلیٰ'' سے استعفیٰ دیا تھا۔ اب مزید حالات کی ابتری کے پیشِ نظر بندہ آپ کی وساطت سے جماعت کے موجودہ سیٹ اپ اور رکنیت وشوریٰ سے علاحدہ ہوتے ہوئے اراکینِ شوریٰ کو استعفیٰ پیش کرتا ہے، اگر جماعت کا کوئی مالی لین دین بندہ کے ذمہ ہو تو مطّلع کیجیے گا، بندہ ان شاء اللہ ادا کردے گا۔

اللہ ربّ العزّت تمام اراکینِ شوریٰ کو اپنے دینِ متین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے، مسلکِ حق کی اشاعت کا ذریعہ بنائے اور ان کی سعی کو منظور ومقبول فرمائے، آمین۔

والسلام

محتاجِ دعا

محمدّ الیاس گھمّن

۷؍فروری ۲۰۱۴ء

☆☆☆☆

تحریکِ لبّیک کی صورتحال:

یہ اعتراض کرتے ہوئے رضاخانی کو شرم آنی چاہیئے تھی اور اپنے ڈاکٹر اشرف آصف جلالی اور خادم حسین رضوی کے کرتوتوں پر نظر رکھنی چاہئے تھی کہ کس طرح ڈاکٹر جلالی کو اس کے کرتوتوں کی وجہ سے خادم رضوی نے اسے اپنی ہی بنائی جماعت تحریک لبیک سے نکالا اور بیچارے جلالی کو نئی جماعت بنانی پڑی۔ حضرت مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب نے اپنے رسالہ ''تحریک لبیک اور خادم حسین رضوی کی حقیقت'' میں اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے باذوق احباب اسے ملاحظہ فرمائیں یہاں ہم اسی رسالہ سے کچھ مختصر عرض کر رہے ہیں:

''وسیم بادامی کے پروگرام 11th Hour جو کہ ۲۹ نومبر ۲۰۱۷ کو نشر ہوا اس میں جلالی، رضوی کے متعلق کہتا ہے:

(۱) ہم نے جب دھرنا دیا ختم نبوت کیلئے تو ان کو اتنی توفیق نہ ملی کہ دھرنے کے حق میں دعا کر دیتے۔

(۲) ہمیں بہت افسوس ہوا جس حالت میں وہاں سے اٹھے ہیں۔

(۳) خادم حسین رضوی نے کہا (جماعت ہماری ہے) پوری شوری ہمارے ساتھ ہے چاروں صوبوں کے امیر ہمارے ساتھ ہیں اس کے جواب میں جلالی نے کہا کہ شوری تو بنی ہی نہیں (یعنی رضوی نے جھوٹ بولا ہے)

(۴) حضرت کو خود ہی علیحدہ پروان تھی اڑنے کی ۷۰ میں سے تو ایک بھی آپ کے ساتھ نہیں تو کونسے ۷۰ ہیں جنہوں نے آپ کو بنایا وہ تو سارے ہمارے ساتھ ہیں۔ (خادم رضوی)

(۵) انہوں نے شوری کی بات کی اس وقت جو شوری تھی اس کا تو کوئی بندہ ہی اب اس شوری میں نہیں انہوں نے جس شوری کی بات کی وہ جعلی شوری ہے انہوں نے اس وقت شوری بننے ہی نہیں دی میں نے تین بار کہا اب انہوں نے ایک من گھرٹ شوری ہے۔ (اشرف جلالی)

(۶) رانا ثناء نے اپنے بیان میں کفریہ کلمات بولے ہیں خادم رضوی صاحب آج کیوں رانا ثناء کے بارے میں نہیں بول رہے ہیں۔ امیر المجاہدین آج کیوں چپ ہیں یہ شرعی مسئلہ ہے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔

(۷) میں نے کتنی قیمت سے دھرنا دیا ہے اور آپ نے کتنی قیمت سے دیا ہے وہ جب دنیا پڑھے گی تو بتائے گی (جلالی)

(۸) زمین میں کئی خدا ہوتے تو فساد ہو جاتا انہوں نے یہی آیت جماعت کے امیروں پر پڑھی ہے، اب امیر خدا تو نہیں ہے ناں، (اس پر موصوف جلالی صاحب کفر کا فتوی لگا چکے ہیں) بات سمجھیں اگر وسیم آپ کو کوئی کہہ دے کہ وسیم اللہ ہے یا خدا ہے (وسیم بادامی کی طرف سے استغفر اللہ) تو آپ اس پر بولیں گے یا نہیں پیر افضل قادری نے امیر اور خدا کو ملایا ہے، مجھے اس بات کا جواب چاہئے۔

(۹) یہ جواب بالکل درست نہیں دے رہے اس واسطے کہ اگر کوئی مجرم نہیں ہے تو انہوں نے استعفی کس چیز کا لیا ہے؟ انہوں نے جو معاہدہ کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ کسی قسم کا فتوی نہیں لگائیں گے اگر تحقیق میں وہ مجرم ثابت ہو گیا تو یہ اپنی زبان کیوں دے آئے ہیں کہ یہ پھر بھی فتوی نہیں لگائیں گے۔ (جلالی)

(۱۰) میں صبر و تحمل سے بات کر رہا ہوں، قوم دیکھ رہی ہے کہ آپ کے چہرے کی سلوٹیں کیا کہہ رہی ہیں، یہ چیخنے چلانے سے نہ اسلام کی کوئی خدمت ہے آپ خود ۲۴ تاریخ کو وہاں بھاگتے ہوئے گئے آپ نے کہا سال بھی بیٹھنا پڑے میں بیٹھوں گا، مجھے پھانسی لگوانا پڑے لگواؤں گا، خدا کیلئے اس بات کو مذاق نہ بنائیں (رضوی)

(۱۱) آپ نے تو کہا تھا پوری حکومت گرا کر آئیں گے ہمارے بندے شہید کر دئے پھر ایک استعفی پر واپس آ گئے (جلالی)

(۱۲) کسی نے بھی نہیں کہا (رضوی) (یعنی جلالی جھوٹ بول رہا ہے)"۔

ڈاکٹر جلالی کو تو مسلک سے ہی بے دخل کر دیا:

رضا خانی کو حضرت گھمن صاحب زید مجدہ کے جماعت سے نکالے جانے کی فکر کھائی جا رہی ہے مگر وہ اپنے کنز العلماء جلالی کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں جنہیں منور حسین جماعتی نے رضا خانی حجۃ الاسلام عرفان شاہ مشہدی اور دیگر مشایخ کی موجودگی میں ۱۷ جولائی علی پور میں:

"فاطمۃ الزہرا و صدیق اکبر کانفرنس"

میں مسلک ہی سے نکال دیا گیا۔ یہ مکمل پروگرام Qadri Sounds کے آفیشل پیج پر لائیو چلا گیا ہے۔

اسی طرح وہ رضاخانی جو جلالی سے ملنے کیلئے گئے تھے انہوں نے بھی بعد میں اس ملاقات کا حال اپنی بے عزتی اور جلالی سے قطع تعلق کے قصہ کو کچھ یوں بیان کیا:

حامداو مصلیا

مؤرخہ 23 جون 2020 بروز منگل مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور ہمیں ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی طرف سے ایک نشست کے لیے بلایا گیا جس کی اطلاع حضرت قبلہ مفتی میاں تنویر احمد نقشبندی دامہ ظلہ آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف ڈاکٹر صاحب کی طرف سے ہمیں دی چنانچہ ہم سب وہاں پہنچے اور ہم ان کے ادارے کی لائبریری میں تقریباً پون گھنٹہ بیٹھے رہے اور پھر ڈاکٹر صاحب تشریف لا کر سب سے فرداً فرداً بعد ازاں وہ صوفیائے صدارت پر جلوہ فرما ہو گئے اور یوں گویا ہوے آپ کا شکر گزار ہوں آپ سب تشریف لائے آپ میرے سے کیا چاہتے ہیں اس پر قبلہ صاحب حافظ عبد الستار سعیدی صاحب نے فرمایا کہ ہم آپ کی خدمت میں صرف ایک درخواست لے کر آئے ہیں کہا پہلے اہل سنت و جماعت کے وسیع تر مفاد کے لیے اپنے جملہ

" فدک کا مطالبہ کرتے ہوئے سیدہ خطا پر تھیں"

سے رجوع کریں تاکہ اضطراب ختم ہو ڈاکٹر صاحب نہایت جارحانہ انداز میں قبلہ حافظ عبدالستار سعیدی صاحب سے مخاطب ہوئے کہ اگر آپ غیر شرعی مطالبہ کریں گے تو میں اسکو نہیں مانوں بعد ازاں قبلہ حافظ نے فرمایا" ہم نہ تو آپ کو مسئلہ سمجھانے آئے ہیں اور نہ سمجھنے" اس پر ڈاکٹر صاحب مناظرانہ لہجہ میں کہا جو آپ مجھ سے کہلوانہ چاہتے ہیں وہ مجھے لکھ کر دے تاکہ پھر میں آپکو بتاؤ کہ میں کیا چاہتا ہوں اس ساری گفتگو سے ہم نے یہ بھانپ لیا کہ ڈاکٹر صاحب اپنے اس جملے سے سر مو انحراف کرنے والے نہیں پہر اسکے بعد نہاں خانہ میں دوبارہ ان سے بات ہوئی لیکن وہ نہ مانے اور اپنے دلائل و براھین کو دھمکی آمیز لہجے میں کبار علماء ومشائخ کے سامنے باآواز بلند بیان کرتے رہے- اور اس دوران ڈاکٹر صاحب نے بھت سخت اور متکبرانہ رویہ رکھا چنانچہ تمام علماء مشائخ انکے اس روّیہ پر نالاہو کر واپس تشریف لے آئے چونکہ اس نشست میں کراچی سے علامہ پیر سید مظفر حسین شاہ صاحب اور جناب مفتی عابد مبارک صاحب نے بھی شرکت کرنا تھی لیکن وہ تاخیر سے تشریف لائے

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا

کیونکہ وہ دونوں حضرات اپنی تمام تر مصروفیات ترک کر کے اچانک کراچی سے روانہ ہوئے اور خود گاڑی ڈرائیو کر کے تشریف لائے اس لیے تاخیر ہوئی - پھر اسکے بعد رات تقریباً 9 بجے علامہ سید مظفر حسین شاہ صاحب (کراچی) مفتی عابد مبارک صاحب (کراچی) علامہ مفتی ظھور احمد جلالی صاحب، قبلہ میاں تنویر احمد نقشبندی صاحب پیر سید کرامت علی حسین صاحب مفتی فدا حسین رضوی صاحب وغیرہم ایک جگہ جمع ہو:X: تو وہاں مفتی عابد مبارک صاحب نے جلالی صاحب کے کار خاص جناب آصف صاحب سے رابطہ کیا کہ جو رویہ اور جواب آج صراط مستقیم مرکز میں آنے والے علماء مشائخ کیساتھ تھا اگر وہ ہی ہمارے لیے بھی ہے تو ہم معذرت خواہ ہیں اس آصف صاحب نے کہاں کہ میں کچھ دیر میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھ کر بتاتا ہوں، قصہ مختصر کہ انھوں نے تقریباً 10 سے زیادہ بار کال کی اور آگے سے بالترتیب یہ جوابات ملے" قائد محترم مہمانوں کے پاس، ہیں قائد محترم سے عرض کر کے بتاتا ہوں، قبلہ ڈاکٹر اندر چلے گئے ہیں، قبلہ ابھی خود بات نہی کر سکتے، میں بات کروا رہا ہوں، قبلہ صاحب وضو فرما رہے ہیں، وغیرہ وغیرہ

اس پر ہم سب نے جناب آصف صاحب کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب کو اپنا احتجاج رکارڈ کروایا اور رات 2 بجے مجلس برخواست ہوئی -

علماء اور مشائخ کا فیصلہ

ہمارا موقف یہ ہے کہ انبیاء اور مرسلین اور ملائکہ صلوات اللہ علیھم اجمعین کے سوا کوئی بھی معصوم نہی آئمہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین وسیدہ خاتون جنت صلوات اللہ وسلامہ علی ابیہا وعلیہا تمام کے تمام معصوم نہیں بلکہ بفضلہ تعالی محفوظ عن الخطا ہیں لہذا مسئلہ فدک میں سیدہ خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا وسلام اللہ علیہا غیر معصوم ہونے کے باوجود خطا پر نہ تھیں اور حضرت امیر المنین افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ بھی حق بجانب تھے اور انہوں نے نہ کوئی ظلم کیا اور نہ ہی کسی کا حصہ غصب کیا لہذا ڈاکٹر جلالی صاحب اپنے اس مؤقف سے کہ جس میں انہوں نے وضاحت کے طور پر یہ جملہ کہا کہ"" جب سیدہ فدک کا مطالبہ کر رہی تھیں تو خطا پر تھیں" رر ماموں جی دیکھا ہے مجھے رجوع نہیں کرتے ہمارا ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب سے اعلان لاتعلقی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کو علماء ومشائخ سے نامناسب رویہ پر معذرت بھی کرنا ہوگی جنہوں نے اپنے مرکز میں بلا کر بے توقیر کیا

توثیق کنندگان

ضغیم اسلام علامہ پیر سید مظفر حسین شاہ صاحب قادری (کراچی)
استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی صاحب (مانگا منڈی)
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا رضا مصطفی نقشبندی
(مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور)
حضرت صاحبزادہ مفتی پیر میاں تو یر احمد نقشبندی (آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف)
وارث مسند حضرت حافظ الحدیث علامہ پیر سید نوید الحسن شاہ صاحب (آستانہ عالیہ بھکھی شریف)
استاذ العلماء علامہ مفتی عابد مبارک قادری صاحب (کراچی)
حضرت قبلہ پیر میاں ولید احمد جواد نقشبندی
(سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف مرشد خانہ شیر ربانی)
صاحبزادہ حافظ مفتی پیر سید کرامت علی حسین نقشبندی
(سجادہ نشین علی پور سیداں شریف و ڈائریکٹر لاثانی اسلامک یونیورسٹی)
علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی (کراچی)
شیخ الحدیث علامہ سائیں غلام رسول قاسمی صاحب (سرگودھا)
حضرت خواجہ علامہ محمد پیر محمد معظم الحق معظمی سجادہ نشین معظم آباد شریف (سرگودھا)
نوٹ: اگرچہ کچھ حضرات اس نشست میں شامل نہیں تھے تاہم انکا اور ہمارا مؤقف ایک ہونے کے باعث ان کی اجازت سے ان کے اسمائے گرامی توثیق کنندگان میں شامل کیے گئے ہیں۔

نوٹ: تحریر کا عکس آخر میں ملاحظہ ہو۔

دوسرا اعتراض،

مولوی عزیز الرحمن عظیمی دیوبندی کا انکشاف:

اس قسم کے عنوان کے تحت رضا خانی معترض لکھتا ہے کہ مولوی عزیز الرحمن عظیمی دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں کہا ہے کہ:

''پنجاب میں اس وقت الیاس گھمن نامی ایک خطیب بھی بڑے جوشیلے انداز میں چند ایک

غیر مضر مکتبی اختلافات چوراہوں اور بازاروں میں اچھال رہے ہیں، ہم اس قسم کے نزاعی مسائل میں کوئی سوچی سمجھی رائے نہیں رکھتے ہیں اور نہ اسے ضروری سمجھتے ہیں، ممکن ہے ان کا ہی موقف درست ہو مگر یہ وقت اس قسم کے لایعنی مباحث ومسائل چھیڑنے کا نہیں ہے مجھے ایک معتبر ذریعے سے یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ مولانا کو جیل سے اس شرط پر رہائی ملی ہے کہ وہ دیوبندی مکتب فکر میں ان مدرسی اختلافات کو ہوا دینے کے ایجنڈے پر کام کریں گے چنانچہ ان کی ساری توانائیاں اس کے لیے صرف ہورہی ہیں اور ان کی اپنی مسلمانی اور دوسروں کی نامسلمانی کے دعوے داروں کا حال بقول اقبال یوں ہے کہ:

دل ہے مسلماں، میرا نہ تیرا
تو بھی نمازی میں بھی نمازی
میں جانتا ہوں انجام اس کا
جس معرکے میں ملا ہو غازی''۔

روزنامہ اسلام بروز ہفتہ ۷ صفر ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۳ جنوری ۲۰۱۰

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینہ میں، ص ۱۶)

یہ بھی اس رضاخانی کا دجل وفریب ہے اس لئے کہ روزنامہ اسلام کے ہفتہ وار ایڈیشن میں اگلے ہی ہفتے ادارے نے اس بے بنیاد الزام تراشی پر اعتذار شائع کیا اور باقاعدہ اس پر معافی مانگی اور ان جناب موصوف کے کالموں پر بھی پابندی لگادی اور حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہم کو اپنے اکابر میں سے بھی تسلیم کیا ملاحظہ ہو:

(اعتذار)

روزنامہ اسلام کے 24, 23 جنوری کے شماروں میں ''سفرنامہ دھرتی ماں کے ساتھ'' میں وسعت نظر اور اعتدال کی ترغیب کے ضمن میں بعض اکابر علماء کے طرز عمل پر تنقید کی گئی ہے۔ ادارے کی ہرگز یہ پالیسی نہیں ہے، چنانچہ اس سفرنامہ کی اشاعت کو فوری طور پر روک دیا گیا ہے اور متعلقہ عملے کو بھی تنبیہ کی گئی ہے۔ ادارہ اس نادانستہ دل آزاری پر حضرات علماء کرام اور ان کے متوسلین سے معذرت خواہ ہے۔ ادارہ''۔

(روزنامہ اسلام 27 جنوری بروز بدھ 2010)

کتنا کھلا ہوا دجل وفریب ہے کہ ایک اخبار کا تراشہ پیش کر رہا ہے اور اس کی وضاحت اور معذرت کو ہضم کر رہا ہے اسی کا نام دجل وفریب ہے۔ روزنامہ اسلام میں اس کے بعد بھی نہ صرف متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہم کے بیانات شائع ہوتے رہے، بلکہ آپ کا انٹرویو بھی شائع ہوا ملاحظہ ہو:

''ملک نازک ترین دور سے گزر رہا ہے: مولانا محمد الیاس گھمن

کراچی (پ ر) وطن عزیز تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے علماء کرام کو عملی میدان میں نکل کر کام کرنا ہوگا مغربی شرپسند عناصر کی سازشوں کو خاک میں ملاتے ہوئے پاکستان اور دین حنیف کی حفاظت کرنی ہوگی جب کہ اس وقت ساری خفیہ طاقتیں اور تمام فرقہ باطلہ دین اسلام کا چہرہ مسخ کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہوسکیں لیکن عوام الناس کو صحیح راستہ فراہم کرنا علماء کرام اور مدارس کی ذمے داری ہے۔ ان خیالات کا اظہار معروف عالم دین مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے جامعۃ الرشید میں اسپیشل کورسز کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حنفی مسلک اعتدال کا مسلک ہے اور اس وقت پوری دنیا میں اس پر عمل پیرا افرد کی تعداد سب سے زیادہ ہے لیکن کچھ گمراہ کن طاقتیں مسلک حنفی کی تصویر کو مسخ کرکے اپنے غلط عقائد کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں جن کو روکنا حکومت اور علمائے کرام کے ذمے داری ہے مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی جامعۃ الرشید آمد پر مفتی ابولبابہ شاہ منصور، مولانا سید عدنان کاکاخیل، مولانا انور غازی، مفتی فیصل احمد، عبدالمنعم فائز، مولانا احسان الحق تبسم اور دیگر اساتذہ کرام نے استقبال کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا''۔

(روزنامہ اسلام 16 جنوری بروز اتوار 2011)

اکابر کے حکم پر عقائد کی اصلاح شروع کی:

انٹرویو: محمد عبداللہ ساجد، محمدؐ امیر معاویہ

(اتحاد اہل السنت والجماعت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن کا روزنامہ اسلام سے گفتگو)

اسلام نے عقائد کی اصلاح پر بہت زور دیا کیونکہ عقیدہ ہی وہ بنیادی چیز ہے جس کے درست ہونے پر اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور خوشنودی کے فیصلے فرماتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں کامیابیوں اور

کامرانیوں کے فیصلے فرماتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازتے ہیں بد قسمتی سے برصغیر میں انگریز کا بویا ہوا فرقہ واریت کا بیج آج تن آور درخت بن کر سامنے آچکا ہے ۔پاکستانی قوم فرقہ واریت کے ناسور میں جکڑی جارہی ہے اور عقائد کی بگاڑ کے لیے نت نئے فتنے سر اٹھارہے ہیں عقائد کی اصلاح کے لیے اور امت میں اتحاد کی راہ ہموار کرنے کے لیے متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ انتہائی سرگرم ہیں چند روز پہلے وہ جامعۃ الرشید تشریف لائے جامعہ کے صحافت کے شرکاء نے آپ سے خصوصی انٹرویو کیا جو نذر قارئین ہے ۔

سوال: مولانا! آپ کا مختصر تعارف کیا ہے؟

جواب: 1969ء میں میری پیدائش ہے پرائمری تک میں نے اپنے گاؤں میں پڑھا مڈل سے فراغت کے بعد میں نے اپنے والد صاحب سے حفظ قرآن کریم شروع کر دیا۔سترہ پارے والد صاحب کے پاس پڑھے اس کے بعد تقریباً1982ء کے بات ہو گی جب میں گکھڑ منڈی جامع مسجد بوہڑ والی ضلع گوجرانوالہ میں امام اہل السنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کے ہاں چلا گیا وہاں آزاد کشمیر کے قاری عبداللہ صاحب تھے ان کے پاس قرآن کریم حفظ کیا پھر درجہ اولیٰ سے درجہ ثالثہ تک جامعہ بنوریہ سائٹ ٹاؤن کراچی میں پڑھا اور درجہ رابعہ، خامسہ اور سادسہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں پڑھے پھر جلالین والے سال افغان جہاد شروع ہو گیا۔

دو ماہ تک مشکوۃ والا سال جامعہ خیر المدارس ملتان میں پڑھا باقی سال جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد چلا گیا دورہ حدیث شریف کے بعد 1993ء میں میرا پہلا سفر جنوبی افریقہ کا تھا اور زمیبا میں دو ماہ تدریس کی اور مختلف اسباق پڑھائے پھر اپنے اسفار کی وجہ سے مجھے واپس آنا پڑا اور 1993ء سے 1996ء تک میری ساری سرگرمیاں تحریکی رہیں اور 1994ء میں حرکۃ الجہاد الاسلامی اور حرکۃ المجاہدین کا اتحاد ہوا حرکۃ الانصار کے نام سے مجھے پنجاب کا امیر مقرر کر دیا گیا 5 اگست 1994ء کو سرگودھا میں ایک قتل کے سلسلے میں مجھے گرفتار کیا گیا دو سال تک میں جیل میں رہا۔الحمدللہ عدالت نے مجھے باضابطہ طور پر بری کیا۔

1999ء میں دوبارہ گرفتار ہو گیا سالوں پرانے کیس میں ۔تین سال قید کاٹ کر الحمد للہ اس کیس سے بھی باعزت طور پر بری ہوا پھر میں نے اپنی علمی تحریکی زندگی کا آغاز 7 اکتوبر 2002ء سے کیا میں جیل سے یہ فیصلہ کر کے آیا تھا کہ باہر جا کر عقائد و مسائل کی اصلاح کے لیے تحریکی صورت میں تجدیدی

قسم کا کام کرنا ہے سب سے پہلے میں نے اس کے لیے اپنے گاؤں کا انتخاب کیا اپنے گاؤں میں ’’صراط مستقیم کورس‘‘ شروع کیا۔ اسکول و کالج کے طلباء کے لیے انہی دنوں میں جامعۃ الرشید میں اسی قسم کا سمر کورس شروع ہو رہا تھا اس لیے میں با قاعدہ طور پر حضرت مفتی محمد صاحب سے رابطہ میں رہتا تھا میرے ذہن میں تھا کہ پانچ پانچ سال کی بچیوں اور بچوں کی ذہنی اور فکری تربیت کروں گا اور چھوٹے بھائی کو اپنے گاؤں کے حفظ کے بچے دے دیے میں نے بالکل ابتداء سے کام شروع کیا۔

اللہ رب العزت کو منظور یہی تھا کہ کام آگے بڑھے پھر مدارس کے طلباء کے لیے شعبان اور رمضان میں دورہ تفسیر پڑھانے کے لیے میں نے امام اہل السنت حضرت مولانا شیخ سرفراز خان صفدر اور وکیل اہل السنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب سے مشورہ کیا ان دونوں حضرات نے مجھے فرمایا کہ دورہ تفسیر کے لیے جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے استاذ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منورؔ بہت مناسب رہیں گے۔ دو سال تک مولانا منیر احد منورؔ صاحب دورہ تفسیر پڑھاتے رہے دو سال بعد مجھے فرمایا کہ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اتحاد اہل السنت والجماعت قائم کی تھی عقائد و مسائل اہل السنت کے دفاع اور تحفظ کے لیے آپ کا تحریکی مزاج ہے اور آپ نے با قاعدہ تحریکی جماعت چھوڑ دی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اس طرف توجہ دیں ان کی دعوت کو میں نے رد کرنا مناسب نہیں سمجھا تو 2005ء میں انہوں نے مجھے شوریٰ کے مشورہ کے ساتھ با قاعدہ طور پر اتحاد اہل السنت والجماعت کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دیا اس کے بعد ہماری زندگی مستقل عقائد کی اصلاح کے لیے شروع ہوگئی۔

اس دوران ہم نے ایک ادارہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا کے نام سے قائم کیا میرا ارادہ تھا عقائد مسائل کے اثبات اور ان پر ہونے والے اعتراضات کے بارے میں کام کرنے کا، مشورہ کے ساتھ یہ طے ہوا کہ وہاں مرکز میں درس نظامی نہ پڑھائی جائے کیونکہ پورے پاکستان میں الحمدللہ اس عنوان پر بہت کام جاری ہے دورۂ حدیث کے فارغ التحصیل فضلاء کے لیے ایک سالہ کورس رکھا جائے تا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ مل کر کام کریں اس وقت الحمد للہ ہمارے پاس 65 علماء اس کورس میں شریک ہیں یہ پانچواں سال ہے۔

سوال: حضرت اچانک جہادی راستہ کو چھوڑ کر یہ راستہ اختیار کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: میرے ذہن میں یہ تھا کہ ہمارے ہاں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر سیاسی کام

ہو رہا ہے تبلیغی جماعت کے پلیٹ فارم پر دعوتی اور تبلیغی کام بھی جاری ہے لیکن با قاعدہ طور پر عوام الناس میں عقائد و مسائل کی اصلاح کے عنوان پر کام نہیں تھا جبکہ عقیدہ ایسی چیز ہے جو تمام لوگوں کے لیے ضروری ہے اس لیے ایسا کام کرنا چاہیے جس کی سب کو شدید ضرورت ہے۔

تو اس کے لیے میں نے خود فیصلہ نہیں کیا بلکہ بہت سارے پاکستان کے علماء و مشائخ سے مشاورت کی ہے تو مشورہ کے بعد یہ طے ہوا کہ بہتر ہے اسی کام کو شروع کیا جائے۔

سوال: آپ نے ایک زندگی کو چھوڑ کر دوسری نئی زندگی میں قدم رکھا ہے تو کیا اس میں آپ کو مشکلات اور کچھ اپنے لوگوں کے طعنے برداشت کرنے پڑے یا نہیں؟

جواب: ایسا نہیں ہے! کسی طرف سے بھی طعن و تشنیع نہیں کی گئی ہمارے مسلک کے جو قد آور لوگ ہیں شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی، مولانا فضل الرحمن، وفاق المدراس العربیہ کے صدر حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحب اور ناظم اعلیٰ مولانا قاری حنیف جالندھری خانقاہ مشائخ میں حضرت حکیم اختر صاحب اور دیگر مشائخ یہ جتنے بھی لوگ ہیں مجھے کسی بھی طرف سے مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا یہ سب لوگ ہمارے کام کی تائید و حمایت کرتے ہیں۔

سوال: آپ نے جو عقائد و مسائل کی محنت کا کام شروع کیا اس کو عوام میں کتنی پذیرائی ملی؟

جواب: اس بات کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ اس وقت ہمارے ہاں لائبریریوں کا جال بچھا ہوا ہے اس سال تقریبا اسکول و کالج کے طلباء کے لیے چھٹیوں میں صراط مستقیم کورس آٹھ سو سے زیادہ مقامات پر ہوا ہے اور صراط مستقیم کورس کی کتاب اس سال بارہ ہزار چھپی ہے جو عوام نے خریدی ہے اس کے علاوہ جو ہمارے کام کی عوام میں مقبولیت اور پذیرائی ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ تقریباً اپریل تک ڈے ٹو ڈے میرے پروگرام ہیں اور ایک دن میں کئی کئی پروگرام بھی رہتے ہیں۔ عوام سنتی ہے تو پروگرام رکھتی ہے اگر عوام ہمارے مشن کو نہ سنتی تو پروگرام اتنے زیادہ کیوں ہوتے۔ الحمدللہ! اللہ کا بڑا فضل ہے عوام نے خصوصاً اہل علم طبقہ نے اس کام کو بڑا قبول کیا ہے۔

سوال: آپ کی جماعت میں دوسرے لوگوں پر تنقید بھی ہوتی ہے؟

جواب: اگر ہماری جماعت کے اصولی موقف کا مطالعہ کر لیا جائے اور کام کی نوعیت کو دیکھ لیا جائے تو یہ سوال پیدا نہ ہو۔ ہمارا اصولی موقف یہ ہے کہ پوری امت کو فقہاء کے ساتھ جوڑ دیا جائے فقہاء سے جوڑیں گے تو امت جڑ جائے گی فقہاء سے توڑیں گے تو امت فرقہ واریت کا شکار ہو جائے گی۔

پوری دنیا میں دیکھیں سب جگہ ائمہ اربعہ کی تقلید ہو رہی ہے اگر آپ امت کو ان چار فقہاء سے دور کر دیں گے اور تقلید کا دامن چھڑا لیں گے تو آج جو چار فرقے نظر آ رہے ہیں کل ہزار ہوں گے جب ہر بندہ اپنی رائے دے گا اور اپنا اصول بیان کرے گا تو اس اسے فرقہ در فرقہ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ تو بہتر ہے کہ ہم امت کو ان چاروں فقہاء کے ساتھ جوڑ دیں جن کے مجتہد ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے اس سے امت جڑے گی۔ ان شاء اللہ ٹوٹے گی نہیں۔

سوال: جب حکمران سے پاکستان میں نفاذ اسلام کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کس کا اسلام نافذ کریں بریلویوں کا دیوبندیوں، شیعوں کا یا اہلحدیثوں کا اسلام۔ ہر فرقہ کا اسلام الگ الگ ہے آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: حکمران طبقے سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ صرف وہ اسلام نافذ کریں جس پر سارے متفق ہیں قرآن کریم پر تمام فرقے متحد و متفق ہیں۔ قرآن وسنت ایسی چیز ہے جس پر تمام فرقے متحد ہیں اور اسے ہی برتری حاصل ہے تو اس کو نافذ کر دیں۔

سوال: آپ نے کہا کہ ہمارا مقصد امت کو جوڑنا ہے لیکن بعض مقامات پر جن لوگوں کے خلاف آپ کام کر رہے ہیں ان کے خلاف تو بہت کام ہے اور بعض مقامات پر ان کے ساتھ سیاسی اتحاد کیا ہوا ہے۔ کیا یہ آپ کی پالیسی کے خلاف نہیں ہے؟

جواب: ہماری جماعت کی پالیسی ہے کہ بین الاقوامی مسائل میں یا اہم قومی ایشوز میں ہم تمام جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے کے خواہاں ہیں لیکن ان کو ساتھ رکھتے ہوئے جہاں تک عقیدہ واختلاف کا مسئلہ ہے ہم ان کو ساتھ لیتے ہوئے ان کو ساتھ رکھتے ہیں۔ مثلاً ناموس رسالت کا مسئلہ ہے اس میں ہم دیوبندی بریلوی اور اہلحدیث کی بحث نہیں چھیڑیں گے۔ بلکہ سب متحد ہو کر اپنی آواز بلند کریں گے۔

فروعی اختلاف اپنی جگہ پر ہیں اور اصولی اختلاف اپنی جگہ پر ہیں۔ قومی مسائل میں جن میں سب کو اکٹھا ہونا ضروری ہے ہم ان میں الگ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ جس طرح اب قانون توہین رسالت کے حوالہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام جماعتوں کو اکٹھا کیا ہے ہم بھی انہی کے ساتھ ہیں ہم ان کی تائید کرتے ہیں اور اپنے پروگراموں میں ان کی کھل کر حمایت کرتے ہیں۔

سوال: آپ جس مشن کو لے کر کام کر رہے ہیں کیا یہ ملکی سطح تک محدود ہے یا عالم اسلام اور دیگر ممالک میں بھی یہ کام ہے؟

جواب: یہ مشن پاکستان سمیت دیگر ممالک نے بھی اس کو سنا ہے اور وہاں یہ کام شروع ہے ورلڈ لیول پر لوگوں نے ہمیں سنا ہے اور ہمیں بتلا رہے ہیں یورپ اور عرب ممالک میں ہمارا ایک وسیع نیٹ ورک ہے ۔لوگ انٹرنیٹ اور یوٹیوب کے ذریعہ سے ہمارا پیغام سن رہے ہیں اس کا نتیجہ ہے کہ گزشتہ سال میں نے سعودی عرب کے تمام بڑے شہروں کا دورہ کیا ہے۔

سوال: آپ نے تاجروں کے وفد کے ساتھ سعودی عرب کا دورہ کیا اور اب دبئی کے لیے جا رہے ہیں ۔اس کے کیا مقاصد ہیں؟

جواب: مجھے سعودی عرب کا بزنس ویزہ مطلوب تھا اور ابھی جو دبئی کا سفر ہے اس میں ہماری نجی ملاقاتیں ہیں بہت سارے حضرات کی خواہش تھی کہ میں دبئی آؤں اور میں نے وہاں علماء اور مشائخ سے بھی ملاقاتیں کرنی ہیں ۔

سوال: ہم پاکستانی قوم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اس کا فائدہ یورپ اور دیگر غیر مسلموں نے اٹھایا اور قانون توہین رسالت میں تبدیلی کا حکومت سے مطالبہ کر دیا ہے ہم تمام کوئی متفقہ لائحہ عمل طے کیوں نہیں کرتے تاکہ دوسرے لوگ ہمارے داخلی امور میں تو دخل اندازی نہ دیں؟

جواب: آج پاکستان میں جو مختلف فرقے ہیں یہ فرقے انہوں نے ہی یعنی انگریزوں نے بنائے ہیں فرقہ واریت کا بیج انگریز نے ہی بویا ہے ہم اس فرقہ واریت کو ختم کرنا چاہتے ہیں ختم کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ امت کو اصولوں پر لایا جائے اور اسلام کے طرز حیات پر انہیں اکٹھا کریں اگر ایسا ہو جاتا ہے تو بدگمانیاں اور دوریاں ختم ہوں گی اگر اسلاف سے ہٹیں گے تو بدگمانیاں اور بدکلامیاں پیدا ہوں گی۔

سوال: آج کل چارسو یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ قانون توہین رسالت غلط استعمال ہو رہا ہے اور یہ صرف اقلیتوں کے خلاف ہے ۔اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: توہین رسالت کے جتنے بھی کیس بنے ہیں ابھی تک کوئی ایک بھی کیس ایسا نہیں ہے جس پر سزا دی گئی ہو اور یہ قانون عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر غیر مسلموں کے خلاف تو ہی ہے لیکن مسلمانوں کے خلاف بھی اس میں سب برابر ہیں ۔نبی اکرم e کی توہین اگر جرم ہے تو حضرت عیسیٰ u کی توہین بھی جرم ہے ۔وہ بھی سچے نبی ہیں اور مسلمانوں کے ہاں مقدس و محترم ہیں ہم تو اس قانون کی بات کرتے ہیں جس میں تمام انبیاء o کے تحفظ کی بات ہو۔ یہ بات تو عیسائیت کو بھی قبول کرنی چاہیے

کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ u کی ذات کا بھی تحفظ ہوتا ہے۔

سوال: آج یہ کہا جارہا ہے کہ عہد رسالت میں مسلمانوں کے فرقے نہیں ہوتے تھے وہ لوگ صرف مسلمان تھے آج کے فرقے علماء نے پیدا کیے ہیں۔

جواب: جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے کرتے ہیں نبی کریم e کے دور میں بھی صحابہ کرام کا اجتہادی مسائل میں اختلاف تھا مثلاً نبی e جب غزوہ احزاب سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام] کو فرمایا کہ عصر کی نماز تم بنو قریظہ کے محلے میں جا کر پڑھنا۔ اب سورج غروب ہو رہا تھا اور عصر ابھی پڑھی نہیں تھی تو بعض صحابہ] نے فرمایا چونکہ سورج غروب ہونے والا ہے لہٰذا عصر کی نماز یہیں پڑھ لی جائے۔ دوسرے بعض حضرات کا موقف یہ تھا کہ ہم تو عصر کی نماز بنو قریظہ کے محلے میں ہی جا کر پڑھیں گے کیونکہ حضور e نے فرمایا تھا کہ عصر کی نماز وہیں جا کر پڑھنا! پہلے گروہ نے یہ دلیل دی کہ حضور e کا مقصد یہ تھا کہ جلدی جانا۔ لہٰذا نماز عصر یہیں آ کر پڑھ لینی چاہیے کیونکہ دیر ہو رہی ہے تو صحابہ کرام] میں دو گروہ بن گئے ایک نے نماز قضا پڑھی دوسرے نے ادا پڑھی لیکن چونکہ صحابہ کرام] سمجھتے تھے کہ یہ مسئلہ اجتہادی امور میں سے ہے اس لیے دونوں درست ہیں وہ لڑتے نہیں تھے ہم بھی آج یہ کہتے ہیں کہ چاروں ائمہ فقہاء برحق ہیں ان چاروں میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری جائے۔ ان کو گالیاں نہ دی جائیں اور نہ ہی ان پر کسی قسم کا فتویٰ لگایا جائے۔

رائے کا اختلاف تو ہوتا ہی ہے اور یہ تمام ادوار میں رہا ہے صحابہ] کے دور میں بھی رائے کا اختلاف تھا بلکہ رائے کا اختلاف تو سابقہ انبیائ o کے دور میں بھی تھا مثلاً حضرت سلیمان u اور حضرت داؤد u کے درمیان رائے کا اختلاف تھا اور دونوں کی ایک خاص مسئلہ کے بارے میں الگ الگ رائے تھی۔

سوال: مدارس کے فضلاء میں ایسی کونسی کمی ہے کہ یہ لوگ معاشرہ میں جا کر اس انداز اور تیزی کے ساتھ کام نہیں کر سکتے جس انداز اور تیزی کے ساتھ اہل باطل کام کرتے ہیں؟

جواب: اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جتنے بھی اہل باطل ہیں ان کے مخصوص ایک دو مسائل ہوتے ہیں جو ان کی محنت کے مرکز ومحور ہوتے ہیں اور وہ انہوں نے رٹے ہوئے ہوتے ہیں علماء حق اور فضلاء کے پیش نظر چند مسائل نہیں ہوتے بلکہ پورا دین ان کی محنت کا مرکز ہوتا ہے۔ مدارس اسلامیہ میں بارہ سال میں حفظ سے لے کر دورہ حدیث شریف تک پورا دین پڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اہل باطل پورا دین نہیں پڑھتے بلکہ وہ چند مخصوص مسائل پڑھتے ہیں جن پر ان کے

گروہ کی بنیاد ہوتی ہے اس لیے وہ چند مسائل پڑھ کر معاشرہ میں کام کرنے کے لیے نکل جاتے ہیں اور عوام میں وہی مسائل وعقائد پھیلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور مدارس کے فضلاء پورا دین پڑھ کر جاتے ہیں اور پورے دین کی محنت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا ایجنڈا ہے فتنہ پھیلانا، فرقہ واریت کو ہوا دینا اور امت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا، اس لیے انہوں نے ایک ہی کام کرنا ہوتا ہے اور علماء وفضلاء کے ذمہ کئی کام ہیں۔ اس لیے ہم اہل مدارس سے یہی گزارش کرتے ہیں کہ باطل گروہوں کے رد میں طلباء کو ضرور تیاری کروائیں۔

سوال: آپ اپنے کام کا مستقبل کیسا دیکھتے ہیں؟

جواب: ہمارے کام کا ماضی بھی انتہائی شاندار تھا حال بھی زبردست ہے اور مستقبل بھی روشن نظر آتا ہے۔ ہمیں اللہ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

سوال: جامعۃ الرشید نے حالات حاضرہ کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے فضلاء کے لیے مختلف کورسز شروع کر رکھے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: جامعۃ الرشید کے تمام اسپیشل کورسز جامعہ کا انتہائی احسن اقدام ہے جامعہ کی جو موجودہ ٹیم ہے، یہ نئی ہے۔ میرا تو جامعۃ الرشید سے اس وقت سے تعلق ہے جب جامعۃ الرشید کی ابھی تک جگہ بھی نہیں خریدی تھی۔ دارالافتاء بالکل چھوٹا سا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں درجہ ثالثہ والے سال جامعہ بنوریہ سائٹ ٹاؤن کراچی میں تھا تو چھٹیوں میں حضرت والا کے پاس آیا تو حضرت والا نے حضرت استاد صاحب سے فرمایا کہ اس کو تخصص کی تیاری کراؤ! تو جو تخصص والوں کے لیے حضرت کا ریکارڈ شدہ درس تھا میں نے وہ سنا اور کنز والے سال ہی میں نے سورہ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے دو رکوع کی ترکیب حضرت استاد صاحب کو سنائی تھی اور اسی سال ہدایہ رابع کے سبق میں بیٹھتا۔ میرا جامعۃ الرشید سے بہت پرانا اور گہرا تعلق ہے میں ان تمام کورسز پر بہت خوش ہوں اور جامعہ کے منتظمین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں جامعۃ الرشید کا وکیل بلا توکیل ہوں۔ اپنے اجتماعات میں جامعہ کا تعارف کرواتا ہوں۔ جامعہ نے جو اسپیشل کورسز شروع کر رکھے ہیں ان کی معاشرہ میں بڑی ڈیمانڈ ہے ایسا آدمی جو عربی بھی جانتا ہوں انگلش بھی جانتا ہو، درس نظامی کا فاضل ہو اور ایم اے بھی ہو تو یہ سونے پہ سہاگہ ہے یہ وقت کی انتہائی اہم ضرورت ہے۔

سوال: علماء کا سرکاری اداروں میں جانا کیسا ہے؟ جواب: میں تو مفتی نہیں ہوں اگر مفتی ہوتا تو

علماء کے سرکاری اداروں میں جانے کو فرض قرار دیتا کیونکہ جب علماء سرکاری اداروں میں نہیں جائیں گے تو نتائج کیا ہوں گے؟ وہ آپ کے سامنے ہیں جب پاکستان کا بیوروکریٹ طبقہ سوفیصد صالح مسلمان ہو تو معاشرہ میں انقلاب کی راہیں کھلیں گی حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف تھا کہ علماء کو سرکاری مشینری کا حصہ بننا چاہیے۔سوال: وہ فضلاء جو معاشرے میں مستقل بنیادوں پر کام کرنا چاہتے ہیں اور معاشرہ میں انقلاب کے راستے ہموار کرنا چاہتے ہیں ان کے کام کرنے کا کیا طریقہ کار ہو؟ اور آپ انہیں کیا نصائح فرمائیں گے۔

جواب: میں فضلاء کرام سے تین گذارشیں کرتا ہوں گناہوں سے بچیں مسلک کا کام کریں اپنے اکابر کے ساتھ وابستہ رہیں۔

گناہوں سے بچیں گے تو اللہ راضی ہوگا۔اکابر کے ساتھ وابستہ رہیں گے تو صحیح رخ پر چلتے رہیں گے فضلاء ان تین کاموں کا اہتمام فرمائیں تو ان شاء اللہ بہت تیزی کے ساتھ کام پھیلے گا۔عقیدہ صحیح ہو اور کام اکابر کی سرپرستی میں کیا جائے تو اس کا معاشرہ پر بڑا اثر پڑتا ہے اور انقلاب کی راہیں کھلتی ہیں۔

(روزنامہ اسلام 7 فروری بروز سوموار 2011)

تیسرا اعتراض،

کتب سے سرقہ کرنے کا الزام:

رضاخانی معترض نے صفحہ ۱۷تا۲۳ تک قلم کی سیاہی پھیلائی کہ متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ نے اپنی کتاب ”فرقہ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ“ مطالعہ بریلویت سے سرقہ کی ہے۔

جواب: اس سلسلہ میں عرض ہے کہ متکلم اسلام صاحب زید مجدہ نے سرقہ نہیں کیا بلکہ ”استفادہ“ کیا اور بعد کے ایڈیشنز میں ”ماخذ“ کا اضافہ بھی کردیا گیا تھا جو کاتب کی غلطی کی وجہ سے پہلے ایڈیشن میں رہ گیا

تھا۔رضا خانی کا یہ کہنا کہ:

''لیکن اصولی بات یہ ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو اپنے سابقہ جرم ''چوری'' کا اقرار کئے بغیر یہ اضافات اور ماخذ ومراجع کی فہرست کا اضافہ مفید نہیں لہذا پہلے اس بات کا اقرار کیجئے کہ آپ نے چوری کا ارتکاب کیا تھا''۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینہ میں،ص ۱۸)

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آگے ہم رضاخانیوں کے سرقہ و چوری کا ثبوت دیں گے ان سے بھی کیا رضاخانی یہی مطالبہ کرنے کی جرات کرے گا؟

ماقبل میں علامہ سیوطیؒ نے علامہ سخاویؒ پر الزام لگایا کہ انہوں نے میری کتب سے چوریاں کی اور پکڑے جانے پر مکر گیا تو علامہ سخاویؒ سے بھی اس قسم کے مطالبات کی جرات ہے؟

ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ علامہ قسطلانی اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہما کی چپقلش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شیخ جلال الدین سیوطیؒ کو ان سے بڑی شکایت تھی اور گلہ تھا۔کہا کرتے تھے کہ انہوں نے مواہب لدنیہ میں میری کتابوں سے مدد لی ہے۔اور اس میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ میری کتابوں سے نقل کر رہے ہیں یہ بات ایک قسم کی خیانت ہے جو نقل میں معیوب ہے۔اور حق پوشی ہے جب اس شکایت کا چرچا ہوا اور یہ شکایت شیخ الاسلام زین الدین زکریا الانصاریؒ کے حضور میں محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی تو شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے قسطلانیؒ کو بہت سے مواضع میں الزام دیا۔ان میں سے ایک یہ کے مواہب کے وہ کتنے مواقع ہیں جو بیہقی سے نقل کئے گئے ہیں۔اور بیہقی کی مولفات اور تصنیفات میں سے کس قدر تصانیف ان کے پاس موجود ہیں۔اور ذرا یہ بتائیں کہ ان میں سے کن تصنیفات سے انہوں نے نقل کی ہے جب قسطلانی مواضع نقل کی نشاندہی سے عاجز رہے تو سیوطیؒ بولے کہ آپ نے میری کتابوں سے نقل کیا ہے۔اور میں نے بیہقی سے پس آپ کیلئے مناسب اور ضروری تھا کہ آپ اس طرح کہتے ہیں قال السیوطی عن البیہقی کذا تا کہ مجھ سے استفادہ کا حق بھی ادا ہوتا اور تصحیح نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہو جاتے۔قسطلانی ملزم ہو کر مجلس سے اٹھے اور یہ بات ہمیشہ دل میں رکھی کہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ کے دل سے اس کدورت کو دھویا جائے

مگر ناکام رہے ایک روز اسی ارادے سے شہر مصر (قاہرہ) سے روضہ تک پا پیادہ روانہ ہوئے جو دراز مسافت پر واقع تھا۔شیخ جلال الدین سیوطیؒ کے دروازہ پر پہنچ کر دستک دی شیخ نے اندر سے دریافت کیا کون شخص ہے؟ قسطلانیؒ نے عرض کیا کہ میں احمد ہوں برہنہ پا اور برہنہ سر آپ کے دروازہ پر کھڑا ہوں تاکہ آپ کے دل سے کدورت دور ہو۔اور آپ راضی ہو جائیں۔یہ سن کر شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اندر ہی سے کہا کہ میں نے دل سے کدورت کا ازالہ کر دیا لیکن نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی''۔

(بستان المحدثین مترجم،ص ۲۱۳،میر محمد کتب خانہ)

اب کیا رضا خانی وہ تمام گھٹیا تبصرے یہاں علامہ قسطلانیؒ کے متعلق بھی کرے گا جو متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کے بارے میں کئے؟ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اس سب کے بعد بھی ایک کو اکابر میں سے مانتے ہو دوسرے کو الزام دیتے ہو؟ یاد رہے کہ یہاں یہ تاویل نہیں چل سکتی ہے کہ معاصرانہ چپقلش ہے کیونکہ قسطلانیؒ شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ کی مجلس سے ''ملزم'' ہو کر اٹھے۔

باقی رہی یہ بات کہ جب رضا خانی نے اعتراضات کئے تو اگلے ایڈیشنز میں کچھ حذف و اضافہ ہو تو علامہ ساجد صاحب نے ملفوظات جو دعوت اسلامی کے تحت چھپے میں تحریف کا انکشاف کیا جس کے بعد انہوں ان مقامات کی اصلاح کرنی پڑی تو کیا دعوت اسلامی سے بھی اس مطالبہ کی جرات ہے؟ اگر کہو کہ وہ کاتب کی غلطی تھی تو اگرچہ یہ دعوی بلا دلیل ہے لیکن ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ پھر جو کچھ اعتراضات تم کو حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہ کی کتاب پر ہیں وہاں بھی کاتب کی غلطی تسلیم کر لو۔

آخری اصولی بات کہ دیانۃً متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ نے ماخذ و مراجع کا ذکر کیا تھا جو کاتب کی غلطی سے شامل نہ ہو سکا اب یہ سوال کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اس کا جواب بھی ہم اسی رضا خانی سے دے دیتے ہیں موصوف کے ''ہم مخرج'' کی کتاب ''کنز الایمان اور مخالفین'' ہندوستان سے شائع ہوئی جس پر میثم رضا خانی کا کئی صفحات پر مضمون شامل تھا جس میں بڑے کام کے حوالے تھے لیکن جب یہی کتاب پاکستان سے شائع ہوئی تو اس میں سے میثم رضا خانی کا پورا مضمون غائب کر دیا گیا اور آج تک اس کی باقاعدہ تحریرا کتاب میں کوئی وضاحت بھی نہیں دی گئی۔آخر کیوں؟ جس اصول سے یہ مضمون پورا کا پورا غائب کر دیا گیا بس یونہی سمجھیں کہ پہلے ایڈیشنز میں کسی وجہ سے ماخذ کا اضافہ شامل نہ

ہوسکا اس میں اگر اعتراض والی بات ہے تو پہلے خود پر اور اپنے ''سارق'' مولویوں پر اعتراض کرو۔

اور اپنوں سے پہلے کی کتب سے کوئی مواد لے لینا اور اپنی کتاب میں اس کو شامل کرنا اگر رضاخانیوں کے ہاں ''سرقہ'' کہلاتا ہے تو رضاخانیوں نے علمائے دیوبند کے خلاف جتنی کتب لکھی ہیں ان سب کو آگ لگا دینی چاہیئے کیونکہ ان سب میں ایک ہی جیسے اعتراضات ہیں اور اپنوں سے پہلے سے نقل کئے گئے ہیں۔

کاشف اقبال رضاخانی کی کتاب ''دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف'' %90 سے بھی زائد مولوی غلام مہر علی کی کتاب ''دیوبندی مذہب'' سے سرقہ شدہ ہے علامہ ساجد صاحب نے جواب دیتے ہوئے اس پر تنبیہ بھی کی مگر سب رضاخانیوں کو سانپ سونگھا ہوا ہے۔ وہاں کوئی لب کشائی کرنے کے بجائے اس ''سارق'' کو یہی میثم رضاخانی:

''سرمایہ اہلسنت داعی فکر رضا حضرت علامہ مولانا کاشف اقبال مدنی مدظلہ العالی''۔

(کلمہ حق، ش ۱۲، بابت مرچ اپریل ۲۰۱۲ ص ۳۴)

لکھتا ہے۔ آخر یہ منافقت کیوں؟

رضاخانی شیخ الحدیث کا سرقہ رضاخانی قلم سے:

رضاخانی شاہ حسین گردیزی رضاخانی شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی کے سرقہ اور سارق ہونے کے متعلق لکھتے ہیں:

''مولانا سعیدی نے اس مضمون کو تبیان القرآن ج ۱۱ ص ۲۰۴ پر ا سے سطر ۸ پر نقل کیا ہے جو پندرہ سطروں پر مشتمل ہے نہ مضمون نگار کا حوالہ دیا ہے اور نہ ہی النعیم کا ذکر کیا ہے اس طرح مولانا سعیدی عبارات کے سارق ہو کر منتحلین میں شمار ہو گئے جو خیانت ہے اور اہل علم کو ایسی خیانت نہیں کرنی چاہئے''۔

(الذنب فی القرآن، ص ۷۶۹)

مزید لکھتے ہیں:

''ہمارے علم میں یہ بات پہلی دفعہ آئی ہے کہ مولانا سعیدی سرقہ کا کاروبار بھی کرتے ہیں اگر یہ چیز اسی طرح ہے جس طرح ظاہر ہوئی ہے تو مولانا سعیدی کے نام سے شائع شدہ کتب سے اعتبار اٹھ گیا ہے''۔

(الذنب فی القرآن، ص ۷۷۱)

رضاخانی مصنف کا متکلم اسلام صاحب کے نوٹس سے سرقہ:

ہم یہاں مولانا ساجد خان صاحب کا ایک مضمون پیش کر رہے ہیں جس میں ایک رضا خانی کے بدترین سرقہ کا انکشاف کیا گیا تھا ملاحظہ ہو:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اہلِ بدعت کی طرف سے ایک بدترین علمی سرقہ کی نشاندہی

از: مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب

قارئین کرام! دنیا میں مختلف قسم کے چور پائے جاتے ہیں۔عوام عمومی طور پر صرف اسی کو چور سمجھتی ہے جو کسی کا مال و متاع چوری کرلے۔لیکن ان چوروں کے علاوہ بھی ''چوروں'' کی دیگر اقسام دنیا میں پائی جاتی ہے۔مثلا جیسا کہ حدیث میں رکوع و سجود پورے طور پر نہ کرنے والے کو بھی ''چور'' کہا گیا۔اسی طرح علمی دنیا میں کسی عالم (خاص کر جس کے ساتھ آپ کا فکری و نظریاتی اختلاف ہو) کی علمی تحقیق کو اس کا نام یا اس کی کتاب کا حوالہ دئے بغیر اپنے نام سے شایع کرنا بھی بدترین ''چوری'' اور ''علمی خیانت'' کہلائی جاتی ہے۔جس پر ''پی ایچ ڈی'' تک کی ڈگریاں کالعدم قرار دے دی جاتی ہیں۔آج ہم آپ کو ایسی ہی بدترین علمی سرقہ سے آگاہ کریں گے جو بڑی خاموشی کے ساتھ کی گئی۔لیکن تاڑنے والے بھی کمال کی نظر رکھتے ہیں۔

قارئین کرام! اللہ پاک کی یہ سنت رہی ہے کہ ہر دور میں ایسے بندے پیدا کرتا ہے جو اس کے دین کی حفاظت فرماتے ہیں اور اعداد دین کی طرف سے پھیلائے جانے والے شکوک و شبہات اور اوہام کا قلع قمع کرتے ہیں۔جب ماضی میں فرقہائے مجسمہ، مشبہ، حشویہ، معتزلہ، وغیرہا نے ہر طرف اہل سنت پر یلغار کی تو امام ابو الحسن اشعری اہل سنت کے دفاع کیلئے میدان میں اترے آپ نے علمی میدان میں دشمنوں کے دانت کھٹے کئے اور آپ کے تربیت یافتہ لوگوں نے بعد میں چہار دانگ عالم میں سنیت کا جھنڈا لہرایا۔

الحمدللہ یہ اللہ کا پاکستان کے خطہ پر ایک عظیم احسان ہے جب سلفیت کے نام پر مجسمہ ومشبہ کے عقائد کو ایک دفعہ پر پھیلانے کی کوشش کی گئی اشعریت و ماتریدیت کو ''معطلہ'' کہا جانے لگا اور احناف کو مخالف قرآن وحدیث باور کرانے کی کوشش شروع کی گئی تو متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زیدمجدہ اہل سنت کی طرف سے دفاع کیلئے میدان میں اترے اور پورے عالم میں احناف وعقائد اہل سنت کی حقانیت کو ثابت کیا۔عالم کا ایسا کونسا خطہ ہے جہاں پر احناف پر ہونے والے اعتراضات کے دفاع میں آپ کی آواز نہ گونجی ہو۔ بندہ اس وقت جب یہ سطور لکھ رہا ہے تو حضرت متکلم اسلام سے گفتگو ہوئی آپ اس وقت بھی ملیشیا کے تبلیغی دورے پر ہیں۔

آپ نے امام اشعری کی طرح نہ صرف خود ان اعدائے دین کے دانت کھٹے کیئے بلکہ ایک مستقل جماعت اس کام کیلئے تیار کی سرگودھا میں ایک عظیم مرکز قائم کیا جہاں سے ہر سال بیسیوں لوگ علم العقائد وفروع میں مہارت حاصل کر کے مختلف مقامات پر خدمت دینی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ان طلبا کیلئے اور انہیں پڑھانے کیلئے مختلف موضوعات پر آپ کے ''نوٹس و یادداشتیں'' قلم بند کی گئی ہیں جنہیں سرگودھا کے عالمی مرکز میں ماہرین فن آنے والے طلبا کو پڑھاتے ہیں۔

اس تمہیدی گفتگو کے بعد اب آئی اصل مقصد کی طرف۔حضرت متکلم اسلام کا علم عقائد پر مایہ ناز درس ''القواعد فی العقائد'' کے نام سے قلمبند کیا گیا ہے۔جو عرصہ سات سال سے مرکز کے نصاب میں شامل ہے۔اور ہر عام وخواص کی پہنچ میں ہے۔ان نوٹس کے ص: ۲ پر عنوان ہے:

''اعتقادی اور عملی''

اس عنوان کے تحت آپ کی عبارت یوں شروع ہوتی ہے:

''اعتقاد اصل ہے،عمل فرع ہے۔صحیح اعتقاد کے بغیر۔۔۔الخ

اور آخر میں ایک ''فائدہ'' ہے۔

اس کے بعد عنوان ہے ''خلق کی تعریف''

اس عنوان کے تحت گفتگو یوں شروع ہوتی ہے:

''باطن کی وہ کیفیت۔۔۔الخ اس کے بعد ''تین مثالیں'' اور ایک فائدہ ہے۔

اس کے بعد عنوان ہے:

''عقیدہ اور عمل میں فرق''

اس کے تحت دو فرق بیان کئے پہلے فرق کی پھر ذیلی تین شقیں ہیں۔ آخر میں ایک فائدہ ہے۔

اس کے بعد عنوان ہے:

''ائمہ علم الکلام''

جس کے تحت آپ نے امام ابو الحسن اشعری، امام ابو منصور ماتریدی کا مختصر تعارف دیا۔ اس کے بعد دو فوائد کا ذکر کیا۔

اس کے بعد عنوان ہے:

''فرقہ معتزلہ کی ابتدا''

اس عنوان کے تحت آپ نے مختصراً اس فرقہ کی ابتدا کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد عنوان ہے ''عقائد کی اقسام''

اور پھر اس کے تحت عقائد کی تین قسمیں گنوائی ہیں۔ اس کے بعد ''عقیدہ نمبر ۱'' کے تحت ''توحید باری تعالیٰ'' کا عنوان ہے۔ اور اس عنوان کے تحت تین باتیں تفصیل سے سمجھائیں:

(۱) ذات باری تعالیٰ (۲) صفات باری تعالیٰ (۳) اسما باری تعالیٰ

ان تینوں عنوانات پر بڑا تفصیلی کلام کیا جس میں صفات باری تعالیٰ، متشابہات پر تفصیلی گفتگو ہے کئی ذیلی فوائد مذکور ہیں۔ دلائل اہل سنت کی تفصیل ہے۔ اس کے بعد

''مسئلہ استوا علی العرش''

کے عنوان سے اس معرکۃ الآرا مسئلہ کو بڑی خوبی و مدلل انداز سے سمجھایا ہے۔

یہ ساری گفتگو آپ کے نوٹس المسمی ''القواعد فی العقائد'' میں صفحہ نمبر ۲ سے شروع ہوتی ہے اور صفحہ نمبر ۱۶ تک پر پھیلتی چلی گئی۔

اب آئے اہل بدعت کے ایک مایہ ناز عالم و لکھاری ہیں جناب ''مولانا ابو عبد الرحمن علامہ محمد لیاقت علی رضوی'' فاضل جامعہ نعیمیہ لاہور۔ سابق استاذ جامعہ شہابیہ اچھرہ لاہور شاخ جامعہ نعیمیہ، جامعہ شیخ الاسلام سبزہ

زار نیز اس کے بعد آپ تادم مرگ جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور میں مدرس رہے۔ نیز اہل بدعت کی ایک دہشت گرد تنظیم سنی تحریک کے پنجاب کے علما بورڈ کے صدر بھی ہیں۔ نے ایک کتاب لکھی:

''شرح فقہ الاکبر'' جو شبیر برادرز لاہور سے ۲۰۱۷ میں چھپی۔

افسوس کہ اہل بدعت کے ہاں ایسی قدر آور شخصیت نے حضرت متکلم اسلام کا یہ سارا علمی مواد بغیر کسی حوالہ دئے اور حضرت متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کا نام لئے بغیر بڑی چابک دستی اور مہارت سے اپنی اس کتاب کا لفظ بلفظ حصہ بنالیا۔ حتیٰ کے عنوانات بدلنے تک کی توفیق نہ ہوگئی۔ ایسے بدترین سرقہ کیلئے واقعی دل گردہ چاہئے۔ یہ ساری سرقہ شدہ تحقیق موصوف کی کتاب کے صفحہ: ۵۲ سے شروع ہوتی ہے اور صفحہ نمبر ۶۸ پر:

''القواعد فی العقائد'' میں موجود حدیث نمبر ۱۰ عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ ان افضل الایمان ان تعلم ان الله معك حيثما كنت

(المعجم الاوسط للطبرانی ج 6 ص 287 رقم الحدیث 8796)

پر جا کر ختم ہوتی ہے گویا حضرت متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کے نوٹس سے کل ''۱۴'' صفحات چوری کرکے مولانا نے اپنی کتاب کے کل ''۱۶'' صفحات بنا کر شامل کیئے۔

علامہ صاحب کا ابھی ایک ماہ قبل ہی ڈینگی بخار کی وجہ سے انتقال ہوگیا ہے ورنہ ہم اس حرکت پر ان کا موقف ضرور لیتے۔ یہاں ہم یہ وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس حرکت پر فی نفسہ کوئی اعتراض نہیں اس لئے کہ ہمارا کام خالصہ لوجہ اللہ ہے۔ بلکہ ہمیں تو خوشی ہے کہ متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کے ''دلائل'' اتنے مضبوط ہیں کہ ان سے شدید نظریاتی اختلاف رکھنے والا اور شاید ان کا چہرہ بھی دیکھنا گوارا نہ کرنے والا جب قلم اٹھاتا ہے تو آپ کا علمی مواد اسے اپنی زنبیل میں ڈالے بغیر چارہ نہیں۔

اس سرقہ پر تنبیہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کی جس طرح متکلم اسلام نے عقیدہ طحاویہ کا درس پاکستان سمیت دنیا کے کئی ممالک میں دیا اور آج الحمدللہ یہ درس کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے اب اسی طرح وہ ''فقہ الاکبر'' کا درس جگہ جگہ دے رہے ہیں اور ان دروس نے بھی آگے چل کر شایع ہونا ہے

ظاہر سی بات ہے کہ جس کے مطالعہ میں پہلے ان بدعتی عالم کی سرقہ شدہ (یاد رہے کہ موصوف نے اپنی کتاب میں دیگر بھی کئی جگہوں پر سرقہ سے کام لیا ہے) کتاب کوئی پڑھے گا اور بعد میں متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کی کتاب کا مطالعہ کرے گا تو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوسکتا ہے کہ شاید حضرت جی نے یہ مواد اس عالم کی کتاب سے سرقہ کیا ہے حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

نیز اس پر بھی تنبیہ مقصود ہے کہ جس طرح متکلم اسلام کی عقابی نظر اپنی کتب پر ہے اس طرح ان کی اور ان کی ٹیم کی نظر مخالفین کے مواد پر بھی ہے وہ ہمیں غافل نہ سمجھے اور ایسی سوقیانہ حرکتیں کرنے سے پہلے سو بار سوچے۔

وما علینا الا البلغ المبین

۱۱ ربیع الاخر ۱۴۴۱ھ۔

(ختم شد)

اب میثم رضاخانی نے جو لکھا کہ:

''مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو اپنے مزعومہ اسلام کا متکلم قرار دینے والے دیوبندیوں کیلئے یہ نہایت شرم کی بات ہے کہ جس شخص کی قابلیت کا یہ عالم ہے کہ وہ دوسروں کی کتب سے چوری کر کے کتابیں لکھے وہ آپ کا متکلم ٹھہرے اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب آپ کے پیشوا کا یہ عالم ہے تو آپ کی علمی حالت کیسی ہوگی یقیناً یہ آپ کیلئے لمحہ فکریہ ہے اسے سوچیئے اور خوب سوچیئے''۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینہ میں، ص ۲۳)

تو جب رضاخانی شیخ الحدیث والتفسیر کا یہ عالم ہے اور ایک رضاخانی جماعت کے علما بورڈ کے صدر کا یہ عالم ہے تو میثم جیسے جاہل رضاخانی جہالت کی کس نہج پر ہوں گے اس کا اندازہ مشکل نہیں۔

متکلم اسلام صاحب کی قابلیت کا اندازہ تو اسی سے لگالیں کہ تمہارے مولوی تک ان کے علمی تراث سے سرقہ کر کے اپنی کتب کی زینت بناتے ہیں اس سے زیادہ قابلیت کا اور کیا ثبوت موصوف کو چاہیئے؟

نیز کیا اسی تبصرے کی جرات علامہ سخاویؒ اور علامہ قسطلانیؒ کے متعلق بھی کی جائے گی؟

ویسے رضاخانی امیر اہلسنت الیاس عطاری کو عربی کی ایک سطر پڑھنے نہیں آتی بلکہ دیکھ کر بھی قرآن غلط پڑھتا ہے جیسا کہ نیٹ پر ویڈیوز موجود ہیں اس کے باوجود اس کی کتب میں بیسیوں عربی کتب کے

حوالہ جات ہوتے ہیں تو کبھی اپنے اس ''امیر اہلسنت'' سے بھی اس قسم کے سوال کرنے کی جرات ہوئی ؟اپنے کسی عالم کی کتاب کے مواد کو اپنی کتاب کا حصہ بنانا اگر''قابلیت'' تو لینے کا پیمانہ ہے تو رضا خانیوں کو اپنے''مفتی اعظم مفتی منیب الرحمن'' کی خبر لینی چاہیئے جو کہتا ہے:

''پیش آمدہ دینی مسائل کیلئے شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی مدظلھم کی تفسیر تبیان القرآن اور شرح صحیح مسلم سے بھی استفادہ کرتے رہتے ہیں اور براہ راست بھی ان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں ان کا وجود اہلسنت کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے''۔

(تفہیم المسائل، ج ۳،ص ۱۶،ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اب جو تمہارا مفتی اعظم ہے جس کا کام ہی پیش آمدہ مسائل کا حل پیش کرنا ہے وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنے مدرسے کے ایک استاد سے استفادہ کرتا ہوں جس پر پہلے ہی آپ کے مسلک کے شاہ حسین گردیز کا دعوی ہے کہ یہ شیخ الحدیث ''سارق'' ہے تو یہاں بھی لب کشائی کا خیال آیا؟ جس مسلک کے مفتی اعظم پاکستان کا یہ حال ہو کہ وہ جدید مسائل کیلئے ایک''سارق'' سے استفادہ کرتے ہیں اس مسلک کے عام مفتیوں کا کیا حال ہوگا؟اس پر رضا خانیوں کو سوچنا چاہیئے اور خوب سوچنا چاہیئے۔

حسن علی رضوی رضا خانی کا سرقہ:

احمد سعید کاظمی نے اپنے اعلی حضرت کے دجل وفریب پر پردہ ڈالنے کیلئے لکھا:

''انہوں نے تحذیر الناس کی ہرسہ عبارات کے مطالب و معانی کو نقل کیا ہے۔الفاظ وکلمات کی نقل کا حسام الحرمین میں کسی جگہ دعوی نہیں فرمایا۔اگر کوئی شخص حسام الحرمین میں نقل الفاظ کے دعوی کا مدعی ہے تو وہ اس پر دلیل لائے۔ہم پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ نقل الفاظ وکلمات کے دعوے ثابت نہ کرسکے گا۔اور اہل علم سے مخفی نہیں کہ نقل بالمعنی کیلئے الفاظ وکلمات کو بعینہا نقل کرنا قطعا ضروری نہیں لہذا حسام الحرمین میں بالذات کا لفظ نہ ہونا ہرگز خیانت پر محمول نہیں کیا جاسکتا''۔

(مقالات کاظمی،حصہ دوم،ص ۲۳۰)

اب رضا خانی ضیغم اہل سنت نے خان صاحب بریلوی کو اعتراض سے بچانے کیلئے یہی تاویل لفظ بلفظ اپنی کتاب محاسبہ دیوبندیت جلد دوم،ص ۴۶۷،۴۶۸ پر نقل کی جو اس رضا خانی اصول پر سرقہ ہے تو

یہاں اپنے شیر اہل سنت کے اس سرقہ پر کوئی لب کشائی کی جرات ہوگی موصوف کو؟

چوتھا اعتراض،

Search اور Re-Search کے حوالے سے جاہلانہ اعتراض:

یہ رضاخانی تعصب وحسد میں اندھا ہو کر ص ۲۳ تا ۲۶ اس بات پر بھی معترض ہے کہ حضرت متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کو ''سرچ'' اور ''ریسرچ'' کا بھی علم نہیں انہوں نے اس کے غلط معنی بیان کئے یہ کیسا متکلم اسلام ہے؟ (ملخصا)

جواب: پہلی بات تو یہ کہ اس جاہل آدمی نے کسی کی علمیت و جہالت کا دارومدار ''انگریزی'' کے دو لفظوں پر رکھ دیا یعنی اگر کوئی عالم انگریزی کے دو لفظ بالفرض غلط بول دے تو وہ جاہل ہے اور اگر صحیح بول دے تو علامہ الدہر اور متکلم اسلام ہے!!!۔ حالانکہ یہ اس کی بدترین جہالت ہے اور کیوں نہ ہو؟ کہ اعلی حضرت تھے ہی جاہلوں کے پیشوا۔

خدا کے بندے دنیاوی علوم کا ماہر نہ ہونا یہ عیب نہیں بلکہ دینی علوم سے بے بہرہ ہونا یہ عیب ہے۔ مثلا اپنے آپ کو دیکھ لو تیرے منہ پر داڑھی نہیں یہود یوں نصرانیوں والی تیری شکل ہے، تجھے دیکھ کر قرآن ٹھیک سے پڑھنا نہیں آتا، عربی کی دو سطروں کو پڑھ کر اس کا ترجمہ تک نہیں کرسکتا، تو تیرے لئے یہ عیب ہے اور انگریزی کے دو لفظ اگر تجھے آتے ہیں تو یہ تیرا کوئی کمال نہیں۔ ایک مستند عالم دین کو جہالت کا طعنہ وہ شخص مار رہا ہے جو قرآن کی دو آیات بھی درست تجوید سے نہیں پڑھ سکتا اور جو عربی کی ایک عبارت نہیں پڑھ سکتا اور جو اپنی ہی لکھی ہوئی اردو کتاب کی کسی عبارت کا عربی میں ترجمہ تک نہیں کرسکتا۔ شرم شرم شرم۔

دوسری بات اس نے کہا کہ حضرت نے یہ بات متکبرانہ انداز میں کہی حالانکہ حضرت نے تو یہ گفتگو انتہائی علمی انداز میں کہی کہیں بھی تکبر کا اظہار نہیں یہ بھی اس آدمی کا جھوٹ ہے۔

تیسری بات حضرت متکلم اسلام نے ایک اور بیان میں خود وضاحت کی کہ مجھے انگریزی نہیں آتی جو آپ Youtueb پر MessageTv پر

Don't Understand Quran by Dr. Zakir Naik
کے عنوان سے ہے میں ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ مجھے انگریزی نہیں آتی ، میں کسی کالج کا پڑھا ہوا نہیں ۔تو جب ان کو انگریزی آتی ہی نہیں تو بالفرض کوئی لفظ غلط بول بھی دیا تو یہ ان کی نہ تو جہالت ہے نہ عیب۔

اب آتے ہیں اس جاہل کے اعتراض کی طرف دراصل متکلم اسلام نے یہ ساری گفتگو عوامی انداز میں کہی تھی اور عوامی انداز میں سمجھائی ۔ایک Search لائٹ ہے اس سے کوئی چیز تلاش کی جاتی ہے Search Light تلاش کرنے والی لائٹ اس میں واقعی گیند کو تلاش کیا جاتا ہے ۔رضا خانی کا یہ کہنا کہ تلاش نہیں کھیلا جاتا ہے تو کھیلا کس طرح جاتا ہے؟ ظاہر ہے یہی تلاش کر کے کہ کس کے پاس گیند ہے؟ جیسے کوئی زید کے آنے پر کہہ دے''ہنستا ہوا آرہا ہے'' تو اس جاہل کے نزدیک یہ سمجھا جائے گا کہ زید نہیں کوئی اور آرہا ہے ۔قصہ مختصر حضرت نے جو بات کہی بالکل درست کہی کہ جس طرح کھیل کے دوران اس جلتی لائٹ کو بند کر کے دوبارہ لگا دے تو ہر کوئی کہے گا بے وقوفی کی ہے،شرارت کی ہے،کیا ضرورت تھی؟ اسی طرح چودہ سو سال سے دین کی جو روشنی عالم دنیا کو منور کر رہی ہے اس پر دوبارہ ریسرچ کے نام پر تحریف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

حضرت متکلم اسلام صاحب نے Searchاور Re-Search کو بالکل درست معنیٰ میں استعمال کیا ہے ۔صرف یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ Groundکی Light کو سرچ نہیں ''فیلڈ لائٹ'' کہتے ہیں تو ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ حضرت کے مخاطب عموماً عوام ہوتی ہے اور حضرت کا خاصہ ہی یہی ہے کہ مشکل سے مشکل بات کو عوامی انداز میں بیان کرنا تو چونکہ Search Lightکی اصطلاح عوام میں رائج ہے لہذا وہ استعمال کرلی ۔دوسری بات یہ کہ فیلڈ لائٹ تو اس کا نام ہے لیکن اس لائٹ میں کھلاڑی گیند تلاش کرتے ہیں تو اس اعتبار سے یہ Search Light بھی ہوئیں،

علمی انداز میں یوں سمجھیں کہ عبارۃ النص اور اشارۃ النص کا فرق ہے۔

الغرض آج انگریزی نہ آنے پر رضا خانی معاذ اللہ متکلم اسلام صاحب زید مجدہ پر جہالت کے الزامات لگا رہا ہے حالانکہ اس کے مسلک کا مناظر اسلام مفتی راشد محمود رضوی تو لکھتا ہے:

''القصہ یہ تمام واقعات اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ ان بزرگوں کی رائے نہایت صحیح تھی جو انگریزی کو اسلام کیلئے خطرناک سمجھ کر مسلمانوں کو اس سے بچنے کی رائے دیتے ہیں''۔

(سرسید احمد خان کا اصلی روپ، ص ۴۱، مکتبہ نور بصیرت کراچی)

مگر چونکہ موصوف خود اسلام و مسلمانوں کے دشمن ہیں لہذا انہیں انگریزی علم کی معراج معلوم ہوتی ہے۔ رضاخانی مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

''علم دین کے اٹھ جانے سے مراد یہ ہے کہ علماء دین وفات پاتے رہینگے اور بعد کے لوگ عالم بننا چھوڑ دینگے کیونکہ علم کی قدر نہ قوم میں رہے گی نہ حکومت میں، جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ اب علماء بھی واعظ یا پیر بن کر گزارہ کر رہے ہیں صرف علماء کے لئے کوئی ذریعہ نہیں۔ انگریزی بی اے کرلو تو تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔ عالم دین بنو تو حکومت کا کوئی محکمہ تمہیں نہیں لیتا تم پر حکومت کے سارے دروازے بند ہیں۔ دین کا اللہ ہی حافظ ہے دین رسول باغ ہے علم دین اس کا پانی جب پانی نہ دیا جائے تو باغ کا کیا ہوگا؟''۔

(مرآۃ المناجیح جلد ۷ صفحہ ۲۰۰ ضیاء القران لاہور)

یہی مفتی صاحب ایک اور جگہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''علم دین کا اٹھنا اس طرح ہوگا کہ علماء وفات پاتے رہینگے اور آیند پیدا نہ ہونگے۔ حتی کہ قریب قیامت حال یہ ہوگا ایک شخص میراث کا ایک مسئلہ مشرق و مغرق میں لئے پھرے گا کوئی بتا نہ سکے گا۔ زلزلے تو اب شروع ہو گئے ہیں۔ علم کم ہو رہا ہے اب جسے دیکھو وہ اسکول کالج کی طرف دوڑتا ہے علم دین پڑھنے والے بھی عالم کم بنتے آتے ہیں واعظ زیادہ۔''

(مرآۃ المناجیح جلد ۷ صفحہ ۲۲۴)

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

''علم اٹھنے سے مراد ہے علماء وفات پاتے رہینگے اور بعد میں دوسرے علماء پیدا نہ ہونگے جیسا اب ہو رہا ہے کہ ایک خلقت انگریزی کے پیچھے پھر رہی ہے دین رسول یتیم ہو کر رہ گیا۔''

(مرآۃ المناجیح جلد ۱ صفحہ ۱۹۴، ۱۹۵)

تو تمہارا حکیم الامت تو انگریزی تعلیم کو قرب قیامت اور علم کے اٹھ جانے کی ایک نشانی قرار دے رہا ہے اور تم اسی انگریزی کو ''علم'' کی دلیل اور کسی عالم کی علمیت ناپنے کا ''پیمانہ'' قرار دے رہے ہو اب بتاؤ تم احمق ہو یا تمہارا یہ حکیم؟

الیاس قادری عطاری کی ''رضاخانی انگریزی'':

یوٹیوب پر الیاس عطاری صاحب کا ایک بیان

Mere Aziz Hamwatnon

چینل پر بنام

Bappa Ilyas Qadri Speaking English (Funny English by Bappa Ilyas qadri

کے عنوان سے اپلوڈ ہے جس میں لندن سے ایک چارٹرڈ اکاونٹنٹ آٹھ رکعات تراویح کے متعلق انگریزی میں سوال کرتا ہے کہ تراویح کتنی رکعات ہونی چاہیئے؟ اب اس ''نمونے الیاس عطاری'' کا انگریزی میں جواب سنئے اور سر دھنئے:

Correct 8 Rakat.. No Twenty Rakat

(اس دوران اس جاہل اعظم کو بار بار ہیڈفون پر سمجھایا جاتا ہے کہ کس طرح انگریزی بولنی ہے)

There is Twnety Rakat is Taraweeh

(جاہل کو پھر ہیڈفون پر سمجھایا جاتا ہے کہ یہ کیا چبل ماردی ہے؟ یوں بولیں اور جاہل مریدین نیچے سے اس ''عطاری انگریزی'' پر بھی جھوم کر نعرے لگا رہے ہوتے ہیں)

There is Twenty Rakat in Taraweeh ..

there is twnety rakat in taraweeh

Eight Rakat

(موصوف پر بھول جاتے ہیں کہ آگے کیا بولنا ہے؟ لہذا ہیڈفون میں ایک دفعہ پھر سے سمجھایا جاتا ہے)

Ghalat

(ماشاءاللہ سبحان تیری انگریزی پر۔۔۔!!!! پیچھے سے لقمہ دیا جاتا ہے)

Wrong۔۔ہاں Not Correct.....Wrong

Eight Rakat Taraweeh concept of eight rakat taraweeh wrong

قربان تیری اس انگریزی پر! اب رضاخانیوں کو یہاں بھی کچھ غیرت کرنی چاہیئے اور کئی افراد کے لقموں کے باوجود بھی ''امیر اہلسنت'' انگریزی میں جو چبلیں مارتے رہے اس پر بھی کوئی تبصرہ کرنا چاہیئے۔

جلالی کی گلابی انگریزی:

رضاخانی کنزالعلماء ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کا بھی ایک انگریزی انٹرویو نیٹ پر موجود ہے جس میں اس نے انگریزی میں خوب گل کھلائے ہیں مگر ہم یہاں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف ایک ٹکڑا نقل کریں گے کہ صحافی نے پوچھا کہ اتنا بڑا مجمع ہے اتنے لوگ ہیں پولیس بھی ہے فوج بھی ہے روڈ بند ہیں لیکن ابھی جمعہ کے بعد میں نے دیکھا تو اتنا مجمع نہیں تو کیا آپ نہیں سمجھتے کہ بہت سے پاکستانی آپ سے متفق نہیں اور آپ کی اتباع نہیں کرتے؟ کیونکہ مجمع تو بہت بڑا نہیں؟

اب اس پر کنزالعلماء کی گلابی انگریزی کا جواب سنیئے:

Came.......aaaaaa Jumma Prayer also .. it was aaaa Great Croud also buttaaaa government has seald the ways to this Place so that the thousand of people absent in this time here if there was be allowd for the this prayer there should be thousand of muslims inshallah.

یہ کلپ Jalali English Interview کے نام سے یوٹیوب پر سنا جاسکتا ہے۔

رضاخانی مولویوں کی جہالتیں رضاخانیوں کے قلم سے:

رضاخانی نے تو اپنی جہالت سے حضرت متکلم اسلام پر انگریزی کے دو لفظ غلط بولنے پر جہالت کی مہر لگانے کی کوشش کی جو اسی کی جہالت کیلئے سر بمہر ثابت ہوئی لیکن آئی ہم آپ کو رضاخانی مولویوں کی جہالتیں خود ان کے گھر سے دکھاتے ہیں۔

مفتی اعظم ہند کو عربی نہیں آتی:

حج کے موقع رضاخانی مفتی اعظم ہند مصطفی رضاخان سے کسی تیجانی نامی مصری آدمی نے حج کے کچھ

مسائل پر ان سے عربی میں استفتاء کیا، مرتا کیا نہ کرتا جواب لکھ تو لیا مگر تصحیح کیلئے ظفر الدین بہاری کے پاس بھیجنے کی خواہش ظاہر کی یہ وجہ لکھتے ہوئے کہ:

''مجھے اپنی کمزوری معلوم ہے اور عربی لکھنے بولنے کی مہارت بھی نہیں، زبان والوں کے سامنے جائے تو کوئی ایسی بات نہ ہو کہ مضحکہ کریں''۔

(جہان ملک العلماء، ص ۸۸۲)

تاج الشریعہ کو عربی نہیں آتی:

رضاخانی شیخ الاسلام رضاخانی تاج الشریعۃ اختر رضاخان کی جہالت کو یوں بیان کرتے ہیں:

''اگر ازہری میاں اپنی علمی کم مائیگی کے سبب کسی عربی میں لکھی ضخیم کتاب کا مکمل جواب عربی میں نہیں دے سکتے''۔

(لفظ کملی، ص ۷، دارالسلام ٹرسٹ درگاہ شریف کچھوچھا، مارچ ۱۹۹۳)

اعلیٰ حضرت کی جہالت بقلم رضاخانی شیخ الحدیث:

خان صاحب کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ اسے قرآن پاک کی ایک آیت کا ترجمہ تک صحیح کرنے نہیں آتا تھا چنانچہ رضاخانی شیخ الحدیث لکھتا ہے:

لیغفر لك الله (الآیۃ) کا ترجمۂ اعلیٰ حضرت غیر صحیح ہے کہ ہمارے نزدیک یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ ترجمہ لغت، اطلاقات قرآن، نظم قرآن اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور اس پر عقلی ایرادات اور خدشات ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(شرح صحیح مسلم، ص ۵ ۳ ۳، ج ۷ مطبوعہ لاہور)، (معارف رضا سالنامہ ۲۰۰۹، ص ۱۵۵)

رضاخانی آئمہ و مدارس کی جہالت:

عون محمد سعیدی اپنے خطیبوں اماموں کے متعلق لکھتا ہے:

''امامت و خطابت پر تو ایسے ہی ان پڑھ چھا گئے ہیں''۔

(زوال دین کا بنیادی نقطہ، ص)

عبدالحکیم شرف قادری نے اپنی کتاب ''خدا کو یاد کرے پیارے'' کے ص ۷۰ پر اپنے مدارس سے گلہ کیا ہے کہ وہاں اہل علم و فضل تیار نہیں ہو رہے ہیں۔

رضاخانی جاہل:

آج اکثر رضاخانی نبی اکرم ﷺ کو چالیس سال سے قبل نبی مانتے ہیں جبکہ رضانی مناظر اعظم اشرف سیالوی واذناب کے ہاں:

''ایسا قول سراسر جہالت ہے''۔ (تحقیقات، ص ۵۸)

رضاخانی مناظر اعظم کی جہالتیں:

رضاخانی مناظر عبدالمجید سعیدی نے اپنی کتاب تنبیہات بجواب تحقیقات کے ص ۲۶ تا ۲۷ عنوان قائم کر کے ''کمالات علمیہ'' رضاخانی مناظر اشرف سیالوی کی جہالتوں کا پول کھولا ہے۔

رضاخانیوں کے نزدیک معاذ اللہ حضور ﷺ بھی جاہل ہیں:

نقل کفر کفر نہ باشد ایک رضاخانی اپنے مناظر اعظم کے متعلق لکھتا ہے:

''حضرت محمد ﷺ کیلئے لفظ ''جاہل'' کا استعمال اور مولانا کا بالخصوص اس قول کو پسند کرنا بھی ایک تشویش ناک امر ہے''۔

(نبوت مصطفی ﷺ ہر آن ہر لحظہ، ص ۷۴)

تو جن کے مذہب میں معاذ اللہ حضور ﷺ کی ناموس محفوظ نہ ہو ان کیلئے بھی ''جاہل'' کے لقب کو پسند کیا جائے استغفر اللہ ایسے حضرات اگر متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کو جاہل کہہ دیں تو کونسی بڑی بات ہے؟

پانچواں اعتراض،

مولانا الیاس گھمن صاحب پر مناظرے سے فرار کا الزام:

رضاخانی نے اپنی کتاب کے ص ۲۶ تا ۳۲ حضرت مفتی ندیم صاحب محمودی کی ایک آڈیو ریکارڈنگ

کا حوالہ دیا کہ مولانا گھمن صاحب صرف خطیب ہیں مناظر نہیں مماتیوں سے مناظرے سے فرار ہو گئے تھے وغیرہ وغیرہ اور اس پر طویل تبصرہ کیا۔

جواب ۱: یہ ان کا ذاتی موقف ہے ہم پر حجت نہیں اور بڑے علماء پر اس قسم کے طعن ہو جاتے ہیں ملاحظہ ہو باب اول میں مذکور رضا خانی اصول۔

جواب ۲: یہ ایک عالم کا دوسرا عالم کے لئے قول ہے اور کتاب کے شروع میں حوالے گزر چکے ہیں کہ ایسے اقوال قابل قبول نہیں۔

جواب ۳: دونوں ہم عصر ہیں لہذا یہ قول قابل قبول نہیں۔

جواب ۴: اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے کہ مفتی صاحب کی یہ سب باتیں غلط فہمی کی بنیاد پر ہیں اور ہم شروع میں یہ بات واضح کر چکے رضا خانی کتب سے کہ ثقہ غلط فہمی کی بنیاد پر غلط بات کر سکتا ہے۔ پھر مفتی صاحب نے اس آڈیو سے رجوع بھی کر لیا اور حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہ کی تائید و توثیق میں ایک زبردست بیان بھی ریکارڈ کروایا جو ہم یہاں پیش کر رہے ہیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا

امابعد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ

انتہائی معزز و مکرم ناظرین و سامعین

آج 6 مارچ 2020 میں تقریباً عشاء کے بعد گھر پہنچ گیا دو ہفتوں سے مسلسل سفر پر تھا مدارس کے پروگرامات کے حوالے سے مصروف تھا مختلف اضلاع میں اس دوران مختلف احباب نے مجھے ایک ویڈیو کلپ بھیجی اور اس کلپ کو بعض حضرات سوشل میڈیا کے ذریعے سے آگے نشر کر رہے ہیں اور اس کو یہ رنگ دیا جا رہا ہے اور ایک پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور یہ کلپ کب کی ہے دو ہزار چودہ یا پندرہ اس کی وضاحت میں کر دوں گا انشاء اللہ العزیز لیکن اس سے پہلے میں چند باتوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا پہلے نمبر پہ یہ کہ **متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ**

عقائد میں میرا ان کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہے وہ بھی علمائے دیوبند کے عقائد کی ترجمانی کر رہے ہیں اور ان کے دفاع کر رہے اپنے استطاعت کے مطابق اور الحمدللہ ہمارے نوجوان احناف احباب بھی اپنی استطاعت کے مطابق علمائے دیوبند کی ترجمانی کر رہے ہیں اور ان کے نظریات کے پرچار کر رہے ہیں اور ان کے تحفظ کر رہے ہیں الحمدللہ۔

دوسرے نمبر پر پنج پیری حضرات ان باتوں سے لوگوں کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ میرے ان باتوں سے کہ حضرت **متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب اور میرے درمیان اختلاف کی وجہ بھی 16 فروری کا مناظرہ ہے جو چند سال پہلے پنج پیری حضرات کے ساتھ ہوا تھا پہلے نمبر پر یہ کہ یہ بات غلط ہے** کیونکہ 16 فروری کے مناظرہ کی جو حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ میرے اس **کلپ** سے انہوں نے یہ بات لی ہے کی میں یہ کہہ رہا ہوں کہ حضرت متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب مناظر نہیں ہے تو **یقینا متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب کو اللہ تعالی نے ان کو اللہ تعالی نے ایک زبان دی ہے اور وہ بہت بڑے متکلم ہیں ایک مشکل بات کو آسان الفاظ میں پیش کرتے ہیں اور یقینا نظم** وضبط کے حوالے سے بعض امور ہم نے ان سے سیکھے ہیں مسلکی کام کے حوالے سے البتہ شروع سے ہمارا نیٹ ورک نوجوانان احناف کے نام سے چلا آرہا ہے اور ان کا نیٹ ورک اھل السنت والجماعت کے نام سے ہے۔

ہماری اپنی پالیسی اور طریقہ کار تھا اور ان کی اپنی پالیسی تھی اگر اس بات کی تصدیق یہ لوگ نہیں کر سکتے تو ہم بذریعہ ریکارڈ ثبوت پیش کر سکتے ہیں تقریبا دو ہزار دس گیارہ سے لے کر ہمارے نوجوانان احناف کے نام سے مستقل پروگرامات بھی ہوئی ہے اور جلسے بھی ہو چکے ہیں اور ہر سال ہم نے مختلف علماء کرام کو بھی مدعو کیا ہوا ہے اس وقت سے ہماری نیٹ ورک نوجوانان احناف کے نام سے کام کر رہے ہیں پھر دوسری بات یہ کہ ان کی اور ہمارے درمیان پالیسی کا اختلاف موجود تھا نہ تو 16 فروری کا مناظرہ اس پالیسی کے اختلاف کا سبب بنا ہے اور نہ کوئی اور بات البتہ شروع میں ان کی یہ خواہش تھی کہ ہم دونوں ایک نام سے کام کریں ہمارا اس وقت سے یہ موقف تھا کہ ہم خیبر پختونخوا میں جب کام کرے تو حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے تو ہم اپنے پالیسی کے تحت کام کریں گے ہم اپنی پالیسی کو وضع کریں گے اور اس کے تحت کام کریں گے اور اس کے مطابق کام چلائیں گے اور یہاں پر خیبر پختونخوا میں جتنے بھی مشائخ ہے ان کی سرپرستی میں اور نگرانی میں ہمارا نیٹ ورک چلے

گا تو اختلاف کا سبب ہمارا اس وقت سے یہ تھا اور اس وقت سے پالیسی کا اختلاف آرہا تھا باقی عقائد کے حوالے سے نہ ہمارا پہلا اختلاف تھا اور نہ اب ہے۔

تیسرے نمبر پر 16 فروری کا مناظرہ وہ تو پوری دنیا نے مناظرہ دیکھا تھا ہماری ایک مجلس ان کے ساتھ ہوں گی تو ان کو اپنے عقیدے کا بھی پتہ نہیں تھا یہ لوگ بار بار یہ بات کر رہے ہیں کہ مفتی صاحب نے 20 لاکھ روپے مان لیے تھے کہ وہ ہمارے حوالے کرے تو جو پنج پیری حضرات یہ بات کر رہے ہیں تو ان کو میرے سامنے کرو یا ان کو طلاق دو میں نے سمیع الحق پنج پیری کے مسجد میں ان کو کہا کہ اسی جگہ پر اپنا عقیدہ جو آپ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے آپ وہ یہاں پر لکھ لو خدا کی قسم ان کو اپنے عقیدے کا پتہ بھی نہیں تھا میں نے کہا کہ آپ یہاں پر اپنا عقیدہ لکھ لو بیس لاکھ روپے انعام مجھ سے لے لو ان کو اسی جگہ پر اپنے عقیدہ کا پتہ نہیں تھا ان کے منہ اور چہرے دیکھنے کے لائق تھے باقی جب ہماری دوسری مجلس وہاں پشاور میں جس میں سمیع الحق پنج پیری نے گالیاں بھی دی تھی اور وہ ریکارڈ پر موجود ہے تو اس میں انہوں نے خود مناظرہ کو ختم کر دیا تو اس کے بعد انہوں نے سولہ فروری کا مناظرہ خود ختم کر لیا انہی کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور دونوں طرف سے نمائندگان کو کھڑا کیا اور مناظرہ کو ختم کروادیا پھر انہوں نے جلسہ کیا تو اس کے جواب میں ہم نے نوجوانان احناف نے بھی الحمدللہ پشاور میں جلسہ کیا۔

تیسری بات اگر بات مناظرہ کی ہے تو مناظر ہمارا آپ کے ساتھ کتنے مرتبہ ہوا ہے تو یکم اگست 2015 تمام پنجپیریوں کو یاد ہوگا انشاءاللہ وہ جو کڑوا گھونٹ انہوں نے پی لیا تھا،

حیات النبی ﷺ کے مناظرہ میں جس میں ان کے طرف سے مجتبیٰ امیر صاحب بیٹھے تھے اور بھی ان کے مناظرین بیٹھے تھے اور پھر انہوں نے ہمارے ساتھ دستخط بھی کیے تھے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کر کے اپنے دلوں پر ہاتھ رکھ لیں اور یہ کہہ دے کہ آیا اس کے بعد یہ لوگ طاقت رکھتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ مناظرہ کے میدان میں بیٹھ جائیں؟ اور اس کے بعد ہم نے آپ لوگوں کو اتنا کھینچا کہ آجائے آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں ہم پنجپیر آتے ہیں آپ کے پاس اگر پھر بھی شوق ہے تو ایک بار اور بھی کہہ لوں کہ آجائے بیٹھ جاتے ہیں حتیٰ کہ آپ کے خضر حیات تک اور پنجابیوں تک اور پختونوں تک اور آپ کی توصیف کو میں نے کھینچا اور میں نے پہلے دنوں میں دوستوں کو کہا:

''کہ خضر حیات سے لے کر توصیف تک اور ان کی اور بھی جتنے ہیں اگر ان کے گلے میں رسی بھی

ڈالی جائی تو یہ جرت نہیں کر سکتے کہ ہمارے سامنے مناظرہ کے لیے بیٹھ جائیں کیونکہ حیات النبی ﷺ مناظرہ کی وجہ سے ان کو جو سبق ملا ہے انشاء اللہ یہ اپنے بچوں کو بھی لکھ کر دے دیں گے یہ ہمارے ساتھ مناظرہ کے لیے نہیں بیٹھ جائیں گے ان شاء اللہ العزیز''

ان بیچاروں کو کچھ بھی نہیں آتا مناظرہ کے میدان میں اگر اتنے بہادر کا بیٹا ہے تو میری طرح سینہ تان کر آجاؤ اپنے پنچپیر بلالو اور امن کی ذمہ داری دے دو اگر میں نہیں آیا تو میرا نام بدلنا یا آجاؤ اسی پیشاور میں آپ کی بھی جگہ ہے میری بھی ہے اتنا تو کرو کم ازکم میرے ساتھ بیٹھ جاؤ اگر بہادر کا بیٹا ہے کوئی ملا نہیں ہے آپ میں جو میرے ساتھ بیٹھ جائیں آپ کے اس خضر حیات کو ہم نے اتنا بھگایا شرم بھی نہیں آتی توصیف اب کہتا ہے کہ میں حضرت مفتی صاحب سے مناظرہ کروں گا لیکن میری شرط یہ ہوگی کہ مولانا فضل الرحمان صاحب سے لکھ کر لے کے آئے کچھ تو شرم کرو کچھ تو حیا کرو یہ آپ کے اپنے پنج پیری حضرات بھی آپ کو پہچان چکے ہیں اور آپ کے اوپر ہنس رہے ہیں اللہ کے بندوں۔

پھر دوسری بات یہ کہ جو آڈیو ہے جو میری ہے جو چل رہی ہے اصل بات یہ تھی یہ اختلاف ہمارا 2011 سے چل رہا تھا بعض مجالس میں ان کا بھی ان دنوں میں اختلاف چل رہا تھا ان کی مجالس میں بھی بعض اڈیو ریکارڈ ہوتے رہے اور ہم تک پہنچے تھے ہمارے مجالس میں بھی اس قسم کے باتیں ہوتے رہتے تھے تو یہ اب ہماری ایک مجلس کی بات تھی تو اس میں میں نے یہ بات کی تھی کہ حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب خطیب ہیں متکلم ہے مناظر نہیں ہے۔

اب اس بات کا اس طرح مطلب ہے کہ میں یہ کہتا ہوں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب بہت بڑی فقیہ ہیں لیکن وہ مناظر نہیں ہے تو آیا اب میری بات کو لوگ اس پر قیاس کریں گے کہ میں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اس کی علمیت کی نفی کر رہا ہوں یا اس کی فقاہت کی نفی کر رہا ہوں یقیناً یہ اس شخص کی حماقت ہوگی اور بیوقوفی ہوگی تو اس آڈیو کی حقیقت وہ تھی کہ یہ اسی طرح ایک مجلس کے باتیں تھے جو ان کے ذمہ دار احباب کے ذریعے ہم تک پہنچ چکے **پھر اب ان کو پتہ ہے کہ ان ہی دنوں میں وہ ہمارے پاس آئے اور ہمیں اپنا عذر پیش کیا اور معذرت بھی کر لی کہ یہ کسی نے منافقت کی ہے** تو یہ بھی انہیں تازہ دنوں کی بات تھی کہ ہماری پالیسی کی اختلاف کی بات تھی پھر ہمارے نیٹ ورک جدا ہو گئے انہیں دنوں

اور باطل کے خلاف پہلے بھی ایک تھے اور اب بھی ایک ہے اس کے بعد تقریبا تین سال پہلے

ہمارے دوست احباب کو یاد ہو گا یہاں حاجی کیمپ پشاور میں بات بن گئی حضرت گھمن صاحب نے بیان کیا وہ چلے گئے قاری جمال صاحب نے مجھے کال کی میں گیا ہوں اور مناظرہ کے میدان میں حاضر ہوا یہاں پر پیر کمال شاہ صاحب ملازوں کے طرف انہی دنوں میں گھمن صاب وہاں پر آگئے اور بات بھی بن گئی اور میرے پاس آئے اور میں ان کے ساتھ چلا گیا پھر اس کے بعد حضرت گھمن صاحب پر لوگوں نے تہمت اور الزامات جب لگا دیے تو میرے آڈیو کلپ اردو اور پشتو میں موجود ہے وضاحتی کہ یہ باطل پروپیگنڈا ہے اس طریقے سے کام کر رہے ہیں۔

باقی میں یہ بات ابھی کرتا ہوں کہ پالیسی کا اختلاف حضرت گھمن صاحب کے ساتھ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے ان کی اپنی پالیسی ہے اور ہماری اپنی ہے ہم ان کی پالیسی کی پابند نہیں ہے اور وہ ہماری پالیسی کی پابند نہیں ہے **باقی یہ بات اگر مذہب مسلک کے اختلاف کی بات آتی ہے خدا کی قسم میں سب سے پہلے حضرت متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب میں ان کا سپاہی ہوں گا میں ان کا خادم ہوں گا ان کا نوکر ہوگا**

پنجابیو! کے خلاف صف اول میں ہی کھڑا ہوں گا ان شاء اللہ العزیز تو اس بات کو یہ رنگ دینا ان غریبوں کے پاس اور کچھ نہیں ہے منافقوں کی طرح ایک چیز نکالو دوسری چیز نکالو ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا اگر تمہارے اندر کچھ غیرت ہے تو سامنے آجاؤ ہمارے ساتھ بات کرو بحث مباحثہ کرو دلیل کے ساتھ اور جن منافقوں نے یہ کام کیا ہے میں ان سب کو جانتا ہوں وقت انے پر سب کا پتہ چل جائے گا انشاءاللہ یہ وہ منافق ہے جب اہل بدعت کو ہاتھ دے بریلوی حضرات کو لے کے ان کے ذریعے کامیابی حاصل نہیں کر سکتے طرح طرح کے طریقے ڈھونڈ نے لیتے ہیں۔

کبھی کہتے ہیں کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ موت کے منکر تھے اور کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ پتا نہیں یہ کون سی دنیا میں رہتے ہیں الحمد اللہ ہم اپنے عقیدے پر مطمئن ہیں دلائل کے ساتھ پہلے بھی باطل کے سامنے سینہ تان کے رکھا تھا اور اب بھی سینہ تان کے رکھتے ہیں اگر مرد کے بچے ہیں تو سامنے میدان میں آجاؤ باقی مولانا الیاس گھمن صاحب ان کے ساتھ پالیسی کے اختلاف پہلے بھی تھا اور اب بھی ہیں ان کا اپنا طریقہ کار ہے ہمارا اپنا طریقہ کار ہے ان کا اپنا نظم وضبط ہے ہمارا اپنا نظم وضبط ہے باقی اس دو ہزار چودہ اور پندرہ کے کلپوں کے بات کو نکالنا اس نجی محفل کی بعض باتوں کو غلط رنگ دینا اس سے غلط مطلب لینا ایک بات اور پنجپیری حضرات جو میرے حوالے سے کر رہے ہیں کہ

میں کہ رہا ہو کہ ہم وہاں پر بیٹھ گئے کہ یہ ہے وہ ہے تو حسن ابدال کے اجلاس کے بعد ہم آپ کے پاس آئے تھے شرائط طے کرنے کے لئے آپ شرائط طے کرنے کے لیے تیار نہیں تھے میں نے تو کہا تھا کہ اگر آپ ایک دفعہ عقیدہ لکھ لو شرائط کرلو مولانا الیاس گھمن صاحب میں لے کے آؤں گا اگر میں نہیں لے کے آیا تو 20 لاکھ روپے مجھ سے جرمانہ لے لو آپ لوگ تیار نہیں تھے اور بات کو ختم کر لیا تھا۔

(ختم شد)

اردو حضرت مفتی صاحب کی مادری زبان نہیں اس لئے یہ نقل مطابق اصل کی کوشش کی گئی ہے۔اس میں صاف مفتی صاحب نے صاف واضح بیان کیا کہ ان کی یہ ریکارڈنگ پرانی ہے اور یہ گفتگو کچھ منافقین کی غلط خبروں کی بنیاد پر تھی جب بعد میں پتہ چلا تو حضرت گھمن صاحب زید مجدہ سے ملاقات میں اس ساری صورتحال پر ایک دوسرے سے معذرت کی گئی اور اختلاف ختم ہوگیا۔

رہی بات عقائد کی اور مسلک کی تو جہاں حضرت کے دفاع اور مسلک کے دفاع کی بات آئے گی تو متکلم اسلام کا سب سے پہلا خادم و نوکر میں ہوں گا۔ ماشاءاللہ

اس صاف وضاحت کے بعد بھی سابقہ ریکارڈنگ جس سے حضرت مفتی صاحب رجوع بھی کر چکے ہیں پیش کرنا یقیناً کسی دجال و بے ایمان ہی کا کام ہوسکتا ہے جس کا کام خدا خوفی نہیں بلکہ مسلک فروشی ہے۔

مماتیوں سے کون بھاگا؟:

اب آئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ مماتیوں سے کون بھاگا؟ کچھ عرصہ پہلے انٹرنیٹ پر خضر حیات اور رضاخانی امام المناظرین سعید اسد کے درمیان علم غیب پر ویڈیو کے ذریعہ سے گفتگو ہوگئی مختلف اقساط پر یہ تفصیلی گفتگو آج بھی ان دونوں حضرات کے آفیشل پیجز پر موجود ہے۔خدا گواہ ہے کہ خضر حیات خود گمراہ و جاہل انسان ہے مگر اس مسئلہ پر اس نے سعید اسد کی خوب مٹی پلید کی (اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ موصوف اس دوران رضاخانیت کا زبردست مطالعہ رکھنے والے ایک اہل حق عالم سے مسلسل رابطہ میں تھے اور وہی سارا جواب سمجھاتے) بالآخر جب سعید اسد کسی طرح مناظرے کیلئے تیار نہ ہوا تو خضر حیات خود سعید اسد کے پاس مناظرے کیلئے گیا اور سعید اسد نے جان چھڑانے کیلئے ایک دفعہ پھر وہاں اتحاد کا چورن بیچ کر مماتی کو بے وقوف بنا کر گھر بھیج دیا۔

اس ساری گفتگو پر رضاخانیوں کے کنز العلماء ڈاکٹر اشرف آصف جلالی نے سعید اسد کے خلاف یوٹیوب

پر ۲۸ جون ۲۰۲۰ کو اپنے آفیشل یوٹیوب چینل

Dr Muhammad Ashraf Asif Jalali

پر بنام

Maulana Saeed Asad Se Chand Khari Khari Baten

بیان اپلوڈ کروایا اس میں موصوف کہتے ہیں کہ:

''آج آپ کا کہنا کہ مجھے چیلنج کرو مجھے پتہ ہے کہ چیلنج جب میں کرتا ہوں تو پھر ہوتا کیا ہے؟۔۔ چیلنج کے بعد کیا ہوتا ہے یہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کس طرح مجھے ہی نہیں خضر حیات جیسے لوگوں کو بھی چیلنج کر کے جو پورے مسلک کے خلاف بک بک کرتا ہے اور پھر آپ اس سے جھپی ڈال کر اس سے صلح کر لیتے ہیں اور جو مقاصد تھے کہ مناظرہ ہم نے ترک کر دیا ہے اور آگے ہم نے یہ کام کرنا ہے وہ کام کہاں ہے؟ کیا کیا ہے آپ نے؟ وہاں Hands up کر کے پورا مسلک اس انتظار میں ہے کہ تم مخالف مناظر کو چیلنج کر کے یا اس کا قبول کر کے ۔۔۔اس کے بعد خبر ہی نہیں کہ وہ آپ جب لیٹے تو اس کا آگے آپ نے پسپائی اختیار کر کے کہاں چڑھائی کی؟ کہ اب میں حکمت عملی بدل رہا ہوں اب میں یہ کر دوں گا وہ سب اس کی بک بک قرض ہے تم پہ''

تو آپ کا امام المناظرین تو مماتی مولوی کے آگے ''لیٹ'' گیا تھا۔اب اس کا جواب سعید اسد نے اپنی پیج پر اپلوڈ کیا اور کہا کہ:

''آپ میں تو جرات ہی نہیں کہ اس کا جواب دے سکیں آپ میں تو جرات ہی نہیں کہ اس کے ساتھ من دون اللہ پر مناظرہ کر سکیں آپ کو کتنی بار وہ چیلنج کر چکا ہے آپ کے اندر جرات نہیں آپ کی وجہ سے ہمیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے پتہ ہے اس نے آپ کو یہ بھی چیلنج کیا تھا کہ تو اپنے اعلی حضرت پر میرے ساتھ مناظرہ کریں پتہ نہیں ایک سو اور کتنی وجوہ کے ساتھ تیرے اعلی حضرت کا کفر ثابت کروں گا یہاں تک اس نے چیلنج کیا اور آپ لوگ برملا کہتے ہو کہ میں پاکستان میں اعلی حضرت کا واحد روحانی بیٹا ہوں تو کیوں نہیں آپ نے جرات کی اس کے ساتھ مناظرے کی؟۔۔۔ آپ جو لوگوں سے چندہ لیتے ہو ناں تاج الشریعۃ سیمینار کرنا ہے، مفتی اعظم ہند سیمینار کرنا ہے فکر رضا کانفرنس کرنی ہے خدا کیلئے وہ چندہ حلال کیجئے وہ بیٹھا ہے آپ کو مناظرے کیلئے چیلنج کر رہا ہے آپ اس کے

چیلنج کا جواب دیجئے کیجئے اس کے ساتھ مناظرہ''۔

دلچسپ بات یہ کہ مماتیوں نے ان دونوں کی یہ ویڈیوز اپنے ایک سوشل میڈیا پیج

ترجمان دیوبند

پر ۷ جولائی ۲۰۲۰ کو بعنوان

بریلوی مولویوں پر علامہ خضر حیات کی دہشت

کے نام سے اپلوڈ کیا مگر ان دونوں رضاخانیوں کو اب تک اس کا جواب دینے کی جرات نہ ہوئی ۔رضاخانی کہتا ہے:

''مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی علمی حیثیت کی ایک جھلک تو قارئین نے ملاحظہ فرمالی اب آگے بڑھئے''۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۳۲)

تو رضاخانی اعلی حضرت اور مفتی اعظم ہند سے لیکر کنز العلماء اور امام المناظرین کی علمی حالت کی ایک ادنی جھلک تو آپ نے دیکھ لی اب اس رضاخانی کے مزید جاہلانہ اعتراضات کیلئے ہم آگے بڑھتے ہیں۔

نوٹ: سعید اسد اور ڈاکٹر جلالی دونوں کا نبوت وختم نبوت پر مناظرہ ہونا تھا مگر ایک کہتا ہے کہ تو بھاگ گیا دوسرا کہتا ہے تو صاحبزدگان کی پناہ لیکر بھاگ گیا۔اسی طرح رضاخانی حجۃ الاسلام عرفان شاہ مشہدی نے اشرف سیالوی کے مناظرے سے فرار پر باقاعدہ ''فتح مبین کانفرنس'' کا اشتہار چھپوایا تھا جو ''نور سنت کے مناظرہ جھنگ نمبر'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔اسی طرح رضاخانی عبدالمجید سعیدی نے بھی اپنی کتب میں سعید اسد کے مناظرے سے فرار کو ذکر کیا ہے جس کا حوالہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہ اللہ نے بھی سعید اسد کے جواب میں بیان میں دیا تھا وہ بیان چونکہ رضاخانی مولف نے سنا ہوا ہے اس لئے حوالہ دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں۔اس کے علاوہ بھی رضاخانیوں کے فرار کی ایک طویل داستان ہے لیکن ہم نے جواب آں غزل کے طور پر صرف مماتی سے فرار کا حال پیش کیا باقی تفصیل پھر کسی موقع پر۔

چھٹا اعتراض،

مولانا ابوبکر غازی پوری صاحبؒ کی طرف منسوب جرح کا جواب:

صفحہ ۳۲ تا ۳۹ مجلہ زمزم بابت اپریل ۲۰۱۲ حضرت غازی پوری صاحب کی طرف منسوب ایک مضمون پیش کیا اور اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ معاذ اللہ

''مولوی الیاس گھمن دیوبندی جھوٹا، ناجائز چندہ خور، بے ایمان اور دھوکے باز ہے''

جواب ۱: یہ مضمون حضرت غازی پوری صاحبؒ کی وفات کے بعد ان کے نام پر چھپا لہذا ہمارے لئے قطعاً حجت نہیں کیونکہ ان کی زندگی میں حضرت متکلم اسلام کی تائید میں ان کے اپنے الفاظ کچھ یوں تھے:

''**مرکز اہل سنت سرگودھا:** یہ مرکز مولانا محمد الیاس گھمن نے قائم کیا ہے، اس کا مقصد ماہر اساتذہ کی نگرانی میں مدرسوں کے با استعداد فارغین کو باطل فرقوں سے مناظرہ اور ان کے اعتراضوں کا جواب دینے کے لیے تیار کرنا ہے۔ اس کی عمارت بڑی شان وشوکت والی نہیں ہے مگر جو کام ہو رہا ہے وہ بڑے بڑے مدارس کے کاموں سے بڑا ہے، مدرسین عام طور پر اپنے فن کے ماہر ہیں، بعضوں کے حافظہ اور ان کی معلومات دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی حالانکہ ان کی عمریں ابھی جوانی بلکہ نوجوانی کی حدوں والی ہیں مگر ان کا علم اتنا گہرا اور پختہ ہے کہ انہیں دیکھ کر رشک آتا ہے اور اپنی صلاحیت اور قابلیت کی بے حیثیتی کا اندازہ ہوتا ہے، طلبہ بھی اپنے مقصد میں جی جان سے لگے ہوئے نظر آئے۔ مولانا محمد الیاس کا مقصد طلبہ کی تعداد کا بڑھانا اور عمارتوں کا بنوانا نہیں ہے اس مرکز کے قیام سے ان کا مقصد ایسے افراد کا پیدا کرنا ہے جو فتنوں کا تعاقب کرسکیں۔ پاکستان میں سلفیت، مسیحیت، قادیانیت اور بریلویت کا فتنہ عام ہے، ان فتنوں کا مقابلہ یہاں کے اساتذہ کرتے ہیں۔ اس مرکز کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس وقت جہاں ان فتنوں کا زور ہے اور ان سے مقابلہ آرائی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے لوگ اسی مرکز سے رابطہ کرتے ہیں حالانکہ پاکستان میں بڑے بڑے دینی و علمی مراکز ہیں مگر فتنوں کے تعاقب کے لیے لوگوں کی نگاہیں اسی مرکز کی طرف اٹھتی ہیں۔''

(زمزم: ج ۱۱ شمارہ ۲ ص ۶۱)

یہاں اپنی روحانی کیفیت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

''یہاں مجھے قلبی سکون ملا ،اساتذہ وطلباء کی محبت اور ان کی خدمت مجھے رہ رہ کر یاد آتی ہے اور یہ احساس پختہ ہوا کہ دین کا کام اللہ جن سے چاہیں لے لیں ۔اس کیلئے عمر اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کی کوئی قید نہیں''۔

(زمزم،ص ۶۱،۶۲: ج ۱۱ شمارہ ۲ ص ۶۱)

اسی رسالہ میں وہ لکھتے ہیں:

''جب مولانا محمد الیاس گھمن صاحب جیسا کوئی باغیرت و باحمیت ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے میدان میں اترتا ہے تو وہ اس کی حوصلہ افزائی کیا کرتے یہ کام ان کی نظر میں کھٹکتا ہے اور وہ اس کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے''۔

(زمزم،ص ۶۲: ج ۱۱ شمارہ ۲ ص ۶۱)

ہم نے کہا کہ رضاخانی کا پیش کردہ مضمون ان کی وفات کے بعد شائع ہوا اب رضاخانی اصول بھی ملاحظہ ہو:

''یہ دونوں کتابیں اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد چھپی ہیں اس لئے اس میں غلطی کا امکان بعید نہیں ہے''۔

(فتاویٰ شارح بخاری، ج ا،ص ۳۶)

پس اذا جا الاحتمال بطل الاستدلال

رضاخانی مولف کا ''ہم مخرج'' لکھتا ہے:

''قارئین کرام! ایک بات تو واضح ہے کہ ان فتووں کو لدھیانوی صاحب کی کتاب میں ان کے آنجہانی ہونے کے بعد شامل کیا جانا اور بعد کے ایڈیشنز میں سے ان کا صفایا کر دیا جانا کئی سوالات پیدا کرتا ہے ۔مگر ایک بات تو واضح ہے کہ لدھیانوی صاحب کی زندگی میں ایک چیز سامنے نہیں آتی ،بعد میں سامنے لائی جاتی ہے مگر اس کے فوراً ہی بعد اس کو دوبارہ صفحہ قرطاس سے اڑا دیا جاتا ہے اس کا سبب اس سے اتفاق نہ ہونا ہی ہوسکتا ہے''۔

(کشف القناع ص ۲۶۷)

ہم بھی کہتے ہیں کہ جو مضمون حضرت غازی پوریؒ کی زندگی میں چھپا اس میں حضرت متکلم اسلام کی زبردست توثیق ہے لہذا ان کی وفات کے بعد چھپنے والا مضمون بہت سے سوالات کو جنم دیتی ہے۔خاص کر جب ان الزامات کے ثبوت میں کوئی میدان میں بھی نہ آیا۔

عقلا بھی یہ الزامات قابل رد ہیں وہ اس طرح کہ خود مولانا سعید اسد بریلوی مناظر اعظم یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ مولانا گھمن صاحب ''سیٹھ ہیں'' ان کے پاس دو کرولا گاڑیاں ہیں ابھی حال ہی میں اساتذہ کیلئے مستقل ایک گاڑی لی گئ ہے۔بیرون ملک جانا ان کیلئے ایسا ہی ہے جیسے اس رضاخانی کیلئے'' گامے شاہ'' اور'' گھوڑے شاہ'' جانا ملک و بیرون ملک میں ان کا نیٹ ورک پھیلا ہوا ہے تو آخر کتاب کے چند ہزار روپوں کیلئے وہ کیوں اس قسم کے فراڈ کریں گے؟

اگر غازی پوری صاحبؒ کی کتب سے اتنے پیسے ملتے ہیں کہ نئی کتب بھی چھاپی جاسکیں تو انڈیا میں جو غازی پوری صاحبؒ کی کتب چھپتی رہیں آخر ان سے کوئی نئی کتاب کیوں نہ چھپ سکی؟

میں نے کتب خانوں سے پتہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم ہزار کتب چھاپیں تو سو کتب آپ کو رائیلٹی میں ملیں گی اب سو پچاس میں اگر سو کتب بک بھی جائیں تو اس کا کتنا نفع ہوگا؟

جب حاسدین کو عقیدہ و عمل پر کوئی اعتراض نہ ملا تو اس قسم کے گھٹیا الزام تراشی پر اتر آئے۔

جواب : ٢: علامہ ابن عبد البر کے حوالے سے شروع کتاب میں گزر چکا کہ عالم کا ایسا الزام جیسے قضاو شہادت کے قانون کے تحت ثابت کیا جاسکے اسے قبول کیا جائے گا ورنہ رد کر دیا جائے گا۔اس مضمون میں جو الزامات لگائے گئے ہیں اس پر کوئی ثقہ گواہ دنیا میں موجود نہیں کسی نے یہ مالی غبن اپنی آنکھوں سے دیکھا یا سنا نہیں لہذا ان الزامات کی کوئی حیثیت نہیں۔

جواب : ٣: سب معاصرانہ چپقلش اور علماء کی نوک جھونک ہے جس پر تفصیل ما قبل میں گزر چکی ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔

جواب : ٤: غازی پوری صاحبؒ ثقہ ہیں لیکن اگر یہ انہی کی تحریر ہو تو تحریر غلط ہے اور غلط فہمی پر مبنی ہے باب اول میں یہ تمام اصول ملاحظہ ہوں۔

مالی کرپشن میں کون ملوث ہے؟:

رضاخانی تو قیامت کی صبح تک ان الزامات کا ثابت نہیں کرسکتا (ان شاء اللہ) لیکن آئیے ہم آپ کے سامنے ثبوت پیش کرتے ہیں کہ رضاخانی خادم حسین رضوی پر پاکستان کے اعلی فوجی ایجنسیوں کی طرف سے مالی کرپشن کے الزامات لگے ہیں ملاحظہ ہو ثبوت:

اسلام آباد (ڈیلی پاکستان آن لائن) پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ تحریک لبیک کے رہنما علامہ خادم رضوی اور ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی ساکھ قابل اعتماد نہیں ہے، تحریک لبیک کے سربراہ خادم حسین رضوی ایک کرپٹ آدمی ہیں جبکہ اشرف آصف جلالی ایک موقع پرست اور جوڑ توڑ کی سیاست کرنے والے شخص ہیں۔ آئی ایس آئی رپورٹ میں پیر محمد افضل کے کسی منفی پہلو کا ذکر نہیں کیا گیا۔

(روزنامہ ڈیلی پاکستان ۱۹ مارچ ۲۰۱۸)

خادم حسین کرپٹ آدمی ہے:

”آئی ایس آئی کی 46 صفحات پر مبنی رپورٹ میں بتایا گیا کہ تحریک لبیک نہ ہی کالعدم جماعت ہے اور نہ ہی واچ لسٹ پر ہے۔ علامہ خادم رضوی بظاہر کرپٹ آدمی ہیں۔ انکی شخصی شہرت غیر تسلی بخش ہے۔ ان کا رہن سہن بظاہر ان کی آمدن سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ رپورٹ میں تحریک لبیک کے ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کو مطلبی اور موقع پرست قرار دیتے ہوئے بتایا گیا کہ وہ مذہبی انتہا پسند کارروائیوں میں بھی ملوث ہیں۔ رپورٹ کے مطابق علامہ خادم رضوی نے مارچ، دھرنا سے قبل ایک کروڑ روپے سے زائد رقم اکٹھی کی تھی۔ لوگوں سے کہا تھا کہ یا تو مارچ میں شریک ہوں یا پھر 300 روپے فی کس جمع کرائیں۔ دیگر منسلکہ مدارس نے بھی مارچ کیلئے امداد جمع کی“۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۱ مارچ ۲۰۱۸)

حامد سعید کاظمی کی کرپشن:

خدارا! حاجیوں کو تو معاف کر دیتے!

مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب

قارئین کرام! کے علم میں یہ بات آگئی ہوگی کہ بریلوی غزالی زماں احمد سعید کاظمی کے بیٹے سابق وفاقی وزیر حامد سعید کاظمی پر ۳۰ مئی ۲۰۱۲ کو حج کرپشن کیس میں فرد جرم عائد کر دی گئی ہے (جنگ نیوز)

قارئین اہلسنت! اس مہنگائی کے دور میں جہاں ہر چیز کی قیمت آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں حج پر جانے والے حضرات نے روکھی سوکھی کھا کر پیسہ پیسہ جوڑ کر حج کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی مگر دوسری طرف انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان کی وزارت مذہبی امور کے کرپٹ افسران نے اس مقدس سفر اور مذہبی فریضہ کو بھی کاروبار اور پیشہ سمجھ لیا اور وہ حاجی جو اللہ کے مہمان ہیں ان کو لوٹنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

وفاقی مذہبی امور کے وزیر ''بریلوی غزالی دوراں'' احمد سعید کاظمی کے بیٹے ''حامد سعید کاظمی صاحب'' تھے۔ جن کے زمانے وزارت میں وزارت حج میں بدترین کرپشن ہوئی۔ ان کی وزارت کے پہلے سال میں ہی حج امور میں بڑے پیمانے پر کرپشن لوٹ کھسوٹ کا انکشاف ہوا تھا۔ اور وزارت کے دوسرے سال بھی میڈیا پر یہ رپورٹس آنے لگیں کہ حج کے انتظامات میں بڑے پیمانے پر گھپلے کئے جا رہے ہیں چنانچہ ان رپورٹس کی تحقیقات کیلئے پارلیمنٹ کی ایک قائمہ کمیٹی ۲۰ افراد پر تشکیل دی گئی یہ کمیٹی 27 اگست ۲۰۱۰ کو جدہ پہنچی 28,29 اگست ۲۰۱۰ کو اس کمیٹی نے مکہ مکرمہ اور 30 اگست تا یکم ستمبر مدینہ منورہ میں حج انتظامات کا جائزہ لیا اور ایک تحقیقی رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی جس میں بڑے پیمانے پر حج انتظامات میں مالی بدعنوانیوں، بدانتظامی اور کرپشن کا انکشاف کیا گیا۔

کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق وزارت حج کی طرف سے ڈی جی حج کو عازمین کیلئے مطلوبہ معیار کی رہائش گاہیں لینے کی ہدایات کی گئی تھیں:

(۱) کوئی بھی عمارت ایسی نہ ہو جس میں 200 سے کم افراد کی گنجائش ہو۔

(۲) مطلوبہ عمارتیں حرمین شریفین سے دو ہزار میٹر کے اندر اندر ہو۔

(۳) 8 سال سے زائد پرانی عمارت نہ لیجائے۔

(۴) یہ تمام عمارتیں گروپس کی شکل میں لیجائیں (ایک ہی مقام پر)

مگر ان ہدایات کے برعکس وزارت کی طرف سے حجاج کیلئے جو 87 عمارتیں لی گئیں ان میں سے 59 عمارتیں ایسی ہیں جن میں 200 سے کم افراد کی گنجائش ہے۔بہت سی عمارتیں ایسی ہیں جو دو ہزار سے زائد مسافت پر ہیں،کم سے کم 15 عمارتیں ایسی ہیں جو 8 سال سے زیادہ پرانی ہیں اور یہ تمام عمارتیں گروپس کی شکل میں بھی نہیں بلکہ متفرقہ طور پر لی گئی ہیں۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے ان عمارتوں کا کرایہ پہلی قسط کے طور پر 15 فیصد دیا جاتا تھا جبکہ اس بار 30 سے 50 فیصد دیا گیا۔رپورٹ کے مطابق سعودی عرب میں حاصل کی گئی صرف دوعمارتیں ''نخبہ ا''،''نخبہ ۲'' پر 26 لاکھ ریال کا کمیشن لیا گیا۔جبکہ عمارتوں کے حصول میں فی حاجی کے حساب سے 500 سو سے لیکر 1100 سو ریال تک کا کمیشن کھایا گیا ہے۔

کمیٹی رپورٹ کے مطابق اس سال وزارت حج کی طرف سے ریکارڈ کرپشن کی گئی جس کا خمیازہ پاکستانی حجاج کو سعودی عرب پہنچ کر بھگتنا پڑا۔پاکستانی عازمین کو سعودی عرب میں کس قدر دشواریوں کا سامنا ہے اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ خود سعودی عرب کے شاہی خاندان کے ایک معزز فرد''شہزادہ بندر بن خالد'' نے سپریم کورٹ آف پاکستان کو ایک خط کے ذریعہ اس کرپشن سے آگاہ کیا اور فوری اقدامات کا مطالبہ کیا۔شہزادے نے اپنے خط میں واضح کیا کہ ان کی کمپنی نے حرم کے اردگرد ۲ کلومیٹر کے علاقے میں 35 ہزار عازمین کیلئے 3350 ریال کے حساب سے عمارتوں کی پیش کش کی مگر پاکستان کی وزارت حج نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور حرم سے تین کلو میٹر سے بھی زائد مسافت پر جہاں مارکیٹ ریٹ 1500 ریال ہے پاکستانی حکام نے یہ عمارتیں 3600 ریال کے حساب سے حاصل کیں سعودی شہزادے کے مطابق ان کی کمپنی انہی عمارتوں کو مارکیٹ ریٹ میں بھی دینے کیلئے تیار تھی مگر پاکستانی وزارت اس کیلئے بھی تیار نہ ہوئی اور من پسند افراد کی جیبیں گرم کر کے کروڑوں روپوں کا کمیشن کھایا۔

(روزنامہ جنگ، ۴ نومبر ۲۰۱۰)

سپریم کورٹ نے خط پر فوراً ایکشن لیتے ہوئے وزارت مذہبی امور سے جواب طلب کرلیا ہے۔مگر وزارت نے اپنی کرپشن پر پردہ ڈالنے کیلئے اس خط کو جعلی قرار دے دیا مگر دوسری طرف سعودی

عرب میں تعینات پاکستانی سفیر ''عمر خان علی شیر زئی'' نے خط کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ یہ خط اصلی ہے اور شاہی خاندان ہی کی طرف سے لکھا گیا ہے۔

(روزنامہ جنگ،۱۱ نومبر،۲۰۱۰)

پارلیمانی کمیٹی کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق ڈائریکٹر حج نے صرف رہائشی عمارتیں حاصل کرنے کی مد میں ایک ارب روپے کی بدعنوانی کی۔(روزنامہ امت،۴ نومبر ۲۰۱۰)وزارت مذہبی امور کے ان کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے تین سال سے سعودی عرب میں معلم کے فرائض انجام دینے والے عالم دین مولانا عبدالصمد جو عربی،فارسی،برمی انگریزی زبانوں پر مکمل عبور رکھتے ہیں کا کہنا ہے کہ پاکستانی وزارت حج دنیا کی وہ واحد وزارت ہے جو ہر کام میں کمیشن مانگتی ہے ۔(روزنامہ امت،۴ نومبر ۲۰۱۰)پارلیمانی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں مالی بدعنوانی کا ذمہ دار ڈائریکٹر حج راؤ شکیل احمد کو قرار دیا ہے اوران کے معطلی کی سفارش کی ہے جبکہ موصوف زمینوں کے ناجائز الاٹمنٹ میں ملوث رہ چکے ہیں جبکہ ان کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں بھی تھا۔مگر ان کی خوبی یہ ہے کہ موصوف سابق وفاقی مذہبی امور حامد سعید کاظمی کے قریبی دوست ہیں۔

(امت،۲۵ ستمبر ۲۰۱۰)

وزارت حج نے عمارتوں کے حصول کیلئے احمد فیض نامی شخص کو ایجنٹ مقرر کیا جو سعودی عرب میں غیر قانونی طور پر مقیم ہیں اور انھیں سعودی پولیس نے گرفتار بھی کیا تھا مگر وزارت حج کی مداخلت پر انھیں رہا کردیا گیا جبکہ موصوف جعلی شناختی کارڈز اور پاسپورٹز بنانے کے بھی مجرم ہیں دیگر افراد کی طرح اس نے بھی لاکھوں کا کمیشن کھایا۔

قارئین کرام!غور فرمائیں یہ اس ملک کی مذہبی وزارت کا حال ہے جو خود کو اسلام کا قلعہ باور کرتا ہے اور جس کے سابق مذہبی وزیر اس بات کے دعوے دار ہیں کہ میرا تعلق سوادِ اعظم مسلک اہلسنت سے ہے میرے والد تو وقت کے غزالی اور رازی تھے،جبکہ دوسری طرف ایک غیر مسلم ملک ہندوستان کا حال بھی دیکھ لیں:

بھارتی حجاج عزیزیہ رہائش گاہ کیلئے (جس میں ٹرانسپورٹیشن) بھی شامل ہے 2300 سعودی ریال ادا کرتے ہیں جبکہ پاکستانی حجاج سے 2900 سے لیکر 3200 ریال اس علاقے میں رہائش کیلئے وصول کیئے جاتے ہیں۔اس علاقے سے ایک ہزار میٹر پر واقعہ رہائش کیلئے بھارتی حجاج

2800 سعودی ریال ادا کرتے ہیں جبکہ پاکستانی حجاج سے اس علاقے میں رہائش کیلئے بھی 2900 سے لیکر 3200 ریال وصول کئے جاتے ہیں۔ کوئی بھارتی حاجی ایسی خراب رہائش گاہ میں نہیں رہتا جس کیلئے پاکستانی حجاج 2900 سے لیکر 2950 سعودی ریال ادا کرتے ہیں (جس کا اگر موازنہ کیا جائے تو قیمت دو ہزار سعودی ریال سے زیادہ نہیں بنتی) کسی پاکستانی حجاج کو حکومتی سکیم کے تحت ایک ہزار میٹر کے علاقے کے اندر رہائش گاہ فراہم نہیں کی جاتی جبکہ بھارتی حج کمیٹی کے پاس اس رینج کی متعدد عمارتیں موجود ہیں (جو حرم سے دو سے تین میٹر کے فاصلے پر ہیں) جن کیلئے فی حاجی 3500 سعودی ریال وصول کئے جاتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ، ۴ نومبر ۲۰۱۰)

یہ اعداد وشمار یقینا ایک پاکستانی کیلئے شرم کا باعث ہیں سابق وفاقی مذہبی امور حامد سعید کاظمی بریلوی کو ذرا بھی خدا کا خوف نہیں۔۔؟؟ پاکستانی حکومت کی تنخواہوں ۔۔مریدوں کے نذرانوں۔۔مردے کے تیجے چالیسووں پر بھی ان کی توند نہیں بھری جو حاجیوں کو لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔۔۔؟؟؟

قارئین کرام یہ تو وہ حقائق تھے جس میں واضح کیا گیا کہ بریلوی فرقے کے کرتا دھرتاؤں نے کس طرح اپنی دنیا سنوارنے کیلئے خدا خوفی سے بے نیاز ہو کر اللہ کے مہمانوں کو لوٹا اب ذرا ان بریلویوں کی حقیقت بھی دیکھ لیں جو" پرائیویٹ ٹور آپریٹرز" ہیں۔ "الفرقان ٹریول ایجنسی" ایک بریلوی ٹی وی چینل "QTV" کے مفتی اکمل مدنی کا ہے جو اس چینل کا ایک معروف پروگرام پیش کرتے ہیں جس میں عوام کو شریعت کے احکام اور ان کے مسائل بتائے جاتے ہیں اس ایجنسی نے حاجیوں کے کروڑوں روپے کھالئے حاجیوں سے پانچ کروڑ روپے وصول کرنے کے بعد بھی ان کو حج سے محروم کر دیا ایجنسی کی طرف سے آخری وقت تک فریقین کو یقین دہانی کرائی جاتی رہے کہ آپ کا ویزا آپ کو مل جائے گا مگر عین ٹائم پر ان 123 درخواست گزاروں کو ویزا دینے سے انکار کر دیا گیا اور یہ بدنصیب ان بریلوی حضرات کی ملی بھگت سے حج کی سعادت سے محروم ہو گئے۔ مفتی اکمل صاحب نے سارا ملبہ وزارت مذہبی امور پر ڈالا مگر حقیقت یہ ہے کہ سعودی حکومت نے پاکستانی وزارت کو 4500 فارم مفت حج کروانے کیلئے دئے مگر پاکستانی وزارت کے کرپٹ افسران نے یہ فارم 20 ہزار سے 80 ہزار روپے میں ٹور آپریٹرز کو فروخت کر دئے جبکہ ان آپریٹرز نے خصوصی ٹور کا

تاثر دے کر یہ فارم تین لاکھ روپے فی حاجی کے حساب سے فروخت کئے جب سعودی حکومت کو اس کا علم ہوا تو ان تمام فارمز کو منسوخ کر دیا جس کی وجہ سے یہ درخواست گزار حج سے محروم ہو گئے۔

(روز نامہ نوائے وقت، ۱۲ نومبر ۲۰۱۰)

جیو چینل کے معروف پروگرام ”آج کامران خان کے ساتھ“ کے ۲۲ نومبر ۲۰۱۰ کے پروگرام میں بتایا گیا کہ ناقص انتظامات کی وجہ سے پاکستانی حجاج بے یارو مددگار منی میں پڑے رہے اور وہ وقت جو حاجی دعاؤں میں صرف کرتے تھے پاکستانی حکام کو بددعائیں دیتے دیتے گزار دیا گیا۔کامران خان صاحب اپنے تجزیہ میں اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ حج آپریشن کے ان گھپلوں پر تحقیقات کرنے والا ہر محقق اور تجزیہ نگار اس بات پر متفق ہے کہ اس کرپشن کی براہ راست ذمہ داری حامد سعید کاظمی پر عائد ہوتی ہے اور وہ اس میں ملوث ہیں۔

پروگرام میں مذہبی قائمہ کمیٹی کے ایک رکن جناب پیر زادہ سید عمران احمد شاہ صاحب نے حاجیوں کی ناگفتہ بہ حالت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک نوجوان حاجی نے منی میں مجھ سے کہا کہ خودکشی حرام ہے ورنہ اپنی ماں بہن کو منی میں رلتے ہوئے دیکھ کر میرا دل کر رہا ہے کہ خودکشی کرلوں۔۔پیر زادہ صاحب نے یہ بھی کہا کہ حاجیوں نے احرام میں حکومت پاکستان خصوصا مذہبی امور کے وزیر کے خلاف وہ سخت نعرے بازی کی اور اتنی بد دعائیں دیں کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔(پروگرام کی ویڈیو راقم الحروف کے پاس موجود ہے جبکہ آپ اس ویڈیو کو انٹرنیٹ پر www.youtube.com/razakhanimazhab بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں)۔

یاد رہے کہ پاکستان میں سعودی سفیر بھی اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ اس سکینڈل میں حامد سعید کاظمی صاحب بریلوی براہ راست ملوث ہیں اور ان گھپلوں کی تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔

(روز نامہ جنگ، ۲۲ نومبر ۲۰۱۰)

حامد سعید کاظمی صاحب نے بجائے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے اپنی ذاتی انا کی خاطر حج انتظامات میں بدنظمی کا ذمہ دار سعودی عرب کو ٹھرایا ہے اور پاکستان کی ۶۳ سالہ تاریخ میں سعودی عرب پر پہلی بار الزامات عائد کئے اور سعودی عرب سے حرجانے کا مطالبہ کیا حامد سعید کاظمی کے اس بیان کے متعلق سفارتی ذرائع نے کہا ہے کہ وزیر موصوف کا بیان انتہائی افسوسناک اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔دونوں ملکوں کے درمیان برادرانہ تعلقات ہیں ملکی تاریخ میں پہلی بار کسی وزیر نے سعودی عرب

پر اس طرح کے الزامات عائد کئے ہیں۔

حامد سعید کاظمی کو سعودی عرب پر غصہ اس وجہ سے بھی آیا کہ جب وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حج کیلئے گئے تو انھیں جدہ ائیر پورٹ پر پروٹوکول نہیں دیا جا سکا۔

(روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۲۱ نومبر ۲۰۱۰)۔

قارئین کرام! یقینا آپ کے ذہن میں آرہا ہوگا کہ خود کو مسلمان کہنے والے آخر کس طرح حج جیسے مقدس فریضے کی انجام دہی کیلئے جانے والوں کے ساتھ اس طرح کا ظلم روا رکھ سکتے ہیں تو اس کا جواب بھی سن لیں کہ بریلوی مذہب میں حج ساقط اور منسوخ ہے اور حج پر جانے والے حاجی پاگل اور بے وقوف ہیں (بریلوی فتویٰ تنویر الحجہ لمن یجوز التواء الحجہ)۔

یہ طبقہ اپنے مخصوص عقائد کی وجہ سے شروع دن ہی سے سعودی عرب حکام سے متنفر ہے اسی فرقے کے لوگوں نے ۸۰ء کی دہائی میں سعودی عرب کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا جس کی وجہ سے سعودی حکام نے بریلوی اکابرین پر اپنے ملک میں داخلے پر پابندی لگا دی تھی۔

حامد سعید کاظمی کو سعودی عرب سے شدید نفرت ہے اس کی وجہ جہاں ایک طرف ان کے مخصوص مذہبی عقائد وافکار ہیں تو دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جن بریلوی زعماء کو سعودی عرب سے ملک بدر کیا گیا تھا ان میں حامد سعید کاظمی کے والد احمد سعید کاظمی بھی شامل ہیں۔

حامد سعید کاظمی صاحب اور ان کی جماعت آئمہ حرمین کو معاذ اللہ کافر سمجھتی ہے اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے سخت مخالف ہیں موصوف نے خود بھی ہر ممکن کوشش کی کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں اپنی الگ جماعت کروائیں۔

اب خود سوچیں کہ کیا اس طرح کے شخص کو جو خود حج کو ساقط ملتوی مانتا ہو اور حاجیوں کو پاگل بے وقوف، آئمہ حرمین کے پیچھے نماز کو باطل محض جانتا ہو کیا شرعی، قانونی، اخلاقی طور پر اس کو حاجیوں کا وزیر بنانا جائز ہے۔؟؟ اور اگر ایسا شخص وزیر بن ہی گیا تو پھر یقینا اس نے یہی کچھ کرنا تھا۔

کیا کھویا کیا پایا کچھ سود و زیاں کا پاس نہیں
ملّت کے جسد مردہ میں کسی دھڑکن کی اب آس نہیں
کچھ ملّی وحدت کے جذبے جی اٹھنے کا احساس نہیں
رسوائی کے زخموں سے دھجیاں اس کی پوشاک ہوئیں

آخر میں ہم امت اخبار کے ان سوالوں کو نقل کرتے ہیں جو حامد سعید کاظمی سے کئے گئے تھے اور جن کے جوابات سے وہ آج تک عاجز ہیں:

(۱) وزارت اور حکومت کی پالیسی کے برعکس زیادہ فاصلے پر اور کم گنجائش والی عمارت کرائے پر لینے کا ذمہ دار کون ہے اور ایسے افراد کے خلاف کاروائی کیوں نہیں ہوئی؟

(۲) پالیسی کے برعکس ایسی عمارتیں بھی لی گئیں جو پرانی ہے اور ایک ایسی عمارت بھی لی گئی جو ابھی زیر تعمیر ہے اسکا ذمہ دار کون ہے اور ان کے خلاف کوئی کاروائی کیوں نہیں کی گئی؟

(۳) جو عمارتیں کرائی پر لی گئی ہیں ان کا ایڈوانس کرایہ 30 سے 50 فیصد ادا کر دیا گیا ہے حالانکہ سابقہ روایت ۱۵ فیصد تھی جن عمارتوں کی منسوخی کی تجویز قائمہ کمیٹی نے دی ہے۔

(بشکریہ مجلہ نورسنّت)

رضاخانی اصول:

’’کوثر نیازی صاحب کا یہ بیان آغا شورش کاشمیری کے ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ میں شائع ہو کر اکابر و اصاغر کے ہاتھوں تک پہنچا، مگر عمائدین دیوبند نے اس کی تردید نہیں کی حالانکہ اس وقت تھانوی صاحب کے خلفاء ومعتقدین زندہ موجود تھے۔ کافی عرصہ خاموش رہنے کے بعد خالد محمود صاحب اپنے اندازے، قیاس اور رائے سے اس کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں، حالانکہ اس حوالے کو جھوٹا ثابت کرنا ہوتا تو اس وقت کے اخبار و رسائل میں تردید کی جاتی، مگر ایسا نہ ہوا۔ اور کوثر نیازی صاحب نے یہ بات مفتی شفیع صاحب اور مولوی ادریس کاندھلوی صاحب کے حوالے سے بیان کی، یہ دونوں حضرات بھی اس وقت حیات تھے مگر تردید و تکذیب نہ کی اور خالد محمود صاحب نے بھی ان سے استفسار نہیں کیا۔ پس ثابت ہوا کہ خالد محمود صاحب کا یہ تبصرہ ضد و عناد پر مبنی ہے کیونکہ اس الزام کی تردید وہی افراد کر سکتے ہیں جن کا نام لیا جائے یا کوئی اس معاملہ میں ان سے تفتیش کرے‘‘۔

(کشف القناع: ص ۲۱۳, ۲۱۴)

لہذا اب تک تردید نہ کرنا الٹا عدالتوں سے فرار ہی رضاخانی اصول کے مطابق اس بات کی حقانیت کی دلیل ہے۔

ساتواں اعتراض،

وفاق المدارس کے اشتہار کا جواب:

رضاخانی نے ص۳۹۔۴۰ پر وفاق المدارس کے اشتہار کا حوالہ دیا جس کی بنیاد بھی غازی پوری صاحب کا مضمون ہے تو جب اصول یعنی مضمون کی بنیاد ہی کوئی نہیں تو کسی نے اسی کی بنیاد پر غلط فہمی کی بنیاد پر کوئی رائے قائم کرلی تو وہ معذور ہے۔

ہمارے نزدیک یہ اشتہار بھی کسی غلط فہمی کا شاخسانہ اور معاصرانہ چپقلش وحسد پر مبنی ہے۔جس پر ہم کتاب کے شروع میں بیسیوں حوالے دے چکے ہیں اور ہماری یہ رائے قائم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ:'' اس اشتہار میں ہے کہ ماہنامہ وفاق اکابر کے مسلک ومشرب کا امین ہے''۔تو غازی پوری صاحبؒ نے تو حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری صاحبؒ کے خلاف بھی بہت کچھ لکھا کئی الزامات کا تعلق عقائد سے ہے کیا کبھی ان کے خلاف بھی اشتہار چھاپنے کا خیال آیا؟

وفاق المدارس کا ادارہ مدارس کے انتظامی معاملات کے حوالے سے بنایا گیا ہے نہ کے کسی کو دیوبندیت میں داخل وخارج کرنے کیلئے نیز اسی وفاق المدارس کے رسالے میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ کی زندگی ہی میں مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کے اشتہارات پابندی سے چھپتے رہے اس وقت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ کی نصیحت ووصیت کیوں یاد نہ آئی؟

آخر غازی پوری صاحبؒ کی طرف منسوب ایک مضمون کے بعد کونسا انقلاب آگیا کہ حضرت متکلم اسلام علمائے دیوبند کے مسلک ومشرب سے ہٹ گئے؟

غرض یہ ساری باتیں اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ کیا گیا سب معاصرانہ چپقلش ہے۔

وفاق کے عاملہ کے رکن کی بھرپور حمایت:

اس اشتہار کے بعد اسی سال وفاق کے عاملہ کے رکن حضرت مفتی نعیم صاحبؒ نے حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہ کی مکمل حمایت کی ان کی دینی خدمات کو سراہا جس کی تفصیل ما قبل میں گزر چکی وفاق کے رسالہ میں اس کی کوئی تردید شائع نہیں ہوئی پس رضاخانی اصول کے مطابق وفاق المدارس بھی

حضرت مفتی نعیم صاحب کے بیان پر مکمل اعتماد کرتی ہے اور سابقہ موقف سے ہٹ چکی ہے۔

صدر وفاق المدارس کا وفاق کو اشتہار جاری کرنے کا حکم:

اس کا مستند ثبوت تو قیامت تک نہیں دکھایا جا سکتا کہ کبھی حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ نے مرکز اہل السنۃ کے اشتہار بند کرنے کا حکم دیا ہو لیکن آئیے ہم صدر وفاق المدارس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ العالی اور عاملہ کے رکن جناب حضرت مفتی نعیم صاحبؒ کی تحریر دکھاتے ہیں۔ مفتی نعیم صاحبؒ لکھتے ہیں:

''محترم جناب مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب!!!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے

گذارش یہ ہے کہ مرکز اہل سنت والجماعت سرگودھا کے سالانہ دورہ تحقیق المسائل کا اشتہار گذشتہ سالوں میں ماہنامہ وفاق المدارس میں شائع ہوتا رہا ہے اور یہ اشتہار وفاق المدارس کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہے۔ لہٰذا آپ سے سفارش کرتا ہوں کہ اس اشتہار کو وفاق المدارس کے شمارہ میں شائع فرمائیں۔

شکریہ''

اس پر حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ العالی نے یہ تحریر لکھی:

''حسب سابق اشتہار وفاق کے شمارہ میں شائع کیا جائے''

عبدالرزاق

یاد رہے کہ نائب صدر وفاق المدارس حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے بھی اس کی بھرپور تائید کی۔

(تحریر کا عکس آخر میں ملاحظہ ہو)

پس اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ اشتہار غلط فہمی کی بنا پر یا کسی حاسد کی حسد کی وجہ سے چھپا اور وفاق کے ذمہ داروں کو جب اصل صورتحال سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے فوراً اشتہار دوبارہ شائع کرنے کی سفارش کی۔

ایک ممکنہ سوال کا جواب:

ہوسکتا ہے کہ رضاخانی کہے کہ اگر یہ سب غلط فہمی تھی یا کسی شریر کی شرارت تھی اور بڑے اس میں شامل نہ تھے تو وفاق کے اکابر نے اس سے رجوع کیوں نہ کیا؟ تو وفاق کے تین بڑے اکابر حضرت علامہ عبد الرزاق اسکندر صاحب زید مجدہ اور حضرت مفتی نعیم صاحب ومولانا انوار الحق صاحب کا حوالہ میں دے چکا ہوں۔ بالفرض رضاخانی اعتراض مان بھی لیں تو ما قبل میں ڈاکٹر جلالی کا حوالہ گزر چکا کہ میرے پاس جو مسلک کے اکابر خصوصا میرے استاد آئے انہوں نے یہی کہا کہ تو حق پر ہے تیرا موقف حق پر ہے مگر رجوع کرلے۔ یعنی رضاخانیوں کے ہاں ایک آدمی کا موقف برحق ہونے کے باوجود اس کی حمایت نہیں کی جاتی بلکہ الٹا اس کو جیل بھیج دیا جاتا ہے تو جو جواب رضاخانی اس کا دیں وہی ہماری طرف سے قبول کرلیں۔

رضاخانی اس کا جواب دیں:

بہر حال وفاق المدارس کا حوالہ دینے سے پہلے رضاخانی ڈوب مریں اور اشرف جلالی کے متعلق جواب دیں جسے تمہارے مذہب کے لوگوں نے اپنے مسلک سے خارج کردیا اور تنظیم المدارس نے اپنے لیٹر پیڈ پر ان کے خلاف تحریر شائع کی جسے رضاخانی اصول کے مطابق مفتی منیب الرحمن کی مکمل تائید وحمایت حاصل ہے۔ جو جواب آپ اس کا دیں وہی جواب ہماری طرف سے قبول کرلیں۔

آٹھواں اعتراض،

حضرت مولانا احمد لدھیانوی صاحب کا لیٹر پیڈ:

پہلی بات تو یہ کہ یہ لیٹر پیڈ جعلی ہے رضاخانی اسے اصلی ثابت کریں۔

رضاخانی کا یہ کہنا کہ مولانا ساجد صاحب نے اسے درست مانتے ہوئے کہا کہ:

"بعض احباب کچھ دنوں سے ۔۔۔ اہل سنت والجماعت کے سربراہ مولانا احمد لدھیانوی صاحب کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے مولانا گھمن صاحب سے اعلان برات کا اظہار کیا اس سلسلے

میں ایک وضاحت عرض کردوں دیکھئے یہ تمام علماء مولانا گھمن صاحب کے ہم عصر ہیں"۔

(مولانا الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینہ میں، ص ۹۶)

یہ بھی جہالت ہے مولانا ساجد صاحب نے کہیں بھی اس لیٹر پیڈ کو درست تسلیم نہیں کیا بلکہ شروع میں "بعض احباب" کی وضاحت موجود ہے یعنی جو لوگ اسے درست سمجھتے ہیں تو ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ کیونکہ وہ یہ جواب مخالفین کو دے رہے ہیں جو ظاہر ہے کہ اس طرح کی چیزیں پیش کر رہے تھے تو وہ ان کو درست اپنی دانست میں سمجھ رہے ہیں اسی لئے پیش کر رہے ہیں تو اسی کے جواب میں کہا کہ اگر درست بھی ہوں۔۔۔

ثانیاً اگر کوئی اس کو اصلی سمجھتا ہے تو بات وہی کہ سب معاصرانہ چپقلش ہے۔

نواں اعتراض،

مولانا سلیم اللہ خان صاحب ؒ کی سرپرستی سے محروم ہونے کا الزام:

موصوف نے اپنی اعلیٰ حضرتی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ جھوٹ بولا کہ:

"نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ (اس اعلان برات کے بعد) مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی تادم مرگ وفاق المدارس کے سربراہ رہے تب تک مولوی الیاس گھمن دیوبندی، دیوبندی مدارس کی مشترکہ تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی سرپرستی سے محروم رہا"۔

(مولانا الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینہ میں، ص ۹۶)

یہی جھوٹ اس نے ص ۴۷، ۴۸ پر بھی دہرایا ہے۔

حالانکہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب ؒ کی زندگی میں بھی حضرت متکلم اسلام کا مرکز وفاق المدارس میں شامل رہا اور اب تک وفاق کے تحت ہی امتحان دئے جارہے ہیں جس کی رپورٹ ہر سال مرکز کے آفیشل پیج پر شائع کی جاتی ہے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ رضا خانی نے سرپرستی سے محرومی کو صرف مولانا سلیم اللہ خان صاحب تک

رکھا اس کا مطلب ہے کہ مولانا کی وفات کے بعد وفاق نے دوبارہ متکلم اسلام صاحب کی سرپرستی کرنی شروع کردی۔

دسواں اعتراض،

حافظ ریاض دیوبندی:

ص ۴۲ تا ۴۷ کسی حافظ ریاض دیوبندی کا خط اور اس کے جواب میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط اس رضاخانی نے پیش کیا۔ اول تو بتایا جائے کہ یہ حافظ ریاض ہے کون؟ اس کے خط کی حیثیت کیا ہے؟ ہمارے نزدیک یہ دونوں تحریریں جعلی ہیں اس طرح تو کوئی بھی خط بنا کر کسی کی طرف بھی منسوب کرسکتا ہے۔

جن لوگوں کے اعلیٰ حضرت کو حضرت مولانا گنگوہیؒ کی طرف جعلی فتوی گھڑتے ہوئے حیا نہ آئی وہ جعلی خط گھڑنے میں کیوں شرم محسوس کریں؟ اس خط کے جعلی ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس میں کہا گیا کہ حکیم اختر صاحبؒ نے اپنی خلافت واپس لے لی تھی حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نیز اس خط میں مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ کو لکھا گیا کہ:

"ان فتنوں میں خاص طور سے دین اور مسلک کے نام پر ڈیجیٹل کیمرہ سے تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کے عالمگیر فتنہ پر جو گرفت آپ نے فرمائی ہے وہ بالکل بجا ہے اور بروقت ہے"۔

اگر یہ فتنہ ہے تو اس فتنہ میں تو ناظم وفاق المدارس حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری صاحب مدظلہ العالی سرتاپا ملوث ہیں ان کے خلاف تو کبھی خط کا خیال نہ آیا؟ غرض ہمارے نزدیک تو یہ خط ہی جعلی ہے اور اگر کوئی اسے درست سمجھتا ہے تو اس میں پھر صرف متکلم اسلام صاحب زید مجدہ ہی بیچارے ماخوذ نہیں بلکہ کئی اکابر پر بھی اس خط کی روشنی میں اعلانیہ توبہ و رجوع لازم ہے۔

یاد رہے کہ الیاس قادری کا ایک خط رضاخانی نباض قوم کی کتاب "مکتوب ابو دود بنام ابوالبلال" میں پیش کیا گیا اور دیگر رضاخانی کتب میں بھی یہ خط پیش کیا گیا مگر الیاس قادری کی طرف ایک تحریر رضاخانیوں نے منسوب کی کہ یہ خط میرا نہیں جس کی بنا پر قاضی عبدالرحیم بستوی نے یہ خط منسوب کرنے والوں پر کفر کا فتوی جاری کیا ملاحظہ ہو کتاب:

''دعوت اسلامی کے خلاف پروپگینڈے کا جائزہ،ص ۶۷، تنظیم اہلسنت کراچی''

تو تمہارے مستند لوگ ایک خط کو اپنی کتاب میں چھاپیں پھر صاحب مکتوب کی طرف سے اس کی تردید بھی آجائے پھر اس خط کو عطاری کی طرف منسوب کرنے والوں پر کفر کا فتوی بھی آجائے تب بھی تمہارے بڑے اس خط کو واپس نہ لیں اب سوال یہ ہے کہ خط کو واپس کیوں نہ لیا گیا؟ نیز مستند علماء نے اسے اپنی کتب میں شائع کیا اس کے باوجود بھی یہ خط جعلی ہے اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں بالفرض یہ خط مستند ذرائع سے ثابت بھی ہو جائے تب بھی جعلی۔

گیارہواں اعتراض،

مولانا فضیل احمد ناصری صاحب:

ص ۴۷،۴۸ پر حضرت مولانا فضیل احمد ناصری صاحب کا ایک اقتباس پیش کیا گیا حالانکہ مولانا ساجد صاحب زید مجدہ کے رابطہ پر مولانا ناصری صاحب اپنی اس تحریر سے رجوع کر چکے ہیں اور اپنی غلط فہمی کا اعتراف کر چکے ہیں ان کا یہ رجوع مولانا ساجد صاحب نیٹ پر بھی شائع کر چکے ہیں جو ہماری معلومات کی حد تک اس رضاخانی تک بھی پہنچا مگر ہٹ دھرمی اور بغض کا مارا ہوا پھر بھی اسے اپنی کتاب میں شامل کررہا ہے۔ملاحظہ ہو حضرت کا رجوع۔

''حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب زید مجدہم عصر حاضر کی ان علمی شخصیات میں ہیں جن سے فاطرِ ہستی نے خوب کام لیا۔ان کی تقریریں اور تحریریں ملت بیضا کے دفاع کیلئے وقف ہیں۔ان کے علمی بیانات اور اصلاحی خطبات سے امت کو بڑا فائدہ پہنچا۔ان کی کتابیں اور رسالے اور مقالے آشیانہ باطل پر برق بن کر گرتے ہیں۔افہام وتفہیم بلا کا ہے۔مشکل سے مشکل مسئلہ چٹکیوں میں حل کر دیتے ہیں۔مناظرے کا خصوصی ذوق بھی انہیں حاصل ہے۔غیر مقلدیت اور رضاخانیت کے خلاف ہمہ وقت شمشیر بے نیام رہتے ہیں۔احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں انہیں اختصاص حاصل ہے۔ان کی تحریرات وخطبات سے بندے کو بھی کافی فائدہ پہونچا ہے۔فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دیوبندیت کے ترجمان تھے۔ان کی وفات پر احقر نے سوشل میڈیا کیلئے ایک مختصر تحریر لکھی تھی،جس میں حضرت رحمہ اللہ کے کمالات اور حق بیانیوں

کے دو چار مثالیں پیش کی تھیں ۔وہ تحریر حضرت مرحوم کی سوانح حیات کا حصہ بن گئی ۔اگر بندے کو شمولیت کے ارادے کا علم ہوتا تو مزید باتیں لکھتا اور زائد باتیں ساقط کر دیتا۔اب وہ زائد باتیں جز کتاب بن چکی ہیں ۔کاش کہ ایسا نہ ہوتا!!

زائد باتوں سے خاکسار کی مراد حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب پر منفی تاثرات ہیں ۔مولانا بھی بشر ہی ہیں ۔ان کی بعض ذاتی جہات پر بلاوجہ کی بحثیں ہوئیں تو یہ ہیچ میرز بھی اس میں شریک ہوگیا۔بعد میں تحقیق سے ثابت ہوا کہ مولانا گھمن صاحب بے داغ ہیں والغیب عنداللہ۔

جولوگ احقر کی ان باتوں کو بہ طور سند پیش کر رہے ہیں، وہ اب نہ کریں ۔بندہ ان سے خود کو بری کر رہا ہے ۔اللہ سے دعا ہے کہ مولانا گھمن صاحب زید مجدہم سے بیش از بیش کام لے اور امت کو ان کے فیوض سے خوب سیراب فرمائے ۔

فضیل احمد ناصری

خادم حدیث و نائب ناظم تعلیمات جامعہ محمد انور شاہ دیوبند، الہند

۶،۸، شعبان ۱۴۴۱ھ (۱،۴،۲۰۲۰)"۔

نوٹ: تحریر کا عکس آخر میں ملاحظہ ہو۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا:

حضرت مولانا فضیل احمد ناصری صاحب زید مجدہ کے اس رجوع سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جن لوگوں نے حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کے خلاف لکھا اگر وہ صحیح ثابت بھی ہو جائے تو وہ سب غلط فہمی کا شاخسانہ ہیں اور اگر اسی طرح ان سے رابطہ کر کے ساری صورتحال رکھی جائے تو ان شاءاللہ کچھ بعید نہیں کہ وہ بھی رجوع کرلیں ۔

جدید دور میں ایسا کیسے ممکن ہے؟:

ہوسکتا ہے کہ کوئی رضاخانی اعتراض کرے کہ اس جدید دور میں جہاں کوئی بات چند منٹوں میں پوری دنیا میں پھیل جاتی ہے کیسے ممکن ہے کہ متکلم اسلام صاحب زید مجدہ کے خلاف غلط فہمی کی بنیاد پر کسی نے کوئی غلط رائے قائم کرلی ہو اور اب تک اس کی اصلاح بھی نہ ہوئی ہو ۔تو عرض ہے کہ بالکل اس دور میں بھی

ایسا ممکن ہے جس کی نظیر یہ ہے کہ طاہر القادری کے خلاف پاک و ہند کے رضاخانیوں نے کتابیں لکھیں، فتوے جاری کئے، بیانات ریکارڈ کروائے کہ یہ شخص بریلویت سے خارج ہے، گمراہ ہے، کافر و مرتد ہے، مگر اس کے باوجود دعوت اسلامی کے دفاع میں رضاخانیوں نے ایک کتاب ''دعوت اسلامی کے خلاف پروپگینڈے کا جائزہ'' لکھی اس کے آخر میں کئی رضاخانی مفتیوں کے فتوے دئے جس میں طاہر القادری کو صحیح العقیدہ مسلمان عالم مان کر ان کی توہین کرنے والوں کو کافر کہا گیا۔ بعد میں رضاخانیوں کی طرف سے یہ بہانہ بنایا گیا کہ یہ لاعلمی کی وجہ سے ایسے فتوے جاری ہو گئے تو طاہر القادری جیسا شخص جس کی گمراہی آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہے لاعلمی کی بنیاد پر اس کو گمراہ کہنے والوں کو اگر آپ کافر کہہ سکتے ہیں تو متکلم اسلام کے خلاف تو اس کا عشر عشیر بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

رجوع پر ممکنہ اعتراض:

ہوسکتا ہے کہ کوئی رضاخانی اس رجوع کو رد کرنے کیلئے اس موقع پر امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی یہ عبارت پیش کر دے جو انہوں نے قاضی عبد النبی کوکب بریلوی کے متعلق لکھی کہ:

> ''محترم جناب کوکب صاحب کی یہ صریح عبارت بھی بغور ملاحظہ فرمائے اور پھر ماہنامہ رضائے مصطفی جمادی الاولی ۱۳۹۶ھ ۹ تا ۱۱ میں سرپرستان رسالہ مذکور کے پیہم اصرار سے ان کی اس عبارت سے جو تاویل بلکہ تحریف ان سے کروائی گئی ہے وہ بھی اہل علم کے دیکھنے کے قابل ہے اگر شوق ہو تو اس میں ملاحظہ فرمالیں درحقیقت کوکب صاحب اپنی صریح عبارت کی بھاری چٹان کے نیچے دبے کراہ رہے ہیں ہاتھ پاؤں بڑے مارے ہیں مگر اس سے مخلص نہیں پا سکے اور نہ ان کو اصل مرکزی بات سے راہ فرار ہی مل سکی''۔ (عبارات اکابر ص ۳۸)

رضاخانی کہتے ہیں کہ دیکھو ہمارے کوکب صاحب نے اپنی عبارت کی وضاحت کی مگر تمہارے مولوی نے نہیں مانی تو ہم بھی تمہارے مولوی کی وضاحت تسلیم نہیں کرتے۔

جواب: اس وقت ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کا یہ شمارہ ہمارے پاس نہیں تاکہ کوکب صاحب کی تاویل کو بھی دیکھ کر جواب دیا جا سکتا۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے جو کچھ کہا

بالکل درست کہا کہ تم لوگ زبردستی اپنے لوگوں سے رجوع کرواتے ہو جس رجوع کا کوئی اعتبار نہیں اس پر ایک ثبوت تو یہ ہے کہ ماقبل میں ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کا بیان گزر چکا کہ میرے پاس جب میرے اساتذہ اور اکابر آئے تو کہا کہ آپ حق پر ہیں جو کہا ٹھیک کہا مگر اس سے رجوع کرو۔ جس پر جلالی نے کہا کہ حق بات سے کیسے رجوع کروں؟ جلالی چونکہ خود مضبوط پارٹی تھی اس لئے یہ لوگ اس سے زبردستی رجوع نہ کرواسکے تو ان لوگوں نے اسے جیل میں ڈال دیا۔ اب ظاہر ہے ہر ایک رضاخانی کا اتنا جگر تو نہیں کہ جیل کی ہوا کھائے۔

زبردستی رجوع یا رجوع کیلئے دباؤ پر ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو عبدالحکیم شرف قادری لکھتا ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ عہد حاضر میں صاجزادہ نصیر صاحب گولڑوی کی استقامت نے قرون اولی کے متدین اور متصلب علماء کرام کی یاد تازہ کر دی اس عالم گیر قسم کی مخالفت، متعصبانہ برتاؤ، سوشل بائیکاٹ، اپنوں اور بیگانوں کے طعن و تشنیع اور طرح طرح کی دل آزاریوں اور پھر ایک مہیب دباؤ کو صرف شریعت کی بالادستی ثابت کرنے کیلئے اس خندہ پیشانی کے ساتھ قبول اور برداشت کرنا بالخصوص شاہانہ ماحول میں پروان چڑھنے والے ایک صاجزادے کیلئے ناممکن سی بات لگتی ہے''۔

(سیف العطاء، ص ۳۳)

رضاخانی مولوی صابر اسمعیل لکھتا ہے:

(۱۴) ایک چیز تو ہم بتانا ہی بھول گئے زبردستی یعنی ہم جبرا چاہتے ہیں کہ جو ہمارا موقف ہے وہی مخالف بھی اختیار کرے''۔

(اختلاف اختلاف اختلاف، ص ۱۷، ناشر عبد مصطفی آفیشل)

تو امام اہل سنت علی الاطلاق رجوع کو رد نہیں کر رہے ہیں بلکہ رضاخانی مولویوں کے رجوع کو رد کر رہے ہیں کیونکہ ان سے جب رجوع کروایا جاتا ہے تو مولویوں اور مسلک کے ٹھیکے داروں کے دباؤ پر زبردستی رجوع کروایا جاتا ہے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا ہے بلکہ جیل تک بھجوا دیا جاتا ہے۔

بارھواں اعتراض،

ذکر بالجہر کا مسئلہ:

صفحہ ۴۹ تا ۶۲ پر اس نے اول کسی مولوی عبد الرحیم چار یاری صاحب کا مضمون پیش کیا جس میں اس نے اجتماعی ذکر بالجہر کو بدعت کہا اس کے بعد بدعتی کے متعلق فتاوی نقل کئے اور معاذ اللہ حضرت متکلم اسلام کو اس کا مصداق ٹھہرایا۔

جواب: اس سلسلہ میں اول گذارش یہ ہے کہ ذکر بالجہر کی جو مروجہ صورت ہے یہ علماء و مشایخ کے درمیان مختلف فیہ ہے پیر عزیز الرحمن صاحب، پیر مختار الدین شاہ صاحب آف کربوغہ، پیر ذوالفقار نقشبندی صاحب زید مجدہ حکیم اختر صاحب اور ان کے جانشینوں اور دیگر سلسلہ تصوف کے اکابر اور ان کے لاکھوں مریدین کے ہاں یہ ذکر ہوتا ہے جبکہ علمائے ظواہر اس کے منکر ہیں ۔ایسی صورتحال میں رضاخانیوں کے گھر کا اصول کیا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

”اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا ۔۔نے مزامیر کے بارے میں یہی فتوی دیا ہے کہ یہ حرام ہے اور اس میں کوئی رعایت نہیں برتی ہے بحمدہ تبارک وتعالی اس خادم کا بھی یہی فتوی ہے ۔اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں یہی حق ہے ۔مگر ساتھ ہی ساتھ اس کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ ہمارے حضرات کچھوچھہ مقدسہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے تھے ۔شیخ المشایخ شبیہ غوث اعظم مولانا سید شاہ علی حسین صاحب اور ان کے فرزند ارجمند محبوب المشایخ حضرت مولانا سید احمد اشرف صاحب ۔۔ بھی مزامیر کے ساتھ قوالیاں سنتے تھے اور یہ بات مجدد اعظم کے علم میں تھی اس کے باوجود دونوں بزرگوں کی اعلی حضرت غایت درجہ تعظیم وتکریم فرمایا کرتے تھے ان دونوں کیلئے قیام تعظیمی فرماتے اور ان دونوں بزرگوں کی دست بوسی فرماتے ۔بلکہ ثانی الذکر کو اپنی خلافت سے بھی نوازا تھا۔اعلی حضرت کے دونوں صاحبزادگان حضرت حجۃ الاسلام حضرت مفتی اعظم ہند ۔۔۔کا یہی طریقہ تھا میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت محدث اعظم ہند مولانا سید محمد صاحب ۔۔کیلئے قیام تعظیمی فرماتے اور ان کی دست بوسی فرماتے،اپنے یہاں جلسوں میں مدعو فرماتے،ان کے ساتھ بیٹھ کر اسٹیج پر تقریر کراتے،عرس رضوی کا بھی یہی حال ہوتا۔صدر الافاضل

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ۔۔شیخ المشائخ حضرت مولانا سید شاہ علی حسین صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے اور اعلیٰ حضرت کے انتہائی نیاز مند اور محبوب اور حد درجہ معتقد مگر اعلیٰ حضرت نے کبھی بیعت فسخ کرنے کا حکم ارشاد نہیں فرمایا اعلیٰ حضرت کی عادت کریمہ تھی کہ وہ کسی فاسق کی تعظیم نہیں کرتے تھے امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے کبھی غفلت نہیں برتتے تھے ۔۔۔حضرات کچھوچھ مقدسہ ہمارے معتمد علماء اہل سنت ہیں وہ مزامیر کے ساتھ قوالی کو جائز کہتے ہیں ان کا فرمانا یہ ہے کہ ہدایہ وغیرہ میں یہ فرمایا ہے ۔ان الملاهی کلها حرام ملاہی سب کے سب حرام ہیں ۔ملاہی ان آلات کو کہتے ہیں جولہو ولعب کے ہوں ۔اس کی بنا پر ان کا کہنا یہ ہے کہ بطور لہو ولعب مزامیر سننا حرام ہے ۔لیکن اگر کسی مقصد صحیح کیلئے سنا جائے جو عند الشرع مطلوب ہو تو جائز ہے اگر چہ ان کا یہ کہنا اس لئے صحیح نہیں کہ احادیث کریمہ میں مزامیر اور معازف کو مطلقا حرام فرمایا ہے اور کسی معنی میں تخصیص عقل سے جائز نہیں مگر مجوزین بھی معتمد علماء میں سے ہیں اور وہ بتاویل اس کو جائز کہتے ہیں اس لئے ان کی تفسیق جائز نہیں البتہ ان کے قول کا رد کیا جائے گا''۔

(فتاویٰ شارح بخاری ،ج ۲،ص ۲۷۷،۲۷۸)

اسی طرح رضا خانی مفتی اعظم ہند لکھتا ہے:

''مزامیر کے ساتھ قوالی ہمارے نزدیک ضرور حرام و ناجائز وگناہ ہے بعض اہل علم نے اختلاف کیا ہے اگر چہ ہمارے نزدیک ان کا موقف لائق التفات نہیں مگر اس نے ان مبتلا افراد کو حکم فسق سے بچادیا ہے جو ان کے قول پر اعتماد کر کے اور جائز سمجھ کر مرتکب ہوتے ہیں ۔۔۔۔

اگر چہ شرعا ان پر اب دوہرا الزام ہے ایک ارتکاب حرام کا دوسرا اسے جائز سمجھ کر جمہور کے قول صحیح کے خلاف چلنے کا''۔

(فتاویٰ مصطفویہ،ص ۴۵۶ بحوالہ اصلاح عقائد واعمال،ص ۵۶)

اس سے معلوم ہوا کہ:

(۱) مسلک اعلیٰ حضرت میں قوالی حرام ہے۔

(۲) مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کرنے والا گمراہ ہے

(۳) قوالی جائز سمجھنے والا حرام کو حلال سمجھ رہا ہے

(۴) حرام کو حلال سمجھنے والا کافر ہے

مگر اس سب کے باوجود کچھوچھ شریف والے رضاخانی حرام کار، گناہ گار، کافر و مرتد تو دور فاسق بھی نہیں کیونکہ وہ یہ سب کچھ "بتاویل" کر رہے ہیں۔ اسی طرح مولوی عبدالرحیم چار یاری صاحب اگر اس ذکر بالجہر کو بدعت وغیرہ سمجھتے ہوں تو چونکہ جمہور مشائخ دیوبند کے ہاں یہ معمول بہ ہے اور ان کے پاس بھی اپنے موقف پر دلائل موجود ہیں تو وہ بدعت کی وعید میں داخل نہ ہوں گے۔

مولانا عبدالرحیم چار یاری صاحب اس کا بھی جواب دے:

یہ اجتماعی ذکر تو حضرت پیر ذوالفقار نقشبندی، حضرت پیر مختار الدین شاہ صاحب جن کے سینکڑوں علما مریدین ہیں کے ہاں بھی ہوتا ہے ابھی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کے دھرنے میں ہر شام کو پیر عزیز الرحمن صاحب ہزارویؒ یہ ذکر کرواتے اسی طرح شاہ حکیم اختر صاحبؒ کی خانقاہ میں اب بھی نماز فجر کے بعد یہ ذکر ہوتا ہے کوئی بھی شخص جا کر خود دیکھ سکتا ہے کبھی ان کے خلاف بھی کوئی کتاب یا مضمون لکھنے کا خیال آیا؟

رضاخانیوں کی طرف سے اکابر پر کفر کے فتوے:

بالفرض علی سبیل التنزل مولوی عبدالرحیم چار یاری کی بات مان بھی لی جائے تو زیادہ سے زیادہ ان کا فتوی بدعت تک ہے مگر آپ لوگوں نے تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی پر وہابی نجدی ہونے کے فتوے لگائے جو مترادف ہے گستاخ رسول ﷺ و مرتد ہونے کے بیوی نکاح سے نکل جانے کے اور اولاد کے ولد الزنا ہونے کے (معاذ اللہ) تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ جو جواب آپ اس کا دیں وہی ہماری طرف سے۔ اگر رضاخانی کہے کہ یہ تو الزامی جواب ہوا تو بھائی ہماری طرف سے تو الزامی ہوگا لیکن آپ کی نسبت سے تو یہ تحقیقی ہوگا۔ مولوی محمد رمضان قادری بریلوی رضاخانی لکھتا ہے:

"شاہ ولی اللہ کے سنی حنفی یا غیر مقلد وہابی ہونے کی تحقیق۔۔۔

واضح رہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی زندگی کے پہلے دور میں پکے حنفی اور عقائد اہل سنت و جماعت کے نہ صرف حامل بلکہ مبلغ و داعی تھے مگر افسوس کہ زندگی کے دوسرے دور میں یعنی نجد و حجاز میں ابن عبدالوہاب نجدی سے ملنے کے بعد وہابیت سے متاثر ہو گئے...... شاہ ولی اللہ صاحب کا نام احمد ہے آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب مقلد حنفی اور مشہور اولیاء اللہ میں سے ہیں شاہ ولی

اللہ صاحب نے تمام علوم اپنے والد سے حاصل کیے اور جیسے کہ آپ ابھی پڑھ چکے ہیں آپ بھی مقلد حنفی اور علوم شریعت وطریقت کے عالم باعمل تھے اپنے والد کی وفات کے بعد آپ ان کے جانشین بنے آپ کو اس قدر شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی کہ آپ کو شاہ ولی اللہ قطب الدین جیسے معزز القاب سے نوازا جانے لگا۔ واضح رہے کہ شاہ صاحب موصوف ابن عبدالوہاب نجدی کے ہمعصر ہیں جس زمانے میں آپ ہندوستان میں دینی خدمات سرانجام دے رہے تھے اسی زمانے میں شیخ نجدی نجد وحجاز میں وہابیت کے فروغ قتل و غارت اور لوٹ مار میں مصروف تھا جب شاہ ولی اللہ صاحب فریضہ حج ادا کرنے حجاز مقدس پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات ابن عبدالوہاب نجدی سے ہوگئی (یہ سفید جھوٹ ہے تاریخ میں ان دونوں حضرات کی ملاقات کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا: از ناقل) شیخ نجدی یہ جان کر کہ آپ عالم شہیر اور مسلمانان ہند کے ذی اثر علماء میں سے ہیں آپ سے بڑی گرم جوشی کے ساتھ پیش آیا اور میل جول بڑھتے بڑھاتے ان دونوں میں بے تکلفی کی حد تک دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ شاہ صاحب تحریک وہابیت کی سیاسی سرگرمیوں کو دیکھ کر بڑے متأثر ہوئے اور معاً ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے تنزل اور انحطاط کا نقشہ تصور گھوم گیا مسلمانوں کی اس ڈگمگاتی حکومت کے خلاف انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی سازشوں (جس میں فضل حق خیر آبادی جیسے لوگ ملازم تھے: از ناقل) اور ریشہ دوانیوں کو یاد کر کے بیقرار ہو گئے چنانچہ آپ نے پختہ فیصلہ کر لیا کہ آپ ہندوستان پہنچ کر ابن عبدالوہاب نجدی کے طریقے اور اصولوں پر مسلمانوں کی تنظیم اور تحریک اقامت دین چلا کر پورے ہندوستان میں ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد میں لگ جائیں گے۔ آپ نے شیخ نجدی کے طریقہ کار اور اصولوں کو اسلامیان ہند کی زبوں حالی کا مکمل علاج قرار دے کر ابن عبدالوہاب نجدی کی ہدایات اور مشورے سے ایک منصوبہ بنایا اور اس پر غور وخوض کرنے کے بعد لائحہ عمل مرتب کر کے مراجعت کی ...... مگر چونکہ شیخ نجدی کی تحریک وہابیت کی بنیاد اصول وہابیت پر قائم تھی اس لیے شاہ صاحب موصوف نے جب مسلمانان ہند کی تنظیم واصلاح کے پیش نظر اس کے اصولوں کو اپنایا تو گویا اصول وہابیت ہی کو اپنایا اور اس طرح آپ پر بایں ہمہ علم وفضل وہابیت کا رنگ چڑھ گیا۔ اپنے والد ماجد کی تعلیم وتربیت سے آپ ...... تو ابوالوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کی صحبت کے اثر سے غیر ارادی طور پر ان مقامات سے آپ کی نظر اٹھ گئی اور انہوں نے مسلمانان ہند کو سیاسی کامیابی حکومت اسلامیہ کے استحکام اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو شکست دینے کے

جوش و جذبے میں مغلوب اور ابن عبدالوہاب نجدی کی کامیابیوں سے مرعوب ہو کر اصول وہابیت کو قبول اور اختیار کرتے ہوئے اس امر پر غور نہ فرمایا کہ وہابیت کے اصول و عقائد جمہور اہل سنت و جماعت کے اصول و عقائد سے یکسر مختلف اور حقیقتاً اصل اسلام ہی کے خلاف ہیں اور در حقیقت ایک عظیم فتنہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس پر بھی توجہ نہ کی کہ ہندوستان میں اصول وہابیت کے تحت تحریک اقامت دین کو مسلمانان ہند قبول و برداشت نہیں کریں گے۔ اور ان کی شخصیت پر بھی برا اثر پڑے گا۔ پس ان پر جو دھن سوار ہوگئی تھی اسی دہن میں ترویج وہابیت کا پختہ فیصلہ کر بیٹھے۔

ہندوستان واپس پہنچنے پر آپ کی حالت ہی بدلی، نہ وہ عالمانہ رنگ تھا اور نہ ہی طریقت کے اطوار باقی تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں حجاز سے واپس آنے کے بعد والد ماجد کی نسبت باطنی اور علم و تقریر کی حالت کچھ اور ہی ہوگئی تھی ...... پس جب آپ کے شاگردوں اور آپ کے والد محترم کے تربیت یافتہ اور سلجھے ہوئے عقیدت مندوں نے خلاف توقع آپ کے منہ سے نامانوس باتیں اور عقائد اہل سنت کے خلاف آپ کی گفتگو سنی (لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین: از ناقل) تو حیران و ششدر رہ گئے اور رفتہ رفتہ آپ سے بے تعلق ہوتے چلے گئے۔ تاہم شاہ صاحب اپنے طے کردہ پروگرام کے مطابق اصول و عقائد وہابیت کی ترویج میں کوشاں رہے نیز اس سلسلے میں بھی چند کتابیں بلاغ المبین (تاریخ نویسی کے زور سے موصوف صفت میں مطابقت کا خیال نہ رہا) اور تحفۃ الموحدین وغیرہ تصنیف کیں۔ (انہی کتابوں کو وہابی صاحبان بکثرت شائع کرتے ہیں اور مفت تقسیم کرتے ہیں) مسلمانوں نے شاہ صاحب کو ان کے انوکھے وہابیانہ خیالات و عقائد کو قبول نہ کیا۔ دہلی اور اطراف و جوانب میں شور بپا ہوگیا کہ ولی اللہ وہابی ہوگیا علمائے اہل سنت شاہ صاحب کی اس غلط روی کے خلاف کمربستہ ہوگئے اور انہوں نے وہابیانہ عقائد کی نہایت فرض شناسی کے ساتھ برمحل تردید کی شاہ صاحب نے خود کو بجائے اہل سنت کے محمدی کہلانا شروع کیا اور دوسرے وہابی بھی ان کی پیروی میں محمدی کہلانے لگے۔ اس طرح شاہ ولی اللہ صاحب کے ذریعہ اس ملک میں بھی وہابیت کی داغ بیل پڑگئی اور مسلمان قوم سنی وہابی کے جھگڑے میں پھنس کر باہم دست و گریبان ہوگئی اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے''۔

(مکمل تاریخ وہابیہ: ص ۲۷ تا ۹۷ رشرکت قادریہ سنجھورسندھ ۱۹۸۴)

یہ کتاب شاہ تراب الحق قادری کے اہتمام سے شائع ہوئی، اس پر بریلوی مناظر مولوی عبدالرحیم

سکندری نے مقدمہ لکھا، منشا تابش قصوری نے نشان منزل کے عنوان سے کتاب کی تحسین وتعریف کے قلابے ملائے جبکہ بریلوی معین الملت مولوی معین بریلوی نے کتاب پر تقریظ لکھی۔

کم وبیش یہی مکروہ تاریخ بریلوی غزالی جنید ورازی دوراں مولوی عمر اچھروی صاحب نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ''مقیاس حنفیت صفحہ ۵۷۵ تا ۵۷۸/ دار المقیاس اچھرہ ۱۹۶۶'' پر بیان کی ہے۔ مولوی غلام مہر علی رضاخانی لکھتا ہے:

''سارے فساد کی جڑ مولوی شیخ احمد معروف بہ شاہ ولی اللہ دہلوی اور وہی سارنگی بجانے والے اس کے بیٹے رفیع الدین وعبد القادر ہیں جہالت عامہ کے دور میں دہلی میں سقہ بچہ کی طرح ان کی علمی شاہی کا چمڑے کا سکہ چلتا تھا۔ یہ مولوی احمد الضدان یجتمعان کا حیرت انگیز ہیولی تھے اول سنی پھر نجدی ......خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ولی اللہ نے ہگا، شاہ عبد العزیز نے اس پر مٹی ڈالی مگر اسماعیل نے اسے ننگا کر کے سارے ملک کو متعفن کر دیا''۔

(عصمۃ النبی المصطفیٰ: ص ۷، ۸)

بریلوی رئیس القلم سید عبد الکریم علی ہاشمی لکھتا ہے:

''اس مذہب کے آخری امام ابن عبد الوہاب جس نے یہ طریقہ اپنے شیخ طریقت شیخ محمد حیات سندھی سے لیا ہے اور اس نے مدینے کے ۲۷/ استادوں سے لیا ہے شیخ احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی ان ہی محدثین میں سے پانچ اصحاب حدیث سے حدیث کی سند حاصل کی ہے چنانچہ سب سے پہلے آپ نے مدینہ سے وہابی مذہب ہندوستان میں لے آئے''۔

(المیزان کا امام احمد رضا نمبر: ص ۶۱۰)

رضاخانی مؤلف اپنے مفتی اعظم ہند کے فتوے سے حرام کار:

شروع کتاب میں بھی اس رضاخانی پر اس کے گھر کے فتوے گزر چکے ہیں اب اس کے اپنے رسالے میں اس کے مفتی اعظم ہند کے فتوی ملاحظہ ہو:

''ایسوں کا وعظ سننا، ایسوں کی کتابیں پڑھنا بھی حرام ہے اور بچوں کو ان سے تعلیم دلوانا بھی حرام ہے''۔

(کلمہ حق شمارہ ۷، ص ۹)

اب موصوف نہ صرف دیوبندیوں کے بیانات سنتے ہیں بلکہ دیوبندیوں کی کتب چاٹنے کا دعوی بھی

ہے (محاورۃ) تو یہ تو اپنے اس مفتی اعظم ہند کے فتوے سے حرام کار اور بغیر توبہ مرا تو جہنم کا حقدار ہے۔ یہ مت کہنا کہ یہ تو الزامی جواب ہے اس لئے کہ الزامی جواب پر بحث شروع میں گزر چکی آخری درجے میں کہتا ہوں کہ ہماری طرف سے تو یہ الزامی ہے مگر تیری نسبت تو یہ تحقیقی ہے۔

دعوتِ اسلامی والے پکے بدعتی ہیں:

رضا خانی نباض قوم ابو داود صادق کے رسالے میں ہے:

"نفلی جماعت: دعوت اسلامی نے بڑے اہتمام کے ساتھ نوافل کی جماعت کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے اور اس پر اصرار کرتے ہوئے بعض کتابچے بھی شائع کئے گئے ہیں جبکہ وقار الفتاوی میں مفتی صاحب فرماتے ہیں مذہب حنفی میں نفل نماز جماعت کے ساتھ اہتمام کرکے اور لوگوں کو دعوت دے کر (تداعی کے ساتھ) پڑھنا مکروہ ہے"۔

(ماہنامہ رضائے مصطفی ص ۱۸، رمضان المبارک ۱۴۲۲، نومبر ۲۰۰۱)

خلاصہ کلام یہ کہ دعوت اسلامی والے نفل کی جماعت بڑے اہتمام سے کرتے ہیں اس کی تائید میں کتابچے بھی شائع کر چکے ہیں اب ذرا ان پر فتوے بھی رضا خانی گھر ہی سے ملاحظہ ہو:

"جاننا چاہئے کہ نوافل کی جماعت تمام (اہتمام) کے ساتھ ان **مکروہہ مذمومہ بدعات** میں سے ہے جن کے حق میں **حضرت رسالت پناہ** (ﷺ) **نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی وہ بدعت ہے** پس وہ نماز جو روزہ عاشورہ، شب برات، لیلۃ الرغائب وغیرہ میں جماعت کے ساتھ نوافل ادا کرتے ہیں اور دو دو سو یا تین تین سو یا اس سے زیادہ آدمی مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز و اجتماع و جماعت کو مستحسن خیال کرتے ہیں ایسے لوگ فقہا کے اتفاق سے امر مکروہ کے مرتکب ہیں اور مکروہ کو مستحسن جاننا بڑا بھاری گناہ ہے کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک پہنچا دیتا ہے اور مکروہ کو احسن سمجھنا ایک درجہ اس سے کم ہے"۔

(رضائے مصطفی ص ۷، رمضان ۱۴۳۳ھ مطابق جولائی ۲۰۱۲)

آگے ابو داود صادق نے خان صاحب بریلوی اور امام اعظمؒ کا فتوی بھی اس کے مکروہ ہونے پر نقل کیا بہر حال اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ نوافل کی جماعت مکروہ اور بدعت ہے اور ایسی ہی بدعت ہے جس کی شدید مذمت احادیث میں وارد ہے تو دعوت اسلامی والے تو اس بدعت کو معاذ اللہ مستحسن سمجھنے

والے ہیں جوخود بقول رضا خانی کفر تک لیجانے والی ہے۔

تو اب رضا خانی نے بدعت کے متعلق جو کچھ نقل کیا اور جو کچھ بدعت کی مذمت احادیث اور چودہ سو سال کی کتب میں ہے خاص کرخان بریلوی کا یہ فتوی کہ بدعتی جہنمی کتے ہیں ان سب کا مصداق یہ رضا خانی دعوت اسلامی ،اس کی شوری اور خصوصا نام نہاد امیر اہل سنت الیاس عطاری ہے ۔اب جو جواب یہ رضا خانی اس موقع پر دے وہی جواب ہماری طرف سے چار یاری کے حق میں قبول کرلے ۔

تیرہواں اعتراض،

قاضی طاہر الہاشمی ناصبی یزیدی:

ص ۶۳ تا۶۹ اس رضا خانی نے قاضی طاہر علی ہاشمی آف حویلیاں کا مضمون دیا ہے جوخود ایک ناصبی ویزیدی ہے ۔اس بدبخت کے قلم سے تو اکابر دیوبند نہ بچ سکے یہ تو ان کو بھی شیعوں کا ساتھی سمجھتا ہے تو متکلم اسلام صاحب زید مجدہ کیسے محفوظ رہتے ؟ ؟ ان رضا خانیوں کو غیرت شرم وحیا نہیں آتی کہ جب ابوالخیر زبیر حیدرآبادی کا حوالہ پیش کریں ،مفتی اقتدار خان نعیمی کا حوالہ پیش کریں تو جواب دیتے ہیں کہہ ہمارے معتبر نہیں اور ہمارے خلاف ناصبیوں کے حوالے پیش کرتے ہیں؟ اب اس کے جواب میں ہم طاہر القادری کا حوالہ پیش کریں گے تو رضا خانی کی دس گز زبان باہر نکل آئے گی ۔بہرحال ہماری طرف سے مضمون نگار،اس کے مضمون اور اس مضمون کو پیش کرنے والے تینوں پر **''چار حرف''** !!!!

چودہواں اعتراض،

ٹیلی فون کال ریکارڈنگز:

صفحہ ۶۹ تا۸۹ کسی عبد اللہ الہ آبادی کی مولانا اسمعیل محمدی صاحب ،قاری اسامہ اور حکیم مظہر صاحب زید مجدہ کی ٹیلی فونک گفتگو پیش کی ۔

جواب: ہمارے نزدیک یہ سب ٹیلی فون بکواس وجعلی ہیں ۔بلکہ خود بریلوی مذہب میں ان کا کوئی اعتبار نہیں چنانچہ رضا خانی نباض قوم مولوی ابوداود صادق لکھتا ہے:

’’اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر چہ کسی شہر میں خط، تار، اخبار، ٹیلیفون، ٹیلیویژن اور ریڈیو کے ذریعے کتنی ہی اطلاعات و اعلانات ہوں ان سے قطعا چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا اور ان کی بنا پر روزہ چھوڑنا اور عید منانا تو درکنار ان سے روزہ رکھنا بھی لازم و جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ نہ شہادت ہے نہ خبر مستفیض۔ کیونکہ شہادت میں گواہوں کا روبرو ہونا ضروری ہے اور خبر مستفیض میں متعدد جماعتوں کا آنا لازم ہے۔ اور یہ اطلاعات و اعلانات محض ہوائی و کاغذی ہیں جن کے ساتھ کوئی ایک فرد بھی نہیں پہنچتا بلکہ سب کچھ پس پردہ ہوتا ہے لہٰذا ایسی اطلاعات و اعلانات سے روزہ یا عید کا اثبات کرنا اور انہیں خبر مستفیض یا تواتر شرعی قرار دینا صحیح نہ ہوگا‘‘۔

(براہین صادق، ص ۲۸۱)

بالفرض ایک منٹ کیلئے درست مان بھی لیں تو وہی علماء کا حسد اور آپسی چپقلش پر محمول ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس کی وجہ خود اس منسوب کال ریکارڈنگ میں ہے کہ:

’’مولوی اسمٰعیل محمدی دیوبندی: اس شخص نے ہماری تاریخیں رکوائی ہیں ہمارے بیانات ہوتے تھے وہ رکوائے ہیں اور کئی لوگوں سے ہمیں تعاون ہوتا تھا وہ اس نے ختم کروایا بہت معاملات خراب کئے‘‘۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۷۲، ۷۳)

ایسی صورت میں اگر بشری کمزوریوں سے مغلوب ہو کر وہ کچھ کہہ دیں تو کیا بعید ہے؟ مولانا اسمٰعیل محمدی صاحبؒ امام شافعیؒ سے بڑے عالم نہ تھے اور متکلم اسلام زید مجدہ امام محمد بن اسحٰقؒ سے بڑے عالم نہیں اگر امام شافعیؒ امام اسحٰقؒ کو دجال من الدجاجلہ کہہ دیں اور کئی محدثین ان کی اس جرح کو یہ کہہ کر رد کر دیں کہ معاصرانہ چپقلش اور آپس کی نوک جھونک تھی تو بالفرض اسمٰعیل محمدی صاحبؒ نے ایسا کہہ دیا تو وہ قابل رد کیوں نہیں؟

پندرہواں اعتراض،

ایک مماتی مولوی کا بیان:

صفحہ ۹۱ تا ۹۷ سپاہ صحابہ کے سٹیج پر ایک مماتی مولوی کا بیان پیش کیا جو ہمارے لئے قطعا حجت

نہیں کیونکہ اس مولوی کے بیان کے متعلق خود علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کا تبصرہ یہ رضاخانی یوں پیش کر چکا ہے:

''اس کے بعد سپاہ صحابہ کے کسی جو ہے اسٹیج پر کسی آدمی کا بیان پیش کرتے ہیں کہ جی وہ مولانا گھمن صاحب کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے۔۔۔ یہ کہہ رہا ہے۔۔۔ یہ کہہ رہا ہے۔۔۔ یہ کہہ رہا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے۔۔۔ پروفیسر سعید اسد صاحب! اگر آپ میں شرم وحیا ہے تو قرآن وحدیث کے حوالے سے بیان کریں کہ وہ اسٹیج پر جو گھٹیا الزامات لگا رہا ہے کیا وہ الزامات اس طرح ثابت ہوتے ہیں؟ اور کیا اس طرح کی گفتگو کرنے والے کو حد لگائی جائے گی؟ یا الٹا ان کے الزامات پر دوسرے کو بدنام کیا جائے گا؟ اب آئیے یہی آدمی اسی سپاہ صحابہ کے اسٹیج پر باقاعدہ معافی مانگ رہا ہے عوام سے، اور باقاعدہ کہہ رہا ہے کہ جو بکواس میں نے کی تھی نہ تو میری جماعت کا اس سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی میری جماعت کے اکابر کا اس سے کوئی تعلق ہے پتہ چلا آپ نے جو لیٹر پیڈ پیش کیا وہ بھی جعلی تھا''۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۹۵)

اس کے بعد خود اس مولوی کا معذرت نامہ ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا:

''نحمدہ و نسلم و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز سامعین حضرات! یہ اسٹیج خالصتاً اہلسنت والجماعت کا اسٹیج ہے اس اسٹیج پہ سارے کے سارے قائدین اہلسنت والجماعت تشریف لائے اور اہلسنت والجماعت کی پالیسی صرف اور صرف یہی ہے کہ منکر صحابہ کا تعاقب کیا جائے اور اپنوں میں سے کسی کو کچھ بھی نہ کہا جائے تو اگر میری زبان سے ایسے الفاظ نکل گئے جس کی وجہ سے اپنوں کی توہین ہوگئی میں سب کے سامنے معذرت کرتا ہوں اور ساتھ ہی کہتا ہوں یہ میرا اپنا ذاتی فعل تھا اہلسنت والجماعت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اکابرین اہلسنت والجماعت کا''۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۹۶،۹۷)

ان واضح تصریحات کے بعد بھی رضاخانی کا اس مولوی کی بکواس کو کتاب میں شامل کرنا کھلی ہوئی ہٹ دھرمی اور ابوجہلی ضد نہیں تو اور کیا ہے؟ رضاخانی اس کے جواب میں کہتا ہے کہ معذرتی بیان میں اس نے کہیں یہ نہیں کہا کہ اس نے جو انکشافات کیے وہ سب غلط اور بے بنیاد ہیں۔

تو اس پر ہمارا جواب یہ ہے کہ اول اس نے اس بات کو وضاحت سے بیان کر دیا کہ اس نے جو بکواس کی وہ اس کا ''ذاتی فعل'' تھا اکابر دیوبند یا اکابر اہل سنت والجماعت کا اس سے کوئی تعلق نہیں پس باب اول میں ہم رضاخانی اصول پیش کر چکے ہیں کہ جمہور کے مقابل ذاتی موقف کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔لہذا یہ معذرت نہ بھی کرے تب بھی اس کی بکواسات کی کوئی حیثیت نہیں۔

ثانیا جب اس نے معذرت کر لی اور ساتھ میں یہ بھی کہا کہ توہین ہوئی تو خود بخود واضح ہو گیا کہ اس نے جتنی بکواسات کی تھیں جسے یہ رضاخانی انکشافات کہہ رہا ہے وہ خود بخود کالعدم اور جھوٹ ثابت ہو گئے اس لئے کہ اگر وہ جھوٹ نہ ہوتے تو اسی وقت اسی سٹیج پر اس کو معذرت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

مثلا رضاخانی حجۃ الاسلام نے سٹیج پر کہا کہ ڈاکٹر جلالی کی ماں یا تو زانیہ ہے یا حیض کی حالت میں وطی ہوئی جس سے جلالی پیدا ہوا اب بالفرض اگلے ہی لمحے یہ بدزبان و بدکردار رضاخانی حجۃ الاسلام کہے کہ:

''میری زبان سے اپنوں کے بارے میں ایسے الفاظ نکل گئے جس سے اپنوں کی توہین ہوگئی میں معذرت چاہتا ہوں سب کے سامنے''

تو کیا رضاخانی اسے سابقہ بیان سے رجوع پر محمول نہیں کریں گے؟

اس کے بعد صفحہ ۹۷ تا ۱۰۶ جمعیت علمائے اسلام اور سپاہ صحابہ کے آپس کے اختلاف کو ذکر کیا جو اس وقت کتاب کا موضوع نہیں اور رضاخانی چشتی اصول پر خروج مبحث ہے اس پر گفتگو کا شوق ہو تو مستقل الگ کتاب لکھ لو ان شاء اللہ ایسے ہی شوق پورا کیا جائے گا جیسے اب اس کتاب کی صورت میں کر دیا گیا ہے۔

سولہواں اعتراض،

مدرسے کی بچّی:

ص ۱۰۹ تا ۱۱۵ کسی بچی آسیہ کی ماں کنیزہ کی مقصود حسانی کے ساتھ گفتگو کو پیش کیا۔

جواب: اس سلسلہ میں پہلی گذارش ہے کہ یہ سب ریکارڈنگ و ٹیلی فونک گفتگو ہے جو باب سوم کے تحت شہادت شرعی نہیں۔اس طرح کی بکواس تو کوئی بھی کسی کے سامنے کرسکتا ہے اور ریکارڈ کر کے نیٹ پر ڈال سکتا ہے خود اس ریکارڈنگ میں مقصود حسانی صاحب بار بار یہ کہتے رہے:

''استا (گھمن صاحب) تو ایسے نہیں ہوسکتے (مذکورہ رضاخانی کتاب، ص ۱۱۱)

ہمارے استاد اس طرح کے تو نہیں معلوم ہوتے ،کبھی اس طرح کی شکایت سنی نہیں ان کی۔
(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں ص ۱۱۴)
چلو اللہ بہتری کرے گا بہرحال ہمیں تو آپ کی باتوں پر یقین نہیں ہو رہا"۔(ایضا ص ۱۱۵)

اب آیئے ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ کن کے مدرسوں میں معصوم بچیوں کے ساتھ زیادتیاں کی جاتی ہیں اور کن کے مدرسوں سے عورتوں اپنی عزت بچانے کیلئے خودکشیاں کرتی ہیں؟۔

علامہ صفدر رضا قادری رضاخانی حجۃ الاسلام عرفان شاہ مشہدی اور اس کے بھائی کے مدرسے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ماں باپ کو چھوڑ کر حصول علم اور روحانی تربیت کی خاطر آپ کے اس مادر علمی میں آنے والی دوشیزہ کا جامعہ کی تیسری منزل سے چھلانگ لگا کر خودکشی کی کوشش کرنا ۔۔چہ معنی دارد ۔۔روحانیت ۔۔افسوس ۔۔۔قبلہ قاری صاحب کے چھوٹے بھائی جو اپنے خاندان میں پیر انوار شاہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں انہوں نے بھی اپنے گھر میں روحانی تربیت گاہ کے نام سے مدرسہ کھول رکھا ہے ۔۔گینگ ریپ کیس ۔۔۔میں پکڑے گئے مدرسہ کے فنڈز سے رشوت دی ۔۔آج کل عارضی ضمانت پر ہیں ۔۔۔اس شہزادے کے کردار سے مذہب حقہ کو جو نقصان پہنچا اس کا مدتوں ازالہ نہ ہو سکے گا قبلہ مناظر اسلام ان کو انوار بادشاہ کہہ کر بلاتے ہیں"۔
(محمد عرفان مشہدی اہل نظر کی نظر میں ص ۱۸، ۱۹، فاروق اعظم اکیڈمی جی ٹی روڈ علی چک لالہ موسیٰ)

یاد رہے کہ رضاخانیوں نے اس کی تردید نہیں کی اور تردید نہ کرنا رضاخانی اصول پر تائید دلیل ہے پس معلوم ہوا کہ عرفان شاہ مشہدی اور اس کے بھائی کے مدرسے میں عورتوں کے ساتھ اجتماعی گینگ ریپ پر پوری بریلویت کا اجماع ہے۔

کذّاب کی ایک اور کذب بیانی:

اس نے کتاب میں کئی جگہ لکھا ہے کہ ہم نے ساری ویڈیوز و آڈیوز یوٹیوب پر

Deobandi Mazhab

نامی چینل پر ڈال رہے ہیں وہاں ملاحظہ ہو حالانکہ اس چینل پر صرف یہی جعلی آڈیو ہے اس پر بھی اس کذاب نے لکھوایا ہوا ہے کہ جب مولانا الیاس گھمن صاحب کو پتہ چلا تو قاری مقصود حسانی صاحب کی

داڑھی منڈا کر اور مار پیٹ کر اسے مدرسے سے نکال دیا حالانکہ یہ حسانی صاحب ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۸ کو دورۃ تربیۃ العلماء میں شریک ہوئے اور حضرت متکلم اسلام صاحب کی موجودگی میں ان کی شان میں کلام ومنقبت پڑھی جس کی ویڈیو ریکارڈنگ نیٹ پر موجود ہے۔آخر کب تک اس قسم کے جھوٹ بولتے رہو گے؟ لیکن جن کا اعلیٰ حضرت مکہ ومدینہ میں جا کر جھوٹ بولنے سے باز نہ آئے اس کے اذناب ''گامے شاہ'' ''گھوڑے شاہ'' ''ٹلے شاہ'' کے مزار پر بیٹھ کر اگر بے دھڑک تھوک کے حساب سے جھوٹ بولتے رہیں تو کیا بعید ہے؟

رضاخانی شکوہ:

رضاخانی شکوہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے وکیل صفائی ساجد خان دیوبندی نے اپنے مخالف پر اعتراض کرنے کیلئے اس کے ہم عصر علماء کی رائے کو بھی نقل کیا اور بطور حوالہ انٹرنیٹ سوشل میڈیا کا استعمال بھی کیا لہذا اس کتاب میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی اصلیت اور شرمناک کارناموں کے بیان کیلئے اسی طرز پر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ہم مسلک ہم عصر دیوبندی علماء کی آرا اور انٹرنیٹ، سوشل میڈیا پر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف موجود ثبوت پیش کئے گئے ہیں''۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۱۹۷)

جواب: حالانکہ یہ رضاخانی کا قیاس مع الفارق ہے۔اول تو خود علامہ صاحب کی طرف سے وضاحت یہ رضاخانی اپنی اس کتاب میں نقل کر چکا ہے کہ ہم عصر کی جرح اگر دلیل کی بنیاد پر ہو تو قابل قبول۔لہذا علامہ صاحب نے جتنی جروحات پیش کی ہیں وہ سب دلائل کی بنیاد پر تھیں۔

ثانیاً علامہ صاحب نے تو یہ الزامی طرز اختیار کیا تھا ''زلزلہ'' اور ''اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ'' جیسی کتابوں کے جواب میں اسی طرح خود رضاخانی نے اس مسئلہ پر کتاب لکھی کہ اگر غیر مقلدین رضاخانیوں کی تائید میں علمائے دیوبند پر فتوے لگالیں تو یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت ہوگی تو جب یہ رضاخانی خود ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا رہے ہوں تو اکابر دیوبند کی کتنی بڑی کرامت ہوگی۔

نیز خود اس رضاخانی کے رسالے میں ہے:

''ایک بہت ہی اہم مسئلہ میں اس قدر شدید اختلاف ہوتو وہ مذہب شیطانی مذہب تو ہوسکتا ہے رحمانی نہیں''۔

(کلمہ حق،شمارہ ۱۲،ص ۸۴ بابت مارچ اپریل ۲۰۱۲)

تو ناموس رسالت ﷺ جیسے اہم ترین مسئلہ میں جب رضاخانیوں کی اپنی بنائی ہوئی تنظیم اور امیر المجاہدین، کنزالعلماء کے درمیان اس قدر شدید اختلاف ہو تو معلوم ہوا کہ ان کی یہ دعوت رحمانی نہیں شیطانی ہے۔

ثالثا علامہ صاحب نے جو کچھ پیش کیا وہ ان کے مستند علماء کے اقوال تھے جو مستند طرق سے ان سے ثابت تھے جس کا انکار رضاخانی بھی نہ کرسکا اور رضاخانی نے جو کچھ پیش کیا اول تو مستند علماء سے نہیں اگر مستند علماء سے ہے تو اس کا ثبوت شرعی نہیں یعنی اس پر رضاخانی شرعی شہادت کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ ماقبل میں خود رضاخانی کتب سے اس پر بحث کی جاچکی ہے۔

رابعا کیا علامہ ساجد صاحب نے جو درست ریکارڈ پیش کیا جس کی تردید تو قیامت کی صبح تک نہیں کرسکتا اس کو تو نے تسلیم کرلیا؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو تیرا یہ ریکارڈ اگر ہم تسلیم نہ کریں اور اس سب کے باوجود دونوں طرف کے علمائے کرام کو قابل احترام سمجھیں تو تجھے زبان باہر نہیں نکالنی چاہئے۔

آخری سترہواں اعتراض،

حضرت کی سابقہ زوجہ کی طرف منسوب خط:

رضاخانی نے اپنی پٹاری سے آخری گھسا پٹا وہی اعتراض نکالا جو کچھ عرصہ پہلے بعض بدبخت حضرات نے سوشل میڈیا پر اٹھایا اور آج وہ ایسے خاموش ہیں جیسے رضاخانی مولف خان صاحب بریلوی کے فتووں سے ہیجڑا، یہودی، عیسائی، مجوسی ثابت ہونے پر جواب سے خاموش ہے۔

اس الزام کے ثبوت میں یہ کوئی شرعی ثبوت تو نہ پیش کرسکا البتہ اپنے جیسے فاسق اور چندٹٹ پونجئے فیس بکی صحافیوں کے لمبے چوڑے مضامین نقل کرکے کئی صفحات اپنے دل کی طرح کالے کئے۔

اس سلسلہ میں ہمارا اصولی موقف خود اس نے علامہ ساجد صاحب کے حوالے سے یوں نقل کیا:

''اس قسم کے الزام چار مرد، عورت بھی نہیں، چار مرد ایک مخصوص طریقے کے مطابق گواہی دیں گے تو وہ گواہی قابل قبول ہوگی اگر اس طریقے پر نہیں ہے تو کوئی آدمی کتنا ہی سچا کیوں نہ ہو الٹا اس پر تہمت

کے اسی کوڑے لگیں گے اور وہ ساقط العدالت ہو جائے گا‘‘۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۱۹۸،۱۹۹)

معروف حدیث ہے اور آیت لعان کے شانِ نزول میں مل جائے گی کہ حضرت ہلال بن امیہؓ نے اپنی زوجہ کو غیر مرد کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوئے تو سارا قصہ بیان کیا یہ صحابی رسول ﷺ تھے جن کی عدالت، سچائی، ثقہ ہونے میں کسی کو کوئی شک وشبہ نہیں آج کا کوئی ٹٹ پونجا صحافی یا داڑھی منڈا نصرانی مصنف معاذ اللہ نہ تھے مگر حضور ﷺ نے فرمایا: البینۃ او الحد‘‘ یا تو شرعی شہادت پیش کر یا پھر حد قذف کیلئے تیار ہو جاؤ۔

اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ بدبخت رضاخانی ان صحافیوں پر شرعی حد قذف جاری کروانے کا مطالبہ کرتا اس بدبخت نے انہی جعلی الزامات کو کتاب کی زینت بنا کر اپنی آخرت مزید سیاہ کی۔

علمائے دیوبند نے اس بہتان کو ردّ کیا:

ما قبل میں حضرت مفتی نعیم صاحبؒ کا بیان گزر چکا کہ انہوں نے اس بہتان کو زبردست طریقے سے رد کیا۔ اسی طرح حضرت مفتی ندیم محمودی صاحب کا بیان بھی اس باب میں انٹرنیٹ پر موجود ہے کہ انہوں نے اسی وقت اس بہتان کو رد کیا۔ اکابر دیوبند میں سے کسی نے بھی آج تک ان الزامات کی تائید نہیں کی۔

اسی طرح نواسہ زین العابدین کی طرف جو خط منسوب ہے اس میں بھی یہ وضاحت موجود ہے کہ اکابرین دیوبند اب بھی متکلم اسلام کی سرپرستی فرما رہے ہیں:

’’میں تمام اکابرین سے درخواست کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں سب اپنی اپنی الیاس گھمن کی سرپرستی کی وضاحت فرمائیں سارے حالات سے باخبر ہونے کے باوجود بھی الیاس گھمن کی سرپرستی فرمائیں گے؟

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۱۱۸)

حضرت مولانا عبد الحفیظ مکی صاحبؒ کی طرف منسوب بکواس اگرچہ ہمیں قابل قبول نہیں مگر اس سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اس عورت کے ان الزامات کو انہوں نے بالکل بھی لائق توجہ نہیں سمجھا۔ اسی

طرح دارالعلوم حقانیہ کے متعلق کہا گیا کہ مفتی مختار اللہ صاحب نے کہا کہ آکر اس کو لے جائیں یہ کیا تماشا ہے؟۔(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں ص ۱۲۸)

پس یہ ساری باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ ان الزامات کو علمائے دیوبند کی طرف سے کسی قسم کی کوئی پذیرائی نہ ملی اور آج یہ جھوٹا پروپگینڈا الحمدللہ اپنی موت آپ مر چکا ہے۔

ہمارے مرکز دارالعلوم دیوبند نے بھی اس الزام کو بھرپور طریقے سے رد کیا چنانچہ یہ فتوی پہلے بھی پیش کیا جاچکا ہے دوبارہ ملاحظہ ہو:

1: مولانا محمد الیاس گھمن اکابر دیوبند کی نگاہ میں کیسے ہیں؟

2: مولانا کے خلاف بے بنیاد الزامات شائع کرنا کیسا ہے؟

3: اس موقع پر عام مسلمانوں اور علماء کو کیا کرنا چاہیے؟

مستفتی: اسید الرحمن

صدر الہند تحفیظ القرآن چیریٹیبل فاؤنڈیشن۔الہ آباد۔یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب و باللہ التوفیق

[۱]: ہمیں خبر متواتر کے ذریعہ یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب گھمن مسلک اہل السنت والجماعت کے صحیح ترجمان ہیں اور احناف دیوبند کے دفاع کے محاذ پر عالمی پیمانے پر فرقہ ضالہ کی تردید میں بہت نمایاں خدمت انجام دے رہے ہیں اور ما شاء اللہ انہیں ساکت اور لاجواب کر دیا ہے۔ان کی کوشش لائق تحسین ہے وہ اپنے اکابر دیوبند کے ساتھ وابستہ ہیں یعنی حکیم محمد اختر صاحب خلیفہ مجاز حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکی خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب سے انہیں سلاسل اربعہ میں خلافت حاصل ہے وہ قابل اعتماد عالم اور صاحب نسبت بزرگ ہیں۔

[۲]: فرقہ ضالہ کی ہمیشہ سے یہ عادت چلی آرہی ہے کہ جب وہ اہل حق کے سامنے عاجز اور لاجواب ہو جاتا ہے تو گندی حرکتوں پر اور الزام تراشی پر اتر آتا ہے،گویا اپنے عمل سے اپنی شکست کا اور اپنے ناحق ہونے کا اظہار کرتا ہے۔کسی مومن کی آبروریزی کرنا بہت بڑا گناہ ہے یہاں تک کہ حدیث شریف میں اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر بتایا گیا ہے۔

[۳]: اہل حق علماء کو ڈٹ کر دفاع کرنا چاہیے اور دلائل اور شواہد کے ذریعہ ان کی براءۃ کرنی چاہیے۔ فقط

واللہ اعلم

الجواب صحیح

محمد مصعب عفی عنہ الجواب صحیح

زین الاسلام قاسمی الجواب صحیح

وقار علی غفرلہ حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ

مفتی دار العلوم دیوبند

10 محرم الحرام 1438ھ

مفتی احمد یار گجراتی عورتوں کے مکر کے متعلق کہتے ہیں:

"یعنی ساری عورتوں کا مکر مردوں کے مکر سے بڑا ہے کہ ان کی تہمت لگائی ہوئی جلد مان لی جاتی ہے (جیسا کہ یہ رضاخانی مان رہا ہے) یا یہ کہ عورت کا فریب شیطان کے فریب سے بڑا ہے کہ شیطان چھپ کر فریب دیتا ہے اور یہ سامنے آ کر اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت مطلقا فریبی اور مکار ہے اگر بعض اللہ کی بندیاں مقبول بارگاہ ہوئیں تو وہ مردوں کے فیض سے (اس بدبخت کی اس عبارت کی رو سے معاذ اللہ امہات المومنین بھی مکار و فریبی ٹھرتی ہیں فطرۃ استغفر اللہ) جیسے پانی فطرۃ ٹھنڈا ہے مگر آگ کے فیض سے گرم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کلام اگر چہ عزیز مصر کا ہے مگر رب نے بغیر تردید اسے نقل فرمایا گویا اس کی تائید کی، شیطان کا مکر کمزور ہے عورت کے مکر کے بارے میں فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ عورت شیطان کا جال ہے جس کے ذریعہ وہ مردوں کو پھانستا ہے دوسرے یہ کہ عورتوں کا فساد تمام فسادوں سے زیادہ ہے سب سے پہلا قتل ہابیل کا عورت کی وجہ سے ہوا تیسرے یہ کہ بمقابلہ ابلیس کے عورت کا فریب سخت تر ہے کیونکہ رب نے شیطان کے بارے میں فرمایا ان کید الشیطن کان ضعیفا (النسا،۷۶) شیطان کا مکر کمزور ہے عورت کے مکر کے بارے میں فرمایا ان کیدکن عظیم تمہارا مکر بڑا ہے"۔

(نور العرفان،ص ۳۸۳)

گواہ طلب کرنے پر رضاخانی کا تلملانا:

علامہ ساجد صاحب نے ایک اصولی بات کہی تھی کہ اس الزام و بہتان پر شرعی گواہ پیش کرو ورنہ یہ حد قذف میں شمار ہوگا اس پر رضاخانی نے اپنی فطری خباثت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا:

''یہاں ساجد خان دیوبندی نے شاطرانہ چال چلتے ہوئے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع میں شریعت کو ڈھال بنانے کی کوشش کی (یعنی اس کے نزدیک شریعت کو پیش کرنا معاذ اللہ شاطرانہ چال چلنا ہے یہ ہے ان کی خباثت از ناقل) کیونکہ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اپنے خط میں سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی نے اپنی بیٹی کے ساتھ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی جو شرمناک حرکت بیان کی ہے اس میں چار مردوں کی موجودگی کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ الیاس گھمن کی طرف سے یہ فعل رات کے وقت تنہائی میں اس وقت انجام دیا جاتا ہے جب کوئی مرد موجود نہ ہوتا''۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۱۹۹)

اس کے بعد لکھا کہ احسن العلوم اور مفتی زرولی صاحب نے اور جامعہ امدادیہ نے اور مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے اور مولانا فضیل احمد ناصری صاحب نے اس کی تصدیق کی۔

جواب: پہلی بات تو یہ کہ جو فتاوی ہیں وہ جعلی ہیں اسی طرح جعلی جس طرح دیوان محمدی پر بقول حنیف قریشی کے احمد سعید کاظمی کی تقریظ جعلی، پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں والے کے بقول جامعہ نظامیہ کا فتوی جعلی اور بقول تمہارے ابلیس کے رقص کی تائید میں اختر رضا خان کی تائید جعلی۔

جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مفتی زرولی خان صاحب اس واقعہ کے بعد بھی متکلم اسلام صاحب کو وقت کا ابن تیمیہ اور ابن قیم کہتے ہیں ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، اس واقعہ کے بعد بھی متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب پابندی کے ساتھ کئی دفعہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد گئے وہاں بیانات کئے اور جامعہ امدادیہ کے مولانا طیب صاحب ان کے ہاں آئے اور بیانات کئے۔

۲۰ مارچ بروز منگل ۲۰۱۸ جامعہ اسلامیہ فیصل آباد گئے جس کی ویڈیو تین روزہ دورہ فیصل آباد کے عنوان سے نیٹ پر اپلوڈ ہے۔ اسی طرح ۱۶ نومبر ۲۰۱۷ کو بھی فیصل آباد گئے جس کی ویڈیو بھی نیٹ پر اپلوڈ ہے جس میں مولانا ساجد صاحب بھی موجود ہیں اور مولانا طیب صاحب واپسی میں گاڑی تک

چھوڑنے آئے۔ یاد رہے کہ یہ ملاقات سعید اسد کے آنے کے اگلے دن کی ملاقات ہے اور اس میں اپنے اساتذہ کو سعید اسد سے ہونے والی گفتگو کے متعلق اعتماد میں لیا گیا۔

مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ کی طرف جو خط منسوب کیا وہ سب جعلی ہے ما قبل میں تفصیل گزر چکی ہے مولانا فضیل احمد ناصری صاحب کی طرف بھی وہ قول جعلی منسوب ہے وہ آج بھی زندہ ہیں کوئی بھی ان سے اس امر کی تصدیق کرسکتا ہے بالفرض ایسا ہو بھی تو وہ سب باتوں سے رجوع کر چکے ہیں۔اس کے بعد بھی ان کے اقوال کو پیش کرنا یقیناً کسی پرلے درجے کے بے غیرت کا ہی کام ہوسکتا ہے۔

اور اگر مان بھی لیں تو انہوں نے فتاوی میں اس الزام کو درست تسلیم نہیں کیا بلکہ ایک مسئلہ کی وضاحت کی جیسے میں میثم کا نام لکھ کر کسی دارالافتا کو بھیج دوں کہ انہوں نے اپنی ساس سے بدفعلی کی اب ان کی بیوی اور میثم کا کیا حکم ہے؟ وہ فتوی جدائی کا دے دیں تو کیا انہوں نے میثم کے اس کردار کی تصدیق کر دی یا حکم شرعی بیان کیا؟

اب رہی یہ بات کہ رضا خانی چار شرعی گواہ پیش کرنے سے معذور ہے اور اس کی وجہ موصوف یہ بتلاتے ہیں کہ رات کا اندھیرا تھا بھلا اس وقت گواہ کہاں سے لائیں؟

تو اس موقع پر آپ کے اعلی حضرت کا فتوی کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی اعلیٰ حضرتی فتوے کی زد میں:

کتابُ الحُدُود وَالتعزیر (حدود اور تعزیر کا بیان)

مسئلہ ۲۵۲: ۱۸ محرم ۱۳۰۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کا یہ بیان ہے کہ زید نے مجھ سے زنا بالجبر کیا، گواہ معاینہ کا کوئی نہیں، اور یہ بیان اس عورت کا ہے کہ جس مکان میں واقعہ مذکور گزرا ہے اس میں سوائے میرے اور زید کے اور کوئی موجود نہ تھا، زید کا انکار ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا البتہ تہدید کے لئے عورت مذکور کو سخت اور سست کہا تھا، اور وہ تہدید یہ تھی یعنی صبح کو جس وقت زید پانی بھرنے کو اپنے ٹھکانوں میں جانے لگا تو زید نے اس عورت کو خواب سے بیدار کیا کہ ہوشیار ہوجا ایسا نہ ہو کہ کوئی آوارہ آدمی کوئی چیز اٹھالے جائے، جب زید پانی بھر کر لوٹ آیا تو عورت مذکور کو سوتا پایا تو اس نے ایک لات چارپائی اس عورت میں ماری کہ ابھی تک غافل سورہی ہے کوئی مال اٹھالے جاتا تو کیا ہوتا، اور زید نے

سخت اور سست بھی کہا، اس پر اس نے شور مچایا اور زید کو متہم بالزنا بالجبر کیا، آیا اس بارے میں بلحاظِ واقعاتِ صدر قولِ عورت قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ اور دو شخص جن میں ایک مسلمان اور دوسرا ہندو یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے یہ سنا کہ مکان میں سے آواز آتی ہے کہ یہ شخص میری آبرو اتارے لیتا ہے، بینوا توجروا۔

الجواب: اس عورت کا قول ہرگز قابل اعتبار نہیں، بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اسے جھوٹ و بہتان سمجھے اور مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے، جو لوگ اس بارے میں زنِ مذکورہ کو سچا جانیں گے وہ بھی سخت گناہگار اور اس مرد کے حق میں گرفتار ہوں گے، شریعت کا حکم یہ ہے یا تو وہ چار گواہ مسلمان ثقہ پرہیزگار قابل شہادت زنا سے ثابت کرادے کہ وہ اس وقت خاص میں اس مکان معین میں اس مرد کا اس عورت کے ساتھ زنا کرنا اور اپنا بچشمِ خود اس کے بدن کو اس کے بدن میں سرمہ دانی میں سلائی کی طرح دیکھنا بیان کریں جب تو عورت اس الزام سے بری ہوگی اور مرد پر زنا کی حد آئے گی، ورنہ عورت کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے، اور جو لوگ اس کا بیان سچا مان کر مرد پر یہ تہمت کریں گے وہ بھی اسی اسی کوڑے کھائیں گے۔ یہ سب حکم خود قرآن مجید میں مذکور۔ اس ملک میں کہ حد شرع جاری نہیں اتنا فرض ہے کہ مسلمان اس عورت کو جھوٹا کذّاب اور ناحق افتراء باندھنے والی سمجھیں، پس مسلمان اس سے توبہ کرائیں اور وہ مجمع میں اپنے آپ کو جھٹلائے، اگر نہ مانے تو اسے چھوڑ دیں کہ وہ سخت گناہ کی مرتکب ہوئی، اور ان دو گواہوں کی گواہی عورت کو کچھ بھی مفید نہیں کہ اول فقط ایک گواہ ہے، کافر کی گواہی کچھ مقبول نہیں دوسرے وہ اپنی آنکھوں کا دیکھا کچھ نہیں کہتے، تیسرے سننے میں بھی فقط اس عورت کی آواز بیان کرتے ہیں، یہ خود مدعیہ ہے، مدعی کا قول مسموع نہیں، چوتھے آبرو اتارنا کچھ خاص زنا کرنے ہی کو نہیں کہتے مارنے پیٹنے یا مار پیٹ کا قصد کرنے پر بھی ایسا کلمہ کہا جاتا ہے، غرض گواہی محض مہمل ہے اور عورت کا قول سراسر باطل، اور مرد الزام سے بالکل بری، اور عورت پر جھوٹی تہمت کا الزام قائم اور اس پر اس سخت گناہ سے توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۵۳: ۶ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی بے دیکھے کسی مسلمان پر تہمت لگائے کہ اس نے اپنی بیٹی کے ساتھ زنا کیا اور اس شخص پر نہ کوئی ثبوت ہے نہ گواہی تو ایسی تہمت لگا کر بدنام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

الجواب: سخت حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے، ایسی تہمت رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے بڑے عذاب کا مستحق ہوتا ہے، اللہ عزّوجل نے حکم فرمایا کہ ایسے شخصوں کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی نہ سنو اور وہ فاسق ہیں، یہاں کوڑے تو نہیں لگا سکتے لہٰذا اسی قدر کریں کہ جب تک وہ تہمت رکھنے والا مجمع میں توبہ نہ کرے اور صاف صاف اس اپنی ناپاک گفتگو سے باز نہ آئے اس وقت تک مسلمان اس سے ملنا جلنا، اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا، اس کی شادی بیاہت میں شریک ہونا، اپنی شادی بیاہت میں اسے شریک کرنا یک قلم چھوڑیں کہ وہ اس تہمت کے اٹھانے سے ظالم ہے، اور ظالم کے پاس بیٹھنے کو قرآن مجید میں منع فرمایا، اور ایسی تہمت کا ثبوت کسی گواہی سے ہرگز نہیں ہوسکتا جب تک چار مرد نمازی پرہیزگار ثقہ متقی جو نہ کوئی گناہ کبیرہ کرتے ہوں نہ کسی گناہ صغیرہ پر اصرار رکھتے ہوں نہ کوئی بات خلافِ مروّت چھچھورے پن (جیسے سر بازار کھانا کھانا یا شارع عام پر سب کے سامنے پیشاب کرنا) کی کرتے ہوں ایسے اعلیٰ درجہ کے متقی مہذب بالاتفاق ایک وقت ایک مکان میں اپنی آنکھ سے دیکھنا بیان کریں کہ ہم نے اس کا بدن اس کے بدن کے اندر خاص اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی، اگر ان امور سے ایک بات بھی کم ہوگی مثلاً گواہ چار سے کم ہوں یا چوتھا شخص اس اعلیٰ درجہ کا نہ ہو یا ہوں تو سب اعلیٰ درجہ کے اور چار پانچ نہیں بلکہ دس بیس مگر ان میں مرد تین ہی ہوں باقی عورتیں یا کچھ گواہ آج کا واقعہ بیان کریں کچھ کل کا، یا کچھ کہیں ہم نے اس مکان میں دیکھا کچھ کہیں دوسرے میں، یا یہ سب باتیں جمع ہوں اور تین گواہ صاف صاف یہ بھی گواہی دے چکے ہوں کہ ہم نے اس کا ذکر اس کی فرج داخل میں اسی طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی، مگر چوتھا اتنا کہے میں نے اس کا برہنہ ذکر اس کی برہنہ فرج کے منہ پر رکھا دیکھا مثلاً نصف حشفہ تک اندر کیا ہوا دیکھا، تو ان سب صورتوں میں یہ گواہیاں مردود اور وہ تہمت باطل اگرچہ اس قسم کی سو دو سو گواہیاں گزریں اصلاً ثبوت نہ ہوگا بلکہ تہمت کرنیوالے زنا کی گواہی دینے والے خود ہی سزا پائیں گے یہ سب احکام قرآن مجید و حدیث شریف و کتب فقہ میں صاف مذکور۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۳ ص ۶۱۳ تا ۶۱۵)

اب اعلیٰ حضرت کے ان فتاوی کی رو سے تو اس قادری کو کوڑے لگنے چاہئے تھے مگر یہ ایسا شیطان آدمی ہے کہ جس جھوٹ کو خان صاحب بھی رد کر رہے ہیں یہ اسے پیش کر رہا ہے۔

الیاس عطاری کی رضاخانی کو تنبیہ:

الیاس عطاری اسی قسم کے رضاخانیوں اور نام نہاد صحافیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

''زنا کا شرعی ثبوت

یہ بات خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ کسی کو زانی اور زانیہ ثابت کرنا نہایت دشوار امر ہے۔ اس کے شرعی ثبوت کی صورت یہ ہے کہ یا تو وہ خود اقرار کرے یا پھر چار ایسے عادل گواہ چاہئیں جنہوں نے آنکھوں سے زنا ہوتے دیکھا ہو۔ مگر اتنی بات پر بھی ان پر ''حد'' جاری نہیں ہو سکتی جب تک قاضی مختلف سوالات کر کے ہر طرح سے اطمینان نہ کر لے۔ الغرض زنا کے شرعی ثبوت میں کافی باریکیاں ہیں جو بغیر شرعی ثبوت کے کسی پاکدامن مسلمان کو زانی یا زانیہ کہے یا لکھے سخت گناہگار اور عذاب کا حقدار ہے''۔

(اخبار کے بارے میں سوال جواب، ص ۳۰)

اس بے شرم آدمی نے بجائے اس قسم کا شرعی ثبوت دینے کے صفحہ ۱۱۵ تا ۱۸۵ کتاب کے ۷۰ صفحات اسی بہتان وتہمت پر اپنے ہی جیسے بے حیا و بے شرم صحافیوں کے کالم انٹرنیٹ سے اٹھا کر کتاب کا حصہ بنا کر کتاب کے صفحات کے صفحات کالے کرتا چلا گیا۔ یہ صحافی تو بقول الیاس عطاری ویسے ہی علما و مشائخ کے دشمن ہیں چنانچہ وہ کہتا ہے:

صحافیوں کی علماء ومشائخ سے دشمنی:

الیاس عطاری کہتا ہے:

''علماء ومشائخ کی کردارکشی

پیارے پیارے صحافی اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل ہمیں علمائے اہلسنت کے قدموں میں رکھے اور بروز حشر انہیں کے زمرے میں اٹھائے۔ امین۔ فی زمانہ تو ایسا لگتا ہے کہ بعض اخبار والوں کو علما و مشائخ اور مذہبی شکل وشباہت سے جیسے چڑ ہو (جیسے اس رضاخانی مصنف کی اپنی شکل وصورت یہودیوں والی ہے اس لئے ایسے متکلم اسلام جیسے مشائخ سے چڑ ہے۔ ناقل) جہاں کسی مذہبی فرد یا مسجد کے امام یا موذن وغیرہ کی کسی خطا کی بھنک کان میں پڑی اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس مذہبی فرد کی تذلیل اور کردارکشی کا کئی دن تک کیلئے باقاعدہ ایک سلسلہ چلا دیا''۔

(اخبار کے بارے میں سوال جواب،ص ۳۵)

یہی کام اس رضاخانی اور اس کے پیش کردہ چنڈو خان صحافیوں نے کیا بنا شرعی ثبوت علماء ومشایخ کو بدنام اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کیلئے صفحات کے صفحات سیاہ کر دیئے۔

صحافیوں کو کسی کے ذاتی معاملات کی جستجو میں نہیں لگنا چاہیئے:

اس رضاخانی نے چنڈو خان صحافیوں کے حوالے سے جو کچھ لکھا اگر بالفرض اسے مان بھی لیا تو زیادہ سے زیادہ وہ حضرت متکلم اسلام صاحب زید مجدہ اور ان کی سابقہ بیوی کا خانگی و ذاتی معاملہ ہے ایسے معاملات کے متعلق الیاس عطاری صحافیوں کو کیا نصیحت کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

"سنسنی خیز خبریں پھیلانا

اس بات پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے کہ آج کل بعض صحافیوں کا کام ہی صرف افواہیں اڑانا اور سنسنی خیز خبریں پھیلانا رہ گیا ہے ان کی تمام تر کوشش یہی ہوتی ہے کہ کسی طرح گھروں میں گھس کر لوگوں کے سنسنی پھیلانے والے ذاتی حالات معلوم کریں ہو سکے تو بطور ثبوت فوٹو بھی بنالیں اور ان کی عام تشہیر کر کے انہیں بے آبرو کریں مسلمانوں کو ایک دوسرے سے متنفر کریں اور لڑائیں اب ان کا سب سے بڑا کارنامہ جاسوسی رہ گیا ہے۔۔قوم کو ہر سطح کے لوگوں کے بغیر کسی حدود و قیود کے معائب (یعنی عیبوں) سے باخبر کرنے کی آخر حاجت ہی کیا ہے؟ کسی ایک آدھ قومی وعوامی مسائل سے متعلق بطور خاص کوئی ایک آدھ تحقیق شدہ بات بیان کرنے کی تو اجازت ہو سکتی ہے لیکن ہمارے ہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ کچھ ڈھکا چھپا نہیں۔ یاد رکھئے کہ کسی کے ذاتی معاملات کی ٹوہ میں پڑنے کی اور ان کی چھان کرید کرنے کی شریعت نے ممانعت فرمائی ہے"۔

(اخبار کے متعلق سوال جواب،ص ۲۴،۲۵)

مگر اس رضاخانی نے شریعت کے اس حکم کی کس طرح واضح مخالفت کی اس پر گھٹیا الزام تراشی سے مملو اس کی کتاب شاہد ہے مگر اسے حلال وحرام اور شریعت کا پہلے کب پاس تھا جواب کرے گا۔ اسے تو چند دنوں کی شہرت اور کتاب کے عوض چند ٹکے وصول کرنا مطلوب ہے آخرت تو پہلے ہی یہ دنیا کے بدلے بیچ چکا ہے۔

اس موقع پر رضاخانی کو کیا کرنا چاہیئے تھا؟

رضاخانی نے یہاں یہ الزام لگاتے ہوئے بھی متکلم اسلام کو ''مولوی'' کے لقب سے یاد کیا جو شروع کتاب میں گزر چکا کہ رضاخانیت کے ہاں ابدالیت، غوثیت، اور ولایت کا اعلی مقام ہے۔

یہاں یہ منافقت مت کرنا کہ وہاں مراد بریلوی مولوی ہیں نہ کہ دیوبندی کیونکہ فیض احمد اویسی کی عبارت میں ایسی کوئی تقسیم نہیں علامہ صاحب نے جب وضاحت کی کہ ہم عصر کی جرح اس وقت قابل قبول جب دلیل کی بنیاد پر ہو تو تم نے اس وضاحت کو منافقت پر محمول کیا تو یہاں بھی اس قسم کی وضاحت منافقت پر محمول ہوگی۔

اسی طرح رضاخانی امام المناظرین متکلم اسلام کو علمائے دیوبند کا ترجمان مان کر ان سے مناظرے کیلئے آیا اگر معاذ اللہ متکلم اسلام بدکردار ہوتے تو کیا بدکردار کو ایک مسلک کا ترجمان مان کر اس سے مناظرہ کرنا جائز ہے؟ اعلی حضرت کے فتاوی کی روشنی میں جواب دیں۔

اب آیئے کہ حضرت متکلم اسلام صاحب تو ایک ولی اللہ ہیں ایک عام عالم سے بھی اگر بالفرض کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اعلی حضرت کی نصیحت کیا ہے ملاحظہ ہو:

> ''اہلسنت سے بتقدیر الٰہی جو ایسی لغزش فاحش واقع ہو اس کا اخفا واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بد اعتقاد ہوں گے اور جو نفع ان کی تقریر و تحریر سے اسلام و سنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا۔ اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے''۔

(فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص ۵۹۴)

اگر ''لغزش فاحش'' بھی واقع ہو جاتی تب بھی اخفا لازم تھا یہاں تو صرف تہمت ہی تہمت ہے۔ مگر رضاخانی کہہ سکتا ہے کہ اعلی حضرت کے فتوے کی رو سے دنیا کا سب سے بڑا لعنتی میں ہوں میں نے آج تک اپنے متعلق اعلی حضرت کے فتوے پر عمل نہیں کیا تو کسی اور کے متعلق کیا کروں گا؟

علّامہ ساجد صاحب سے سوقیانہ سوال اور رضاخانی زبان میں منہ توڑ جواب

رضاخانی مولف اپنے اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی والے ''کمینہ پن'' اور ''گھٹیا پن'' پر اترتے ہوئے لکھتا ہے:

’’ساجد خان دیوبندی سے ایک سوال

اگر کوئی شخص آپ سے یہ سوال کرے کہ بالفرض مولوی الیاس گھمن دیوبندی جیسا شخص موقع پا کر آپ کی ہمشیرہ یا آپ کی بیوی کے کمرہ میں جا کر اس کے ساتھ زنا کا مرتکب ہو جائے اور آپ کی بیوی یا ہمشیرہ اپنے ساتھ ہونے والی اس زیادتی کے ثبوت کیلئے چار مرد گواہ پیش نہ کر سکے (اور نہ ہی بروقت ان کا ڈی این اے ٹیسٹ ہو سکے جس سے کم از کم ملکی قانون کے مطابق ہی جرم ثابت ہو جاتا) تو کیا آپ اپنی ہمشیرہ یا بیوی کے ساتھ زنا کے مرتکب شخص کو چار مرد گواہ (یا ڈی این اے ٹیسٹ) نہ ہونے کی بنا پر ’’بے گناہ‘‘، ’’پاک باز‘‘ اور ’’دودھ کا دھلا‘‘ قرار دیں گے یا بدکردار سمجھیں گے؟‘‘۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۱۹۹)

اس کے تحقیقی جواب کیلئے تو مشکوۃ شریف میں باب اللعان پڑھیں جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ اگر ہم کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھیں تو زندہ نہ چھوڑیں اس پر حضور ﷺ خوش تو ہوئے مگر جواب دیا کہ اللہ کا رسول ﷺ اور اللہ تم سے زیادہ غیرتی ہے اس لئے اس کی اجازت نہیں بلکہ گواہوں کو پیش کیا جائے گا۔ ہلال بن امیہؓ کے واقعہ میں موجود ہے کہ جب حضور ﷺ نے گواہوں کا مطالبہ کیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ کیا اس موقع پر مرد چار گواہوں کیلئے بھاگے گا؟ تو حضور ﷺ نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ گواہوں کا ہی مطالبہ کیا اس لئے ایسا منظر دیکھنے پر کوئی کسی کو کیا سمجھے اس سے ہمیں سروکار نہیں لیکن برسر منبر، کتاب میں اسے اسی صورت میں نقل کیا جا سکتا ہے جب چار شرعی گواہ گواہی دے دیں بصورت دیگر اس رضاخانی کی طرح وہ سب حد قذف کے مجرم ہیں۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

’’جب کسی شخص سے بطریق تواتر یا مشاہدہ (یعنی آنکھوں دیکھا) گناہ ثابت بھی ہو جائے تب بھی اسکا اظہار بند کر دے کیونکہ لوگوں میں بطور غیبت کسی کے گناہ کا تذکرہ حرام ہے اس لئے کہ غیبت سچی بھی حرام ہے‘‘۔

(اخبار کے بارے میں سوال جواب، ص ۴۰)

تو جناب خان صاحب کی تعلیمات تو رضاخانیوں کو یہ ہیں کہ ’’بالفرض‘‘ ’’میثم قادری‘‘ کی ہمشیرہ یا زوجہ سے کوئی زنا کر لے اور زنا کے ثبوت ’’تواتر‘‘ سے ہو جائے یا ’’میثم کا کوئی بھائی‘‘ یا خود ’’میثم‘‘ اس کا اپنی

آنکھوں سے مشاہدہ کرلے تب بھی اس پر کتاب لکھنا تو دور اس کا تذکرہ بھی نہ کرے کہ یہ ''غیبت'' کے زمرے میں آتا ہے اگر چہ ''غیبت سچی'' ہو کیونکہ غیبت ہر حال میں حرام ہے لہٰذا ''میثم کی ہمشیرہ وزوجہ'' کے اس فعل زنا کا تذکرہ بھی خان صاحب کے ہاں ہر حال میں حرام ہے۔

نوٹ : موصوف کہتے ہیں کہ اس سوال پر دیوبندیوں کو ناراض نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ساجد خان صاحب نے بھی ایسا ہی سوال بالفرض کہہ کر اعلیٰ حضرت کے بارے میں کیا تھا جو میں یہاں نقل نہیں کرسکتا۔ملخصا۔

اولا تو ہمارے علم میں نہیں کہ علامہ صاحب نے کیا سوال کیا تھا؟ اس لئے وہ سوال نقل کیا جائے اس سے پہلے سارے بیانات وقت سمیت نقل کئے تو اسے نقل کرنے میں کیا آسمان گر رہا تھا؟

ثانیا نقل کیوں نہیں کرسکتے ؟ اس لئے کہ اس کا شرعی ثبوت نہیں؟ یا وہ جھوٹ ہے؟ تو کس بنیاد پر جھوٹ ہے؟ اس کے جھوٹ کی دلیل دی جائے (کیونکہ موصوف کے نزدیک ثبوت ملزَم اور مدعی علیہ پر ہوتا ہے) اور کس شرعی ثبوت کے ساتھ خان صاحب کے بارے میں وہ بات ثابت ہوگی۔اگر یہ سب جھوٹ ہے اور پایہ ثبوت تک نہیں پہنچا اس لئے تو نقل نہیں کر رہا تو متکلم اسلام صاحب کے خلاف ہر بکواسی کی بکواس کو بنا ثبوت شرعی کتاب میں شامل کرنا کیا پرلے درجے کی بے غیرتی نہیں؟

اب آتے ہیں تیرے سوال کے جواب کی طرف!!

علامہ ساجد صاحب اس سوال کا آپ کو کیا جواب دیتے ہیں یہ تو آپ انہی سے معلوم کریں ان کا نمبر آپ کے پاس یقینا موجود ہوگا ہم ان کے ترجمان نہیں ۔لیکن اس موقع پر آپ کا رویہ کیا ہوتا یا آپ کے مسلک کے لوگوں کا رویہ کیا ہوتا وہ ہم پیش کردیتے ہیں۔

ڈاکٹر جلالی کی ماں زانیہ اور وہ خود حرامی:

منور حسین جماعتی کی سربراہی میں سیدہ فاطمہ وصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانفرنس میں رضاخانی حجۃ الاسلام عرفان شاہ مشہدی کا بیان پورے سوشل میڈیا پر خود رضاخانیوں نے اپلوڈ کیا جس میں وہ صاف کہتا ہے کہ:

جلالی

(۱) یا تو منافق ہے۔

(۲) یا زنا کی پیداوار ہے۔

(۳) یا اس کے باپ نے اس کی ماں سے حالت حیض میں وطی کی اس سے یہ پیدا ہوا۔

عرفان شاہ مشہدی جلالی کو کہتا ہے کہ پہلا والا لقب قبول کرلے کیونکہ اس صورت میں تیری ماں کی پاک دامنی محفوظ ہوجائے گی مگر جلالی نے اس پر خاموشی سادھ لی اس کا مطلب ہے کہ جلالی یا تو زانیہ کا بیٹا ہے یا حیض کی پیداوار ہے۔

قصہ مختصر اس موقع پر جلالی نے کتاب نہیں لکھی کہ عرفان شاہ نے میری ماں پر کتے چڑھادئے بلکہ خاموشی اختیار کی تو آپ کو بھی اس موقع پر خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔

میثم قادری گانڈو ہے:

میثم اور اس کے ''ہم مخرج'' ارشد چشتی سے سوط الحق شمارہ ۲ نامی رسالہ کے ص ۷ پر سوال ہوا:

''چشتی نے جو بکواس کی ہے اس کے جواب آں غزل کے طور پر ہم بھی کہتے ہیں کہ خان صاحب بریلوی اپنے گھر کی عورتوں کو سیدوں کی لونڈیاں سمجھتا تھا۔(المیزان امام احمد رضا نمبر) اور خیر سے تیری کتاب ''سید پیر مظفر حسین شاہ'' نے شائع کی ہے۔اب بتا تو نے اپنی بہن بیٹی اور گھر کی عورتوں کو اپنے پیر کے حوالے کیا؟ تا کہ وہ موصوفات کو لونڈیاں سمجھ کر ان پر بالذات و بالعرض ہاتھ (سبب مراد مسبب) پھیر کر یا ڈال کر تبرک حاصل کریں؟اور میثم بھی جواب دے خان صاحب نے داڑھی منڈے کو ''مخنث'' کہا ہے اور ہمارے دیار میں ہیجڑے بدفعلیوں میں معروف ہیں تو جواب دے کہ آج تک چشتی سمیت کس کس کا ہاتھ تو نے بالذات و بالعرض لیا ہے؟

یاد رہے اگلے شمارے میں اس کی وضاحت ضروری ہے ورنہ رضا خانی مذہب میں تردید نہ کرنا یہ تائید کی علامت ہوتی ہے''۔

مگر میثم اور چشتی اب تک اس پر خاموش ہیں تو معلوم ہوا کہ اس قسم کے موقعوں پر رضا خانیوں کا طرز عمل خاموشی ہوا کرتا ہے نہ کہ کتب لکھنا اور یاد رہے کہ سکوت رضا خانیوں کے ہاں دلیل صداقت ہے لہذا جو کچھ سوط الحق میں کہا گیا اس پر دونوں رضا خانیوں کی خاموشی اس بات کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔

مفتی حنیف قریشی حرام کی پیداوار:

علامہ ساجد خان صاحب نے عرصہ دراز سے اپنی کتاب ''آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے'' کے آخر میں مفتی حنیف قریشی کے بارے میں ایک اشتہار ان الفاظ کے ساتھ شائع کیا:

مفتی حنیف قریشی صاحب کا شجرہ نسب

دستار کے ہر پیچ کی تصدیق لازم ہے　　　　ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

حضرت علامہ حنیف قریشی بانی شباب ملی پاکستان، مناظر اسلام جماعت اہل سنت پاکستان کا انمول اور نایاب شجرہ نسب علامہ اعوان یا قریشی؟۔ مکتب بریلی کے عظیم مناظر اور بانی شباب ملی پاکستان کسی تعارف کے محتاج نہیں کیونکہ جہاں بھی جاتے ہیں علامہ اپنی پہچان آپ ہیں۔ اس لئے مکتب بریلوی کے نوجوان ان کو اپنی آنکھ کا تارا سمجھتے ہیں اور لوگ ان کی شعلہ نوائی کی وجہ سے ان کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے جس چیز کی بنیاد میں خرابی پائی جاتی ہو تو عمارت بجائے فائدے کے نقصان کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح انسان کی رگوں میں پایا جانے والا خون صحیح ہو تو دوسروں کیلئے بھی فائدہ مند ثابت ہوتا ہے لیکن اگر خون میں گڑ بڑ ہو تو وہ لوگوں کیلئے اچھائی کے بجائے گمراہی کا سبب بنتا ہے اسی طرح مناظر اسلام کا بھی انمول و نایاب شجرہ نسب ہے۔

علامہ کا تعلق علاقہ بوئی چک تحصیل و ضلع ایبٹ آباد سے ہے۔ خاندانی طور پر اعوان ہیں لیکن خونی طور پر قریشی ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام سکینہ بی بی ہے جن کی شادی اسی گاؤں کی مشہور شخصیت خچروں والے خان زمان صاحب کے بڑے بھائی گوہر رحمان صاحب کے ساتھ ہوئی شادی کے کچھ ماہ بعد گوہر رحمان صاحب کراچی چلے گئے اور پھر پتہ چلا کہ وہ غائب ہو گئے گوہر رحمان کے غائب ہونے کے کچھ ماہ بعد سکینہ بی بی دوسرا خاوند جس کا نام خلیل الرحمن تھا کو پسند کر کے تعلقات استوار کر کے نکاح کرنا چاہا، اب سکینہ بی بی کا نکاح خلیل الرحمن سے کوئی نہیں پڑھا رہا تھا (کیونکہ نکاح پر نکاح شرعی طور پر ناجائز تھا) مقامی مسجد کے امام مولوی (یہاں اشتہار نہیں پڑھا جا رہا) صاحب سے رابطہ کیا گیا کہ آپ ہمارا

نکاح پڑھائیں لیکن عبداللہ صاحب نے مکمل انکار کر دیا پھر اسی علاقہ میں بانڈی پہاڑ نامی جگہ کے ایک بدمعاش مسمیٰ علی زمان نے نکاح پڑھایا جو کہ نہ مولوی تھا نہ حافظ تھا بلکہ ایک عام آدمی تھا۔نکاح پڑھانے کے عوض خلیل الرحمن صاحب کو عرصہ دراز تک اس بدمعاش شخص کی بڑی رکھ سے گھاس کاٹنا پڑا جبکہ اس نکاح پر نکاح کے نتیجے میں علامہ حنیف قریشی اعوان پیدا ہوئے۔علامہ کی پیدائش کے بعد سکینہ بی بی کا پہلا شوہر گوہر رحمان بھی واپس آ گیا۔گوہر رحمن کمزور ہونے کے باعث سکینہ بی بی کو خلیل الرحمن سے واپس نہ لے سکا کیونکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ یہاں بھی تھا۔اب پتہ چلا کہ علامہ صاحب کے دو باپ ہیں ایک گوہر رحمن دوسرا خلیل الرحمن۔جبکہ شرعی نقطہ نظر سے سکینہ بی بی کا خلیل الرحمن کے ساتھ نکاح ہی نہیں ہوا۔اب بریلوی عوام سے گزارش ہے کہ وہ اپنے اس مناظر اسلام سے پوچھیں آپ مفتی بھی ہیں آپ نے دو مرتبہ بخاری شریف بھی پڑھی ہے کیا سکینہ بی بی کا خلیل الرحمن سے نکاح ہوا یا نہیں؟

مکتب بریلوی کے مفتی صاحبان سے گزارش ہے کہ اس صورت حال میں مناظر اسلام جماعت اہل سنت کی پوزیشن واضح فرمائیں یہ خاندانی اعوان ہیں اور اب قریشی کیسے اور کیوں؟ وضاحت فرمائیں۔

نوٹ: یہ معلومات بمقام بوئی شائع ہوئی ہیں۔علامہ صاحب اپنے حلالی ہونے کا ثبوت دیں گے؟؟؟؟

برائے رابطہ: مسجد سرلہ علاقہ بوئی چک تحصیل وضلع ایبٹ آباد (خیبر پختونخواہ)

حنیف قریشی کی طرف سے آج تک اس اشتہار کے خلاف ایک لفظ شائع نہیں کیا گیا اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو اشتہار سچا ہے کہ رضاخانیوں کے ہاں خاموشی دلیل تائید است۔ثانیا جو سوال اس رضاخانی نے کیا اس کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ ایسے موقع پر رضاخانی خاموشی اختیار کرتے ہیں نہ کہ کتب لکھتے ہیں!!

رضاخانی شیخ الحدیث کی ماں ساری زندگی کتّوں تلے پڑی رہی:

احمد رضا خان نے ایک کتاب لکھی ہے "ازالۃ العار" جسے حال ہی میں بہار شریعت فاونڈیشن کراچی نے شائع کیا ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ چونکہ غیر مقلد (اہلحدیث فرقہ) گستاخ وہابی ہے اس لئے کافر ہے اور جوان کافروں کو اپنی بیٹی دے وہ ایسا ہے جیسے کتے تلے اپنی بیٹی بچھا دی یہ لوگ کتوں سے بھی بدتر ہیں (ص ۴۴)

اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیں غلام رسول سعیدی کا مایہ ناز شاگرد اسمٰعیل نوری اپنے استاذ کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

والد صاحب اور بڑے بھائی مسلکاً اہلحدیث تھے

(حقائق شرح صحیح مسلم و دقائق تبیان القرآن۔ص ۳۸)

غلام رسول سعیدی صاحب کے شاگرد اور چاہنے والے ناراض ہونگے کہ ہمارے استاذ صاحب کو گالی دے دی مگر ہمارا بھی سوال ہے کہ جن کے متعلق آپ کے رضا خان صاحب نے یہ غلیظ فتوی دیا آخر کو وہ عورتیں بھی تو کسی کی ماں، بہن، بیٹیاں ہیں۔

یہ حوالے نیٹ پر بھی اپلوڈ ہوئے مگر رضا خانی آج تک اس پر خاموش ہیں۔

رضا خانی حجۃ الاسلام کے مدرسے میں عورتوں کے ساتھ گینگ ریپ:

ما قبل میں رضا خانی حجۃ الاسلام عرفان شاہ مشہدی اور اس کے بھائی کے حوالے سے کتاب کا حوالہ گزر چکا کہ ان کے مدرسے میں لڑکیوں کے ساتھ گینگ ریپ ہوتا ہے۔سوال یہ ہے کہ میثم جی کوئی کسی کتاب میں آپ کی ہمشیرہ یا بیوی کے بارے میں لکھ دیتا کہ اس کے ساتھ ''گینگ ریپ'' ہوا ہے تو کیا آپ اسی طرح خاموش رہتے جیسے حجۃ الاسلام خاموش ہے؟؟

رضا خانی امام المناظرین او رابو الخیر کے چسکے:

رضا خانی جانشین شیر اہل سنت داماد محدث اعظم پاکستان ذو الفقار رضوی اشرف سیالوی اور ابو الخیر زبیر حیدر آبادی اور دیگر رضا خانی مولویوں کے کالے کرتوتوں کے بارے میں لکھتا ہے:

''مجھے سمجھ نہیں آتی کہ خراف زادہ زبیر کے پاس بچپن کی وہ کونسی ''کشش'' باقی تھی جس کو محسوس فرما کر''سارے اگلے پچھلے گناہ بھول کر'' حضرت شیخ الحدیث بزعم خویش نے خوارج دیابنہ کے ترجمہ کو ترجیح دے کر۔۔۔یہ ان کے مقدر کی وہ سیاہی ہے (جو یہ لوگ بڑا ہو یا چھوٹا) جو ان کی گناہ کی تاریک راتوں کی سیاہی ہے''۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں،ص ۳۰۶،۳۰۷)

رات کی تاریکیاں، بچپن کی کشش، اگلے پچھلے گناہ یہ سب چیخ چیخ کر بتلا رہے ہیں کہ مناظر اعظم اشرف سیالوی صاحب رات کی تاریخ میں ابو الخیر زبیر حیدر آبادی کے دشوار گزار گھاٹیوں پر چڑھ چڑھ کر مناظرے کیا کرتے تھے۔

موصوف یہ بتانا بھول گئے کہ ''اگلے پچھلے گناہ'' میں ''اگلے'' اور ''پچھلے'' کی نسبت کس کی طرف ہے؟ یعنی اشرف سیالوی ''اگلے'' یا ''پچھلے'' کے ''گناہ'' میں ملوث تھا یا خراف زادہ؟ یا دونوں سرائیکی زبان کے مثل ''واری وٹا'' کرلیا کرتے تھے؟

اب یہ ساری کاروائی تو رات کو ہوئی اب نہ ڈی این اے ٹیسٹ نہ چار گواہ سیالوی صاحب تو اپنے انجام کو پہنچ گئے وہ تو اس تہمت پر ساری زندگی خاموش رہے مفعول یعنی ابو الخیر بھی اب تک خاموش ہے اور رضا خانی مذہب میں خاموشی مکمل دلیل رضامندی ہے!!

لیکن چلیں میثم قادری صاحب میں آپ یا آپ کی ہمشیرہ کے بارے میں کسی کتاب میں لکھ دوں کے بچپن کی کشش دیکھ کر مجھے سے بہت سے اگلے پچھلے گناہ ہو گئے اب کوئی ڈی این اے کوئی گواہ نہیں تو میثم جی! بتائے کیا ہمشیرہ کی ناموس پر اسی طرح خاموش تماشائی بنے رہیں گے؟

فاضل بریلوی آخر کیوں خاموش رہے؟:

فاتح بریلویت مولانا مرتضی حسن چاند پوری صاحب ساری زندگی احمد رضا خان کو چیلنج دیتے رہے کہ اپنے فتاوی واصولوں اور عبارات کی روشنی میں تو بھی کافر ومرتد اور حرامی اور تیری اولاد بھی کافر ومرتد اور ولد الزنا حرامی اگر تجھے شک ہے تو مجھ سے میدان مناظرہ میں مناظرہ کرلے۔

یہ سب تفصیل رسائل چاند پوری میں موجود ہے جس کا میثم کو بخوبی علم ہے مگر خان صاحب بریلوی کو کبھی بھی چاند پوری صاحب کے سامنے میدان میں آنے کی جرات نہ ہوئی کبھی بھی اپنا اور اپنی اولاد کا ''ڈی این اے'' ٹیسٹ پیش نہیں کیا کبھی علامہ چاند پوری صاحب سے ''شرعی گواہ'' طلب نہیں کئے نہ چاند پوری صاحب کے پاس یہ دونوں چیزیں موجود تھیں تو اب بتائے کیا ہم خان صاحب کو پاکباز بے گناہ تسلیم کریں یا آپ کے اصولوں پر بدکردار، بدقماش، زانی، والد الحرام وولد الحرام؟ آپ کے خان صاحب ایسے موقع پر کیوں خاموش رہے؟ دال میں کچھ تو کالا ہے!!!

اگراب بھی سمجھ نہیں لگی تو پھریوں سمجھو:

مجھے ایک شخص نے کال کی جس کی ریکارڈنگ محفوظ ہے اس نے مجھے کہا کہ میثم نے مجھ سے ایک نایاب کتاب کیلئے رابطہ کیا میں نے جواب دیا کہ کتاب تب دوں گا جب تو میرا مفعول بنے (الفاظ کو مہذب کیا جارہا ہے پنجابی کے الفاظ کچھ اور ہیں) جس پر وہ راضی ہوگیا کاروائی والی رات میں نے اس کی ویڈیو بھی بنالی اب اس کو کہا کہ اگر اپنی ہمشیرہ کو میرے کمرے میں نہ بھیجا تو یہ ویڈیو وائرل کر دوں گا اس کے بعد مرتا کیا نہ کرتا اس نے اپنی ہمشیرہ بھی میرے پاس بھیج دی، (خلاصہ کلام)

اب رضاخانی جی! یہاں الزام آپ اور آپ کی ہمشیرہ پر لگا ہے کوئی ڈی این اے بھی نہیں چار گواہ بھی نہیں اب آپ بتائیں کیا کریں گے؟ خاموش رہیں گے یا کوئی قانونی کاروائی کریں گے؟ قانونی کاروائی کریں یا ناں یہ تو بعد کی بات ہے فی الحال اتنا بتا دیں کہ اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل آپ کے پاس کیا ہے؟؟؟؟

چلو یوں سمجھ لو:

عورتوں کو دیکھ کر کرتا اٹھا کر ستر دکھانا رضاخانی مذہب میں تقوی وطہارت کی معراج ہے اب بالفرض (آپ والا بالفرض ہے) میثم عباس قادری کی بیگم وہمشیرہ ''بادشاہی مسجد'' کے ''پیچھے والے بازار'' میں گھومنے پھرنے گئی ہوئی تھیں کہ اچانک داتا صاحبؒ کے دربار کا ایک چرسی موالی نشئی ولی آدھ کا لمبا کرتا ٹخنوں تک پہنا ہوا تھا لیکن ''سنت اعلی حضرت'' پر عمل کرتے ہوئے نیچے ''الف لیلی'' اب میثم کی بیگم و ہمشیرہ کو دیکھ کر خان صاحب والا تقوی دماغ کو چڑھا اور فورا کرتا اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا اس پر میثم قادری کی بیگم اور ہمشیرہ نے بڑے ناز سے شہادت کی انگلی ہونٹوں پر رکھ کر کہا۔۔

''ارے میاں آنکھیں تو چھپالیں مگر سودا (معذرت ستر لکھنا تھا) تو کھول لیا۔''

اس پر وہ ''سودا جلا'' (معذرت دل جلا لکھنا تھا قلم پھسل رہا ہے) کہتا ہے:

''پیاریو!!! نظر بہتی ہے تو دل بہکتا ہے دل بہکتا ہے تو سودا بہکتا ہے۔۔۔''

اس لیکچر پر میثم قادری کی بیگم وہمشیرہ اپنا سا منہ لیکر گھر کی طرف چل دی اور سارا واقعہ اپنے شوہر و بھائی میثم قادری سے بیان کر دیا۔

اب میثم قادری ایمان سے بتلائے کہ کیا کلمہ حق کے اگلے شمارے میں وہ اس واقعہ کو بھرپور مرچ مصالحہ لگا کر:

''داتا دربار کے ایک ولی اللہ کا تقویٰ''

کے عنوان سے اس پر مضمون لکھے گا؟ یا خاموش رہے گا؟ اگر خاموشی تو کیوں؟

قارئین سے بہت معذرت:

ہم نے پوری کوشش کی کہ کتاب میں کہیں بھی اعلی حضرت فاضل بریلوی والی ''بے غیرتی'' نہ دکھائی جائے مگر یہ ایسی بدبخت قوم ہے کہ جب تک ان کو ان کی زبان میں جواب نہ دیا جائے انہیں کسی پل چین ہی نہیں ملتا اس لئے اگر کسی نازک مزاج قاری پر یہ صفحات بھاری گزرے تو ہم اس سے دلی طور پر معذرت خواہ ہیں ہم نے بس آئینہ دکھانے کیلئے یہ طرز اختیار کیا ہے کہ

دناهم کما دانوا

ایک دفعہ رضاخانی پھر کان کھول کر سن لیں کہ اگر ہم تمہاری خرافات کا جواب نہیں دیتے یا اس سے پہلوتہی کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے پاس جواب نہیں یہ پوری کتاب دیکھ کر تمہارے ہوش ٹھکانے لگ گئے ہوں گے کہ تمہارے پورے مسلک کی مٹی پلید کرنے کیلئے تمہارے مذہب کی چند کتب ہی ہمارے لئے کافی ہیں لیکن ہم ان خرافات میں پڑنا نہیں چاہتے الا یہ کہ تنگ آمد بجنگ آمد۔

اور یہ بات بھی کان کھول کر سن لو کہ وہ دن گئے کہ جب تم اکابر کو گالیاں دیتے اور وہ شریف بیچارے سر جھکا کر آگے کو چل دیتے ہم سے اس کی توقع بالکل بھی مت رکھنا ہم سے اگر انسانوں والی زبان میں بات کرو گے تو انسانوں والی زبان میں جواب دیں گے اگر اعلی حضرت والی کتی زبان میں بات کرو گے تو وہی زبان گدی سے کھینچ کر اعلی حضرت کی قبر پر رکھ کر اسے جوتے ماریں گے پھر چیختے رہنا کہ ہائے دشنام باز ہائے دشنام باز۔

ان کے مفتیوں نے تو صحابہ تک پر معاذ اللہ۔۔:

آج اگر یہ بدشکل، بدکردار رضاخانی متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ پر بدکاری کی تہمت لگا رہا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں یہ وہ بدبخت فرقہ ہے جن کے مفتیوں نے پاک دامن صحابہ

پر معاذ اللہ بدکاری کے الزامات لگائے چنانچہ عطا محمد بندیالوی گولڑہ کے مفتی کے بارے میں لکھتا ہے:

""قارئین! غور فرمائیں کہ یہ نام نہاد مفتی اہل بیت رسول اللہ ﷺ حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر زنا کی تہمت لگاتا ہے لہذا اسے اپنے نسب کی صحت پر بھی غور کرنا چاہیئے چونکہ یہ بدبخت پاکدامنوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں اس لئے بندہ بطور تعزیر ان کو نام نہاد مفتی، جاہل اور دین سے بے گانہ کے الفاظ سے یاد کرتا ہے""۔

(سیف العطا، ص ۶۰)

تاریخ امت مسلمہ کا حوالہ اور ہمارا جواب:

رضاخانی نے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے مولانا اسمعیل ریحان صاحب کی تاریخ امت مسلمہ ج ۲، ص ۹۶۷، ۹۶۸ کا ایک طویل اقتباس نقل کیا کہ ابن عربی نے یزید پر شرابی ہونے کے ثبوت کیلئے دو گواہوں کا مطالبہ کیا اور مولانا اسمعیل صاحب نے اس کا رد کیا کہ اس طرح تو اکثر لوگوں کی برائیوں کا انکار کرنا پڑے گا کل کو کوئی کہہ سکتا ہے کہ عبداللہ ابن سبا واقعی سازشی تھا تو دو گواہ پیش کرو۔ (ملخصا)

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۲۰۱ تا ۲۰۴)

جواب: اس سے موصوف نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ متکلم اسلام صاحب پر معاذ اللہ بدکاری کے الزام کے ثبوت میں جو علامہ ساجد صاحب نے چار گواہوں کا مطالبہ کیا وہ درست نہیں۔ موصوف اپنی دانست میں اسے بڑی دور کی کوڑی سمجھ بیٹھے۔

حالانکہ اس عبارت کو علامہ صاحب کے جواب میں پیش کرنا رضاخانی کی جہالت بلکہ بدترین جہالت ہے۔ اول تو ماقبل میں ہم نے احمد رضاخان بریلوی کا حوالہ پیش کر دیا کہ اگر کوئی عورت کسی پر تہمت لگائے تو چار عادل گواہ ضروری ہیں ورنہ تہمت لگانے والے کو کوڑے لگیں گے لہذا علامہ صاحب نے جو مطالبہ کیا وہ تو خان صاحب کو بھی مسلم ہے اب اگر بقول رضاخانی یہ غلط مطالبہ ہے تو خان صاحب کی قبر پر جوتے مارے جائیں۔

ثانیا مولانا اسمعیل ریحان صاحب کی یہ ساری گفتگو ان تاریخی واقعات کے متعلق ہیں جو حد تواتر یا مشہور تک پہنچ چکی ہوں اس میں ""دو گواہوں"" کی واقعی ضرورت نہیں چنانچہ خود رضاخانی نے جو

عبارت پیش کی اس میں ہے:

''یہ دلیل بڑی نرالی ہے۔اگر اسے مانا جائے تو تاریخ ہی نہیں، سیرت نبویہ اور سیرت صحابہ میں مذکور اکثر بدترین لوگوں کی برائیوں کا بھی انکار کرنا پڑے گا اگر یہاں یزید کو کسی عدالت میں پیش کر کے اس پر حد شرعی جاری کرنے کا مسئلہ ہوتا تب تو علامہ ابن عربی یزید کے وکیل بن کر دو گواہوں کا مطالبہ کر سکتے تھے مگر تاریخی واقعات کے ثبوت میں دو چشم دید گواہ طلب کرنا بالکل غلط ہے''۔

(تاریخ امت مسلمہ بحوالہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنے کردار کے آئینے میں، ص ۲۰۲)

اس اقتباس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ تاریخ مرتب کرتے وقت کسی واقعہ کیلئے دو چشم دید گواہوں کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اس واقعہ کا مشہور ہونا کافی ہے اور یزید کا فسق وفجور مشہور ہے۔عام تاریخی واقعات میں بھی ایسی شہرت کافی ہے۔جبکہ متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کا واقعہ اس سے بالکل مختلف ہے اول تو ان کے متعلق کوئی تاریخ مرتب نہیں کی جارہی ہے۔یہ کوئی صدیوں پرانا واقعہ نہیں جس کی تحقیق وسچائی پرکھنے کا کوئی معیار ہمارے پاس نہ ہو۔

بلکہ حضرت متکلم اسلام صاحب اس وقت زندہ ہیں ان پر جو الزام لگایا گیا وہ مشہور یا متواتر طریقے سے دیکھنے والا کوئی نہیں وہ خود اس الزام کی سختی سے تردید کررہے ہیں اور یہ الزام بھی وقت کے ساتھ اپنی موت آپ مرگیا آج اس کو بیان کرنے والے نقل کرنے والا کوئی نہیں بلکہ کسی کو یاد بھی نہیں کہ ماضی میں سوشل میڈیا پر ایسا کوئی ہنگامہ کھڑا کیا گیا تھا۔

ان کی ایک سابقہ بیوی کی طرف منسوب بیان ہے وہ اکیلی اس کے دیکھنے کی مدعی ہیں جس پر بقول خان صاحب بریلوی کسی قسم کا فیصلہ صادر نہیں کیا جاسکتا بلکہ ایسی مدعیہ کے بیان کو درست ماننے والوں پر بھی حد قذف جاری ہوگی۔پھر اس عورت سے ان واقعات کو نقل کرنے والے بھی غیر ثقہ ومجروح اور مجہول لوگ ہیں۔لہذا حضرت متکلم اسلام صاحب پر الزام کے ثبوت کیلئے تاریخ امت مسلمہ کے اس حوالے کو معیار بنانا نرا دجل وفریب ہے۔ورنہ اس طرح تو کسی کی عزت وآبرو محفوظ نہیں مثلا میں کہتا ہوں کہ میثم کی بیوی اور بہن دونوں زانیہ ہیں اب رہا ثبوت یا چشم دید گواہ تو میثم کے بقول تاریخ امت مسلمہ کے اس حوالے کی رو سے چشم دید گواہ کا مطالبہ ہم سے درست نہیں لہذا میثم تسلیم کرے کہ اس کی ہمشیرہ اور بیگم زانیہ ہیں۔

کیا محض خبر مشہور ہونے پر اسے چھاپ دیا جائے؟:

یہ تو تھا تاریخ امت مسلمہ کے دیئے گئے حوالے کا صحیح محمل لیکن بالفرض حضرت متکلم اسلام صاحب پر یہ تہمت زبان زد عام ہو جاتی یا عوام میں مشہور جاتی (معاذ اللہ) تب بھی اس کا پیش کرنا درست نہ تھا کیونکہ جناب رضا خانی کے امیر اہلسنت کہتے ہیں:

''**سوال:** کسی شخص کے بارے میں کوئی برائی کی خبر عوام میں مشہور ہو جائے تو اسے چھاپا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صرف اس بنیاد پر نہیں چھاپ سکتے۔ فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے **کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع** یعنی کسی انسان کے جھوٹا ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات (بلا تحقیق) بیان کر دے (مقدمہ صحیح مسلم، ص ۸ حدیث ۵) کسی کے گناہ کی صرف شہرت ہو جانا اس کے گناہ گار ہونے کی ہرگز دلیل نہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت۔۔۔ فتاوی رضویہ ج ۲۴ ص ۱۰۶ تا ۱۰۸ پر زبردست حنفی عالم حضرت علامہ عارف باللہ ناصح فی اللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی کا طویل ارشاد نقل کیا ہے اس کے ایک حصے کا خلاصہ ہے: کسی کو صرف اس وجہ سے گناہگار کہنا جائز نہیں کہ بہت سارے لوگ اس کی طرف گناہ منسوب کر رہے ہوں اور یوں بھی آج کل لوگوں میں بغض و کینہ اور حسد و جھوٹ کی کثرت ہے۔ بعض اوقات آدمی جہالت و لاعلمی کے سبب بھی کسی پر الزام رکھ دیتا ہے اور لوگوں میں اس کا تذکرہ بھی کر دیتا ہے اور لوگ بھی اس کے حوالے سے آگے بیان کر دیتے ہیں شدہ شدہ یہ خبر کسی ایسے شخص تک جا پہنچتی ہے جو کہ اپنے علم پر مغرور اور فضل خداوندی سے دور ہوتا ہے (جیسے یہ چنڈو خان۔ ناقل) وہ لاعلمی کے سبب بیان کردہ اس گناہ کو بلا کسی تحقیق اسی طرح تذکرہ کرتا ہے کہ مجھے یہ خبر تسلسل کے ساتھ ملی ہے حالانکہ جس کی طرف گناہ کی نسبت کی جا رہی ہوتی ہے اس غریب کو خواب میں بھی اس بات کی خبر نہیں ہوتی''۔

(اخبار کے بارے میں سوال و جواب، ص ۳۹، ۴۰)

اگر رضا خانی میں رتی برابر غیرت ہو جس کی ہمیں کوئی امید نہیں تو اب بھی شرم کر لے۔ ہو سکتا ہے کہ رضا خانی کہے کہ ٹھیک ہے میرے پاس اس گھٹیا الزام کے ثبوت شرعی تو نہیں مگر جب انٹرنیٹ پر اس پر لوگوں نے مضامین لکھے اور وائرل ہوا تو میں نے بھی کتاب کا حصہ بنا دیا تو اس کا جواب بھی اوپر کے حوالے سے ہو گیا۔

آخری بات:

یہاں تک ہم نے رضاخانی کے تمام اعتراضات کے جوابات الحمدللہ فرداً فرداً تحقیقی و الزامی انداز میں دئے۔ان تمام حوالوں اور اصولوں کو سامنے رکھ کر بطور پیشن گوئی کہتے ہیں کہ قیامت کی صبح تک ان سے اس کا جواب نہ ہو سکے گا۔(ان شاءاللہ)

اب ہم آخر میں کہتے ہیں بالفرض علی سبیل التنزل جتنی بکواسات و الزام تراشیاں اس رضاخانی نے کی ہیں یہ صحیح بھی ثابت ہو جائیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ سب غلط معلومات کی بنیاد پر ہے جو ان حضرات تک پہنچائی گئی تھیں۔اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسا ممکن ہے؟ تو جواب ہے بالکل رضاخانی مذہب میں ایسا ممکن ہے۔اور اس کا ثبوت اسی رضاخانی کے رسالے میں ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے متعلق لکھا کہ بڑے زور و شور سے انہوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور اس کے عقیدے کی تائید کی ایسا کیوں کیا؟ اس کی وجہ لکھی:

"کیا یہ بات قرین قیاس ہے کہ شاہ صاحب ابن تیمیہ کی خوبی اس کی تعریف لکھیں مگر خود اپنا عقیدہ اس کے عقیدے کے موافق نہ کریں اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں اول یہ کہ شاہ صاحب کو اس کے عقیدوں کی خبر ہی نہیں اور وہابی پروپگینڈے کی بنا پر لکھ دیا تو یہ تصدیق و تائید اور ہم نوائی ہرگز نہیں"۔

(کلمہ حق شمارہ ۷، مئی جون ۲۰۱۱ ص ۴۲، ۴۳)

تو اگر وہابی کے پروپگینڈے سے متاثر ہو کر بقول رضاخانیہ معاذاللہ ایک کافر، گستاخ، بدمذہب، گمراہ کی تائید و تحسین کر سکتے ہیں تو کسی رضاخانی یا سوشلی میڈیا یا کسی اور حاسد کے پروپگینڈے سے کسی صحیح العقیدہ کا رد کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ مگر جس طرح ابن تیمیہ کی تائید کے باوجود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو ان کا ہمنوا نہیں کہہ سکتے اسی طرح متکلم اسلام کا رد کرنے کے باوجود ان کو متکلم اسلام کا مخالف نہیں کہہ سکتے۔

عجب پھنسا ہے سینے والا چاک گریباں
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

نوٹ: کتاب کی تیاری میں ہم نے علماء کی کتب اور مسودات سے بھی کافی استفادہ کیا!!!!

☆☆☆☆

یادداشت

جامع مسجد علی حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید الکونین وعلیٰ الک واصحابک یا جد الحسن والحسین

نبوی مہمانوں کیلئے جامعۃ الشریعہ

جَامِعَةُ الشَّرِيعَةِ لِلضُّيُوفِ النَّبَوِيَّةِ
وجامع مسجد علی حسین (رجسٹرڈ)

دینی وعصری علوم وفنون کی تعلیم وتدریس کا

پلاٹ نمبر 12,11 المدینہ کالونی (علوی پارک) جھمرہ روڈ جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

041-4311180
0300-7621730
0300-7679027

زیر انتظام: وابستگان آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ لنگر یہ جڑانوالہ شریف

جامعہ کے جاری شعبہ جات:
1۔ شعبہ حفظ القرآن والتجوید 2۔ شعبہ درس نظامی بمع عصری تعلیم
3۔ شعبہ انعقاد محافل واشاعت دین (بزم علی حسین برائے طلباء جامعۃ الشریعہ)
4۔ شعبہ تحقیق (i) دارالافتاء (ii) علی المرتضیٰ دارالمطالعہ

زیر سرپرستی: صاحبزادہ مفتی سید محمد ارشد بخاری

Date ۲۷ شوال ۱۴۴۱ھ بمطابق 20 جون 2020ء Ref. #

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب
کے قابل اعتراض جملہ کے حوالہ سے ہمارا موقف اور مطالبہ

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بارے مطالبۂ فدک پر ڈاکٹر جلالی صاحب کا خودساختہ جملہ کہ "وہ خطا پر تھیں"

ہم اس جملہ کی پرزور مذمت کرتے ہیں کیونکہ متقدمین ومتاخرین سے سیدہ پاک کے لئے یہ الفاظ ثابت نہیں یہی وجہ ہے کہ جلالی صاحب اپنی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود یہ جملہ ثابت نہیں کر سکے دور حاضر کے حقیقی علماء اہل سنت بھی اس جملے کو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب کرنا سوئے ادب سمجھتے ہیں۔ جس کے نظائر سوشل میڈیا پر ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

یہ جملہ عوام وخواصِ اہلسنت بالخصوص سادات کے دلوں کو چھلنی کر گیا ہے۔ اس حوالے سے جلالی صاحب نے بہت سارے وضاحتی جملے بولے ہیں ان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ جلالی صاحب کی نیت میں گستاخی کا تصور نہیں ہے۔ لیکن جملہ مذکورہ سے اعلانیہ صریح رجوع اور توبہ ثابت نہیں ہو رہی۔

کٹھن گھڑیوں کے طویل انتظار کے بعد ہم جلالی صاحب سے یہ پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس جملہ سے اعلانیہ رجوع اور توبہ فرمائیں۔ تاکہ موجودہ بدامنی اور بے چینی ختم ہو اور سیدۂ پاک سلام اللہ علیہا ہم سے راضی ہو جائیں۔

ایسا کرنے سے جلالی صاحب کی جلالت ووجاہت کم نہیں ہوگی بلکہ اس میں مزید اضافہ ہوگا۔ ان شاء اللہ

اگر سیدہ پاک ناراض ہوگئیں تو سب اعمال ضائع ہوجائیں گے۔

واللہ اعلم ورسولہ بالصواب

خادم العلم والعلماء والصلحاء
الراقم: سید محمد ارشد بخاری

صدر دارالافتاء

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان (رجسٹرڈ)

مرکزی دفتر
8۔ راوی پارک، راوی روڈ، لاہور
فون 042-37731045-49 فیکس نمبر 042-37731050

حوالہ نمبر ______

تاریخ ______

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب

سلام مسنون! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

جناب عالی!

آپ کی تقریر سوشل میڈیا پر سنی جس میں مسئلہ معصومیت کی ضمن میں آپ نے اہل بیت اطہار کا ذکر کیا اور سیدۃ نساء اہل الجنۃ سلام اللہ علی ابیہا وعلیہا نے فدک کے سلسلہ میں جو بات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمائی اس کو آپ نے بنیاد بنا کر جگر پارہ رسول، زوجہ مرتضی، ام الحسنین کو "خاطیہ" کہہ ڈالا۔۔۔۔العیاذ باللہ

ڈاکٹر صاحب!

دل خون کے آنسو رو رہا ہے کہ اہل سنت ادب سے مشہور تھے اس ایک جملہ نے ادب کی ساری عمارت منہدم کر دی۔ وہ سیدہ جن کے استقبال کے لئے اللہ تعالی کے محبوب کھڑے ہوتے، ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر محبت کا اظہار فرماتے، جن کی تکلیف کو رسول پاک نے اپنی تکلیف، جن کی پریشانی کو رسول اللہ نے اپنی پریشانی فرمایا۔۔۔۔۔ اتنی بڑی نسبتوں کی طرف "خاطیہ" کی اتنی بڑی نسبت کرنا آپ کو اتنا آسان لگا!

جناب عالی!

آپ اپنے ہی الفاظ پر غور فرمائیں: "خطا کا امکان تھا اور خطا پر تھیں جب مانگتی رہی تھیں خطا پر تھیں لیکن جب آگے سے حدیث آئی تو ان کی یہ شان ہے کہ جن کے جگر کا ٹکڑا ہے ان کی حدیث سن کر سر تسلیم خم کر لیا"

ڈاکٹر صاحب!

جب حدیث سن کر سر تسلیم خم کر لیا تو صواب پر تھیں یا خطا پر تھیں؟ اگر صواب پر تھیں تو آپ اپنی بات پر غور کریں اور جس بارگاہ میں آپ نے اس بول کی جسطرح جسارت کی ہے اسی طرح علی الاعلان صدق دل سے رجوع کریں اور معافی مانگیں۔

آپ سے وقتاً فوقتاً ملاقات رہتی ہے اور ایک تعلق ہے امید ہے آپ میری بات کو خیر پر محمول کرینگے اور آپ کی بات سے عوام اہل سنت اور خصوصاً اولاد رسول کی جو دل آزاری ہوئی ہے اس کا ازالہ کرینگے۔

خادم العلم والعلماء

ڈاکٹر عبدالناصر لطیف

صدر: تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان KPK

PRESIDENT
Tanzeem-ul-Madaris
Ahle Sunnat Pakistan, KPK

تنظیم المدارس

صوبائی دفاتر

پنجاب (شمالی)
جامعہ محمدیہ غوثیہ ضیاء العلوم
فون 051-5564913
موبائل 0345-5271399

پنجاب (جنوبی)
جامعہ اسلامیہ نبویہ
موبائل 0300-6814413

خیبر پختونخواہ
جامعہ سبحانیہ رضویہ
موبائل 0333-8445428 0345-9290785

سندھ
دار العلوم امجدیہ
فون 021-34949011, 34939187
موبائل 0321-8219569

بلوچستان
جامعہ غوثیہ رضویہ انوار باہو
موبائل 0334-2188186 0300-3839053

آزاد کشمیر
جامعہ اسلامیہ فاطمۃ الزہراء
موبائل 0345-5834742 0301-5197246

www.tanzeemulmadaris.com

Email: info@tanzeemulmadaris.com

علماء ومشائخ کا فیصلہ، صفحہ نمبر ا

حامداً ومصلیاً

مؤرخہ 23 جون 2020 بروز منگل **مرکز صراط مستقیم** تاج باغ لاہور ہمیں **ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب** کی طرف سے ایک نشست کیلئے بلایا گیا جسکی اطلاع حضرت قبلہ مفتی میاں تنویر احمد نقشبندی دام ظلہ (آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف) نے ڈاکٹر صاحب کی طرف سے ہمیں دی چنانچہ ہم سب وہاں پہنچے، ہم انکے ادارہ کی لائبریری میں تقریباً پون گھنٹہ بیٹھے رہے اور پھر ڈاکٹر صاحب تشریف لا کر سب سے فرداً فرداً ملے بعد ازاں وہ صوفہائے صدارت پر جلوہ فرما ہو گئے اور یوں گویا ہوئے کہ **"میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ تشریف لائے، آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"**

اس پر **قبلہ حافظ عبد الستار سعیدی** صاحب نے فرمایا کہ **"ہم آپکی خدمت میں صرف ایک درخواست لیکر آئے ہیں کہ آپ اہلِ سنت وجماعت کے وسیع تر مفاد کیلئے اپنے جملہ "فدک کا مطالبہ کرتے ہوئے سیدہ خطا پر تھیں" سے رجوع کریں تاکہ اضطراب ختم ہو"** ڈاکٹر صاحب نہایت جارحانہ انداز میں قبلہ حافظ عبد الستار سعیدی صاحب سے مخاطب ہوئے کہ **"اگر آپ غیر شرعی مطالبہ کریں گے تو میں اسکو نہیں مانوں گا"** بعد ازاں قبلہ حافظ نے فرمایا کہ **"ہم نہ تو آپکو مسئلہ سمجھانے آئے ہیں اور نہ آپ سے سمجھنے،** اس پر ڈاکٹر صاحب نے مناظرانہ لہجے میں کہا **"جو آپ مجھ سے کہلوانا چاہتے ہیں وہ مجھے لکھ کر دیں تاکہ پھر میں آپکو بتاؤں کہ میں کیا چاہتا ہوں"**۔ اس ساری گفتگو سے ہم نے یہ بھانپ لیا کہ ڈاکٹر صاحب اپنے اس جملے سے سرِ مُو انحراف کرنے والے نہیں پھر اسکے بعد نہاں خانہ میں دوبارہ ان سے بات ہوئی لیکن وہ نہ مانے اور اپنے دلائل و براہین کو دھمکی آمیز لہجے میں کبار علماء مشائخ کے سامنے باآوازِ بلند بیان کرتے رہے۔ اس دوران ڈاکٹر صاحب نے بہت سخت اور متکبرانہ رویہ رکھا **چنانچہ تمام علماء مشائخ انکے اس رویّہ پر نالاں ہو کر واپس تشریف لے آئے،** چونکہ اس نشست میں کراچی سے علامہ پیر سید مظفر حسین شاہ صاحب اور جناب مفتی عابد مبارک صاحب نے بھی شرکت کرنا تھی لیکن وہ تاخیر سے تشریف لائے

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا

کیونکہ وہ دونوں حضرات اپنی تمام تر مصروفیات ترک کر کے اچانک کراچی سے روانہ ہوئے اور خود گاڑی ڈرائیو کر کے تشریف لائے اسلئے تاخیر ہوئی۔ پھر اسکے بعد رات تقریباً 9 بجے **علامہ قبلہ پیر سید مظفر حسین شاہ صاحب** (کراچی) **مفتی عابد مبارک صاحب** (کراچی) **علامہ مفتی ظہور احمد جلالی صاحب، قبلہ میاں تنویر احمد نقشبندی صاحب، پیر سید کرامت علی حسین صاحب، مفتی فدا حسین رضوی صاحب** وغیر ہم ایک جگہ جمع ہوئے تو وہاں مفتی عابد مبارک صاحب نے جلالی صاحب کے کارِ خاص جناب آصف صاحب سے رابطہ کیا کہ جو رویہ اور جواب آج صراطِ مستقیم مرکز میں آنے والے علماء مشائخ کیساتھ تھا اگر وہی ہمارے لئے بھی ہے تو ہم **معذرت خواہ** ہیں اس پر آصف صاحب نے کہا کہ میں کچھ دیر میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھ کر بتاتا ہوں، قصہ مختصر کہ انہوں نے تقریباً 10 سے زیادہ بار کال کی اور آگے سے بالترتیب یہ جوابات ملے

"قائدِ محترم مہمانوں کے پاس ہیں، قائدِ محترم سے عرض کر کے بتاتا ہوں، قبلہ ڈاکٹر صاحب اندر چلے گئے ہیں، قبلہ ابھی خود بات نہیں کر سکتے، میں بات کروا رہا ہوں، قبلہ وضو فرما رہے ہیں وہ غیرہ وغیرہ"

اس پر ہم سب نے جناب آصف صاحب کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب کو اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا اور رات 2 بجے مجلس برخواست ہوئی۔

1/2

علماء ومشائخ کا فیصلہ، صفحہ نمبر ۲

علماء ومشائخ کا فیصلہ

ہمارا مؤقف یہ ہے کہ **انبیاء ومرسلین وملائکہ** صلوات اللہ علیہم اجمعین **کے سوا کوئی بھی معصوم نہیں، آئمہ اہلِ بیت اطہار** رضوان اللہ علیہم اجمعین **وسیدہ خاتونِ جنت** صلوات اللہ وسلامہ علی ابیھا وعلیھا **تمام کے تمام معصوم نہیں بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ عن الخطا ہیں لہٰذا مسئلہ فدک میں سیدہ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء** رضی اللہ عنھا وسلام اللہ علیھا **غیر معصومہ ہونے کے باوجود خطا پر نہ تھیں اور حضرت امیر المؤمنین افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ **بھی حق بجانب تھے اور انہوں نے نہ کوئی ظلم کیا اور نہ کسی کا کوئی حصہ غصب کیا** لہٰذا ڈاکٹر جلالی صاحب اپنے اس مؤقف سے (کہ جس میں انہوں نے وضاحت کے طور پر یہ جملہ کہا کہ "جب سیدہ فدک کا مطالبہ کر رہی تھیں تو خطا پر تھیں") رجوع نہیں کرتے **ہمارا ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب سے اعلانِ لاتعلقی ہے** اسکے ساتھ ساتھ اب انکو اُن علماء ومشائخ سے نامناسب رویّہ پر **معذرت** بھی کرنا ہوگی جنہیں انہوں نے اپنے مرکز میں بُلا کر **بے توقیر** کیا۔

توثیق کنندگان

1. ضیغمِ اسلام علامہ پیر سید مظفر حسین شاہ صاحب قادری (کراچی)
2. استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی صاحب (مانگامنڈی)
3. استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا رضائے مصطفیٰ نقشبندی (مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور)
4. حضرت صاحبزادہ مفتی پیر میاں تنویر احمد نقشبندی (آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف)
5. وارثِ مسندِ حضرت حافظ الحدیث علامہ پیر سید نوید الحسن شاہ صاحب (آستانہ عالیہ بھکھی شریف)
6. استاذ العلماء علامہ مفتی عابد مبارک قادری صاحب (کراچی)
7. حضرت قبلہ پیر میاں ولید احمد جواد نقشبندی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف) (مرشد خانہ حضرت شیر ربانی)
8. صاحبزادہ حافظ مفتی پیر سید کرامت علی حسین نقشبندی (سجادہ نشین علی پور سیداں شریف وڈائریکٹر لاثانی اسلامک یونیورسٹی)
9. علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب (کراچی)
10. شیخ الحدیث علامہ سائیں غلام رسول قاسمی صاحب (سرگودھا)
11. حضرت خواجہ علامہ پیر محمد معظم الحق معظمی (سجادہ نشین معظم آباد شریف سرگودھا)

نوٹ: اگرچہ کچھ حضرات اس نشست میں شامل نہیں تھے تاہم انکا اور ہمارا مؤقف ایک ہونے کے باعث انکی اجازت سے انکے اسمائے گرامی توثیق کنندگان میں شامل کئے گئے ہیں۔

2/2

مسئلہ باغِ فدک اور موجودہ صورتِ حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ باغ فدک اور موجودہ صورتحال

1۔ باغ فدک چند کنال پر مشتمل کھجور کا باغ ہے، جو مدینہ منورہ سے 180 کلومیٹر شارع تبوک خیبر قدیم میں ہے۔

2۔ باغ فدک مال فئے ہے اور مال فئے کا حکم شرعی مال وقف ہے۔

3۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات طیبہ میں باغ فدک سے اہل بیت کرام علیہم الرضوان، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو خرچہ دیتے تھے اور وصال مبارک تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی معمول رہا۔

4۔ وصال مبارک کے بعد اسلام کے قانون وراثت کے اعتبار سے سب حقداروں نے مطالبہ کیا جن میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بحیثیت عصبہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بحیثیت بیٹی اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن شامل تھیں۔ (صحیح بخاری) انبیاء کرام علیہم السلام کی مالی وراثت نہیں ہوتی، پر سب مطمئن ہوئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمول مبارک کے مطابق خلافت راشدہ میں بھی عمل ہوتا رہا۔ ان شخصیات کا مطالبہ فرمانا اس حکمت کے پیش نظر تھا کہ اُمت کے سامنے انبیاء کرام کی مالی وراثت کا مسئلہ کھل کر معلوم ہو جائے۔

5۔ موجودہ صورتحال میں جس شخص نے یہ کہا کہ سیدۂ فاطمہ رضی اللہ عنہا باغ فدک کے سوال پر خطا پر تھیں، غلطی پر تھیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مال حرام سے بچالیا...... یہ کلام سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں صریح بے ادبی اور گستاخی ہے۔ باغ فدک کے حوالے سے مذکور شخص کے کلام سے واضح ہو رہا ہے کہ متکلم مذکور محض سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کر رہا ہے جبکہ باغ فدک کا مطالبہ دیگر اہل بیت کرام نے بھی کیا ہے۔ متکلم مذکور کے کلام سے صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بے ادبی نہیں ہے بلکہ ضمناً حضرت عباس اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کی بھی گستاخی ہے۔ اسی طرح بالواسطہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی گستاخی ہے لہٰذا ایسا شخص لعنتی، ضال مضل اور اہلسنت سے خارج ہے، اگر اس پر مصر ہو تو کفر تک جائیگا۔

6۔ شرح شفا شریف میں ہے "**اتفق العلماء من السلف والخلف من اهل السنة علىٰ ان سب آل البيت الاطهار و ازواج النبى صلى الله عليه وآله وسلم و اصحابه الكرام رضى الله عنهم وتنقصهم حرام ملعون فاعلهٗ** "...... اُمت کے سلف و خلف علماء کا اتفاق ہے کہ اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی اور اُن کی شان میں کمی کرنا حرام ہے اور ایسا کرنیوالا شخص لعنتی ہے۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد نمبر 8 میں ہے، امام سہیلی حدیث بضعۃ کے تحت فرماتے ہیں "**من سبها فانه يكفر**" ...... جو شخص سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کرے، وہ کافر ہے لہٰذا گستاخ مذکور کو فوراً توبہ کرنی چاہیے ورنہ اہلسنت سے خارج ہوگا اور اہلسنت پر ایسے شخص سے براءت کرتے ہوئے لاتعلق ہونا واجب ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب تفصیلی دلائل بھی پیش کیے جائیں گے۔

المحرر: مفتی جمیل احمد صدیقی

سابق شیخ الحدیث و مفتی جامعہ محمدیہ بھکھی شریف مہتمم جامعہ نبویہ نمین شریف منڈی بہاؤالدین

0343-1688737

مسئلہ باغِ فدک اور موجودہ صورتِ حال مع تصدیق کنندگان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ باغ فدک اور موجودہ صورتحال

سیّدارشدسعیدکاظمی کی جانب سے ڈاکٹراشرف آصف جلالی کو خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج بخیر؟

امید ہے بعافیت ہوں گے۔ صورت احوال یہ ہے کہ گزشتہ سے پیوستہ شب میرے علم میں یہ بات آئی کہ آپ نے باغ فدک کے مسئلہ پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا دفاع اور اہل سنت کے عقیدۂ معصومیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت اعلیٰ گولڑوی سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی اور اس کی تشریح کرتے ہوئے مخدومہ کائنات، جگر گوشہ رسول، خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے بارے میں یہ کہنے کی جسارت کر دی کہ معاذاللہ وہ باغ فدک کے مطالبہ کرنے میں "خطا پر تھیں" ۔ حالانکہ حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں دور تک ان الفاظ کا کوئی وجود ہی نہیں۔ جبکہ امکان خطا اور بات ہے وجود خطا اور۔ مزید یہ کہ بلا دلیل کسی عام مسلمان کو خطاکار قرار دینا بھی اسلام میں کسی صورت درست نہیں ہے چہ جائے کہ حبیب کبریا سید الانبیاء ہمارے آقا و مولا تاجدار مدینہ ﷺ کی اس عظیم اور محبوب شہزادی کے بارے میں "خطا پر تھیں" کا جملہ بولنا کہ جنہیں آقائے نامدار ﷺ نے تمام جنتی عورتوں کی سردار قرار دیا ہو، اور وہ ذات کہ جس کے ساتھ آقائے دوعالم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ امت کا احترام، ادب اور حیاء کا تعلق ہے اور ان کے ساتھ تقدس و مودت کا ایک ایسا ملکوتی احساس وابستہ ہے جو بیان سے باہر ہے ان کے بارے میں یہ جملہ بولنا ایک بہت بڑی جسارت اور انتہائی نامناسب ہے اور حضرت سیدہ کائنات کے متعلق آج تک علماء اہلسنت میں سے کسی نے اس قسم کا جملہ نہیں لکھا۔

اصل بات یہ ہے کہ اس عبارت کی تشریح کرتے وقت آپ کو مغالطہ ہوا اور آپ نے حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف وہ بات منسوب کر دی جو انہوں نے ارشاد نہیں فرمائی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے اس عبارت سے جو نتیجہ اخذ کیا وہ بھی حضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت سے کسی صورت مستنبط نہیں ہوتا۔

حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا یہ جملہ کہ "آیۂ تطہیر کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور ان سے کسی بھی قسم کی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے" اپنے بیان میں واضح ہے کہ حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ انہیں طبقہ معصومین میں نہیں مان رہے جبکہ اگلا جملہ "اس کا مطلب یہ ہے اگر بمقتضائے بشریت ان سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو وہ عفو و تطہیر میں داخل ہو گی"۔ اس میں حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ نے اس مبارک اور مقدس گروہ کے لیے ایک مفروضہ قائم کیا اور پھر انہیں محفوظین میں شامل فرمایا اور ان جملوں میں وہی فرق ہے جو کہ معصوم اور محفوظ میں ہوتا ہے جو کہ عین مسلک اہل سنت ہے اور آپ نے بھی اپنے بیان کی ابتداء میں اس بات کو ذکر کیا ہے جبکہ بات وہاں تک رہتی تو درست تھی اور حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ کا فرمان "اور اپنے والد ماجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ان کی عالی اور پاک شان بھی ملکیت کے دھبہ اور خدائی فیصلہ پر ناراضگی کے نقص سے منزّہ اور پاک ہے" بتلا رہا ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ سیدہ کائنات کو محفوظین میں شامل مان رہے ہیں کیونکہ سیدہ کائنات کا معصومین میں شامل ہونے کی نفی آپ پہلی عبارت میں فرما چکے ہیں۔

جناب والا! اگر آپ کا یہ استدلال تسلیم کر لیا جائے تو اس طرح تو ہر وہ شخص جس کا مطالبہ کماحقہ تسلیم نہیں کیا گیا وہ خطاکار قرار پائے گا مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا "رب ارنی" کے الفاظ میں دعا کرنا اور اللہ تعالی کی طرف سے جواب میں "لن ترانی" فرمانا اور اسی طرح حضرت سیدہ کائنات علیہا السلام اور حضرت مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کا غلام کے مطالبہ پر غلام کی بجائے آپ ﷺ کی طرف سے تسبیحات فاطمہ تعلیم فرمانا۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو پھر ایک لامتناہی فہرست بن جائے گی جس سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت و دیگر محفوظین کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ تار تار ہو جائے گا۔

سیّدارشدسعیدکاظمی کی جانب سے ڈاکٹراشرف آصف جلالی کو خط

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت اعلیٰ گولڑوی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے تو صرف یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آیۂ تطہیر کو حضرات اہل بیت اطہار کی معصومیت کی دلیل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پس حضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت سے یہ بات کہ سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا "خطاپر تھیں" صراحۃ، اشارۃً، کنایۃً کہیں ثابت نہیں۔ یہ مفہوم آں جناب کا خود ساختہ ہے فقیر کی نگاہ سے آج تک کہیں نہیں گزرا کہ اہل سنت میں سے کسی ایک فرد نے بھی سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کے خطاپر ہونے کا قول کیا ہو۔

لہذا حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے آپ نے جو نتیجہ نکالا اور بیان کیا وہ کسی صورت درست اور قابل قبول نہیں۔

چونکہ آپ سے فقیر کا اخلاص پر مبنی ایک تعلق ہے لہذا احقاق حق کی خاطر فقیر اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے آپ سے گزارش کرتا ہے کہ برائے مہربانی کسی نئی بحث و تمحیص میں پڑنے کی بجائے کہ اس سے اہل سنت کیلئے کسی نئے فتنے کا دروازہ کھلے بہتر ہے اپنی سبقت لسانی کا اعتراف کرتے ہوئے فوری طور پر علی الاعلان ان الفاظ سے رجوع فرمائیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کو راضی کریں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برسر منبر ایک عورت نے ٹوکا اور آپ وہیں پر فرمائیں" امرأة أصابت ورجل أخطأ" کہ عورت حق پر ہے اور (مجھ) مرد سے خطا ہوئی ہے۔ تو ہمیں بھی علی الاعلان رجوع پر کیونکر مضائقہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائے۔ آمین

تاریخ:16جون2020

والسلام مع الاکرام

دعاگو و دعاجو

سید ارشد سعید کاظمی

خادم الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

صاحبزادگان آف قطب زماں کی جانب سے اظہارِ مذمّت

اظہار مذمت

قطب زماں واقف رموز حقیقت عارف ربانی غوث ابن غوث
قاسم فیوض شیر ربانی **پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب** رحمۃ اللہ علیہ کے
صاحبزادگان پیر سید فراست علی شاہ بخاری، پیر سید عارف علی شاہ بخاری
پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری کی طرف سے

مولوی جلالی کی سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا کی شان اقدس میں گستاخی کرنے اوران کو خطا پر تھیں کے ناپسندیدہ ترین الفاظ بولنے پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا اور حکومت پاکستان سے اپیل کی ھے کہ اس مولوی کی وجہ سے پورے پاکستان میں فرقہ واریت پھوٹ پرنے کا خدشہ ھے لہٰذا مقتدر ادارے اس کو لگام دیں اور اس کو کیفر کردار تک پہنچائیں تاکہ آئندہ کوئی شخص اس طرح کی جسارت نہ کرے
الحمدللہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت اطہار، صحابہ کرام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر نسبت کے احترام اور عزت کا درس دیا جاتا ھے اور انشاء اللہ قیامت تک دیا جاتا رہے گا

صاحبزدگان آف قطب زماں

• پیر سید فراست علی بخاری • پیر سید عارف علی بخاری • پیر سید فیض الحسن بخاری

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

حضرت گھمن صاحب کے متعلق دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کا ایک فتویٰ

[illegible]
ب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بجواب وباللہ التوفیق (۱) ہمیں خبر متواتر کے ذریعہ یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب گھمن مسلک اہل سنت والجماعت کے صحیح ترجمان ہیں۔ اور اکابر دیوبند کے دفاع کے لحاظ سے عالمی پیمانے پر فرق باطلہ کی تردید میں بہت نمایاں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اور ماشاء اللہ انہیں مسکت اور لاجواب کر دیا ہے۔ ان کی کوشش لائق تحسین ہے۔ وہ اپنے اکابر دیوبند کے ساتھ وابستہ ہیں یعنی حکیم محمد اختر صاحب، خلیفہ مجاز حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی۔ حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکی خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سے اجازت سلاسل اربعہ میں خلافت حاصل ہے۔ وہ قابل اعتماد عالم اور صاحب نسبت بزرگ ہیں۔ (۲) فرقہ باطلہ کی یہ ہمیشہ سے عادت چلی آرہی ہے کہ جب وہ اہل حق کے سامنے عاجز اور لاجواب ہو جاتے ہیں تو گھٹیا حرکتوں پر یعنی الزام تراشی پر اتر آتا ہے، گویا اپنے عمل سے اپنی شکست کا اور اپنے ناحق ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرنا بہت بڑا گناہ ہے یہاں تک کہ حدیث شریف میں اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر بتایا گیا ہے۔ (۳) اہل حق علماء کو ان کا دفاع کرنا چاہیے اور دلائل و شواہد کے ذریعہ ان کی براءت کرنی چاہیے۔ فقط

واللہ اعلم

حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ
مفتی دار العلوم دیوبند
۱۰/محرم ۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
وقار علی غفرلہ
۱۰/محرم ۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
زین الاسلام قاسمی
مفتی دار العلوم دیوبند
۱۰/۱/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
[illegible]
۱۰/۱/[illegible]



کارروائی اجلاس شوریٰ مرکزی اتّحاد اہل السّنۃ والجماعۃ پاکستان

کاروائی اجلاس شوریٰ مرکزی اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان

مورخہ 8 جنوری 2014ء بروز بدھ

بمقام جامعہ علی المرتضیٰ دنیاپور ضلع لودھراں

تلاوت :- مولانا شفیق الرحمٰن صاحب

صدارت :- مولانا منیر احمد منور صاحب امیر اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان

آج کے اجلاس میں مرکزی امیر مولانا منیر احمد منور صاحب اور مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے اپنے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

آئندہ کیلئے عبوری امیر مرکزی مولانا فضل الرحمان دھرم کوٹی صاحب اور مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالمغنی طارق صاحب طے پا گئے ہیں

آئندہ اجلاس میں ان حضرات کو دعوت دی جائے گی۔

آج کے تمام شرکاء اور

۱۔ مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب ملتان

۲۔ مولانا عبد الباقی صاحب چیچہ وطنی

۳۔ مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب لاہور

۴۔ مفتی شاہد مسعود صاحب سرگودھا

۵۔ سید عصمت اللہ شاہ صاحب پنڈی بھٹیاں

۶۔ علامہ عبد الغفار ذھبی صاحب راولپنڈی

۷۔ مولانا نور اللہ رشیدی صاحب کراچی

۸۔ مولانا محمد طیب حنفی صاحب بورے والا

۹۔ مولانا محمد نور رسال صاحب صوابی

مرکزی اتّحاد اہل السّنۃ والجماعۃ پاکستان کی شوریٰ کا آئندہ اجلاس

۱۳۔ آئندہ اجلاس بہاولپور خانقاہ شریف زیر امارت مولانا فضل الرحمان دھرم کوٹی صاحب ہوگا۔

اجلاس 22 فروری 2014ء بروز ہفتہ صبح 8 بجے ہوگا۔

آئندہ اجلاس تک تمام جماعتی تشکیلات ختم کر دی گئی ہیں۔

آئندہ اجلاس کی اطلاعات کی ذمہ داری مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغنی طارق صاحب کی ہوگی۔

شرکاء اجلاس۔	دستخط
۱۔ مولانا منیر احمد منور ص	منیر احمد
۲۔ 〃 فضل الرحمن دھرم کوٹی ص	[illegible]
۳۔ 〃 نور محمد تونسوی صاحب	[illegible]
۴۔ 〃 محمد الیاس گھمن صاحب	محمد الیاس گھمن
۵۔ 〃 محمد عبداللہ عابد ص	عبداللہ عابد
۶۔ 〃 شفیق الرحمان ص	[illegible]
۷۔ 〃 مفتی امداد اللہ انور ص	امداد اللہ انور
۸۔ 〃 عبدالغنی طارق ص	الفاطر
۹۔ 〃 عبدالشکور حقانی ص	[illegible]

حضرت گھمّن صاحب کی جانب سے استعفیٰ نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام مولانا منیر احمد منور صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

خیریت موجود خیریت مطلوب

بندہ نے آپ کے فرمانے پر "اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ" کی رکنیت اختیار کی اور ناظم اعلیٰ کا عہدہ قبول کیا۔ خدا تعالیٰ نے جتنا چاہا ہمارا سفر جاری رہا لیکن جماعت کے حالات اور باہمی اختلافات کے پیشِ نظر بندہ نے مورخہ 8 جنوری 2014ء کو اپنے عہدہ "مرکزی ناظم اعلیٰ" سے استعفیٰ دیا تھا۔ اب مزید حالات کی ابتری کے پیشِ نظر بندہ آپ کی وساطت سے جماعت کے موجودہ سیٹ اپ اور رکنیت وشوریٰ سے علیحدہ ہوتے ہوئے اراکینِ شوریٰ کو استعفیٰ پیش کرتا ہے۔ اگر جماعت کا کوئی مالی لین دین بندہ کے ذمہ ہو تو مطلع کیجیے گا، بندہ ان شاء اللہ ادا کر دے گا۔

اللہ رب العزت تمام اراکینِ شوریٰ کو اپنے دینِ متین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے، مسلکِ حق کی اشاعت کا ذریعہ بنائے اور ان کی سعی کو منظور ومقبول فرمائے۔ آمین

والسلام

محتاجِ دعا

محمد الیاس گھمن

۷-۲-۲۰۱۴ء

روزنامہ اسلام کی جانب سے اعتذار

اعتذار

روزنامہ ''اسلام'' کے 23، 24 جنوری کے شماروں میں سفرنامہ ''دھرتی ماں کے ساتھ'' میں وسعتِ نظر اور اعتدال کی ترغیب کے ضمن میں بعض اکابر علماء کے طرز عمل پر تنقید کی گئی ہے۔ ادارے کی ہرگز یہ پالیسی نہیں ہے، چنانچہ اس سفرنامہ کی اشاعت کو فوری طور پر روک دیا گیا ہے اور متعلقہ عملے کو بھی تنبیہ کی گئی ہے۔ ادارہ اس نادانستہ دل آزاری پر حضرات علماء کرام اور ان کے متوسلین سے معذرت خواہ ہے۔......(ادارہ)

صدر وفاق المدارس کی جانب سے اشتہار کی بحالی

Mufti Muhammad Naeem
Chancellor
- Leader - Tehreek-e-Difa-e-Haramain
- Member - Wifaq-ul-Madaris Wal Jamiaat Al Islamia Pakistan
- Leader - Ulama-e-Ahlesunnat Wal jamat Pakistan
- Chairman - Wifaqul Masajid Pakistan

muftinaeem@binoria.org

محمد نعیم المفتی

13-03-2017

محترم جناب مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔

گزارش یہ ہے کہ مرکز اہل سنت والجماعت سرگودھا کے سالانہ دورہ تحقیق المسائل کا اشتہار گزشتہ سالوں میں ماہنامہ وفاق المدارس میں شائع ہوتا رہا ہے اور یہ اشتہار وفاق المدارس کے قواعد وضوابط کے مطابق ہے۔ لہٰذا آپ سے سفارش کرتا ہوں کہ اس اشتہار کو وفاق المدارس کے شمارہ میں شائع فرمادیں۔

شکریہ والسلام

مفتی محمد نعیم

جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی

حسب سابق اشتہار وفاق کے شمارہ میں شائع کیا جائے۔

عبدالرزاق اسکندر

مولانا فضیل ناصری صاحب (انڈیا) کی جانب سے رجوع کی تحریر

Mob:08881347125

M. Fizail Ahmad Nasiri Al-Qasmi



مولانا فضیل احمد ناصری القاسمی

Ustaz-e-Hadees

استاذ حدیث وفقہ جامعہ امام محمد انور شاہ دیوبند

Jamia Imam Md. Anwar Shah Deoband - 247554, Distt. Saharanpur (U.P.) INDIA

التاریخ: ٦/٣/١٤٤٣ھ — ١٣/١٠/٢٠٢١ء

العدد....../...../........

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دام مجدہم عصر حاضر کی ان علمی شخصیات میں ہیں جن سے فاطر ہستی نے خوب کام لیا۔ ان کی تقریریں اور تحریریں ملت بیضا کے دفاع کے لئے وقف ہیں۔ ان کے علمی بیانات اور اصلاحی خطبات سے امت کو بڑا فائدہ پہونچا۔ ان کی کتابیں، رسالے اور مقالے آشیانۂ باطل پر برق بن کر گرتے ہیں۔ افہام وتفہیم کا ملکہ ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ چٹکیوں میں حل کر دیتے ہیں۔ مناظرے کا خصوصی ذوق بھی انہیں حاصل ہے۔ غیر مقلدیت اور رضا خانیت کے خلاف ہمہ وقت شمشیر بے نیام رہتے ہیں۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں انہیں اختصاص حاصل ہے۔ ان کی تحریرات وخطبات سے بندے کو بھی کافی فائدہ پہونچا ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دیوبندیت کے ترجمان تھے۔ ان کی وفات پر احقر نے سوشل میڈیا کے لئے ایک مختصر تحریر لکھی تھی، جس میں حضرت رحمہ اللہ کے کمالات اور حق بیانیوں کی دو چار مثالیں پیش کی تھیں۔ وہ تحریر حضرت مرحوم کی سوانح حیات کا حصہ بن گئی۔ اگر بندے کو شمولیت کے ارادے کا علم ہوتا تو مزید باتیں لکھتا اور زائد باتیں ساقط کر دیتا۔ اب وہ زائد باتیں جزو کتاب بن چکی ہیں۔ کاش کہ ایسا نہ ہوتا!!

زائد باتوں سے خاکسار کی مراد حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب پر منفی تاثرات ہیں۔ مولانا بھی بشر ہی ہیں، ان کی بعض ذاتی جہات پر بلا وجہ کی بحثیں ہوئیں تو یہ ہیچ میرز بھی اس میں شریک ہو گیا۔ بعد میں تحقیق سے ثابت ہوا کہ مولانا گھمن صاحب بے داغ ہیں والغیب عند اللہ۔

جو لوگ احقر کی ان باتوں کو بطور سند پیش کر رہے ہیں، وہ اب نہ کریں۔ بندہ ان سے خود کو بری کر رہا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ مولانا گھمن صاحب زید مجدہم سے بیش از بیش کام لے اور امت کو ان کے فیوض سے خوب سیراب فرمائے۔

فضیل احمد ناصری
خادم حدیث ونائب ناظم تعلیمات جامعہ امام محمد انور شاہ
دیوبند، الہند۔

Email: fuzailahmadnasiri@gmail.com

تیمور رانا رضاخانی کی فیس بک وال سے ایک تحریر



Taimoor Rana

Jul 6 •



معاصرانہ چپقلش حجت نہیں ....اور صحابہ سے لیکر اب تک ہر دور میں علماء پہ جرح ہوئی ہے اس لئے امام ذہبی و ابن حجر نے مرقوم کیا ہے کہ علماء کا تبصرہ علماء کے حق میں قبول نہیں....اس لیے جو لنڈے کے محقق اچھل کود کررہے ہیں وہ اپنی ماضی کی تقاریر دیکھ لیں آئنیہ سامنے آ جائے گا...



جلد اول

دفاعِ اہل السنۃ والجماعۃ

کے 113 صفحات

سے بھی کم کے جواب میں **مظفر حسین شاہ** رضاخانی کی طرف سے دجل و فریب سے بھرپور لکھی گئی کتاب کا منہ توڑ دندان شکن علمی و تحقیقی جواب

بنام

کشفُ الخِداع عمّا ظہر فی ردِّ الدِّفاع

ان شاء اللہ عنقریب ہی منظر عام پر



